جہانگیر

شکسپیر کے مشہور "پلے ہملٹ" کا ترجمہ

جسکو

منشی محمد امتیاز علی صاحب بی اے نے

فصیح اور بامحاورہ اردو مین ترتیب دیا

اور

حسب فرمائش منشی امراؤ علی صاحب

انوری پریس لکھنؤ گولہ گنج مین عبد الواحد کے اہتمام سے چھپا

اپریل ۱۸۸۸ء

رجسٹری شدہ

بع اول۔ ۱۰۰۰ جلدین

اشتہارات

فیروز و گلنار

خاص شکسپیر کے مشہور ناٹک رومیو جولیٹ کا ترجمہ۔ قدرتی خیالات انسان کا سچا فوٹو۔ جوانی کی ترنگ۔ عشق و محبت کی امنگ کا پورا چربا۔ بغض و عداوت کا آئینہ۔ کاوش ہجر و لذت وصل کی قدرتی تصویر۔ جسکی زبان کی پاکیزگی محاورات کی شستگی۔ الفاظ کی بندش فقرات اور بیانات کا قدرتی جوبن۔ بول چال کا بیساختہ پن دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے یہ پہلا ڈراما ہے جو اردو میں اس خوبی سے ترجمہ ہوا۔ اور جسکی بابت ہندوستان کے نامی اخبارون نے فقرات ذیل ریویو مین تحریر فرمائے۔

اودھ پنچ۔ فیروز و گلنار عمدہ لٹریچر کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ یہ اُردو مین پہلی تصنیف ہے جسکے عالی خیالات سے ہمارا دماغ معطر ہوا

اودھ اخبار۔ فیروز و گلنار فصیح و بامحاورہ ترجمہ ہے۔ کتاب قابل دید ہے۔

اخبار عام۔ فیروز و گلنار اپنی وضع کی پہلی کتاب ہے۔ یہ پہلا ڈراما ہے جو اس لطافت سے اردو زبان مین لکھا گیا

ہندوستانی۔ نہایت عمدہ بامحاورہ زبان مین لکھا گیا ہے۔ مختلف سینون کو بہت خوبی سے بیان کیا ہے۔ یہ پہلی کتاب ہے جو اس عمدگی سے اردو مین ترجمہ کی گئی۔

انڈین پنچ۔ ہماری اردو زبان مین ابتک ایسی کتاب نہین۔ ایسا ترجمہ ہماری نظر سے نہین گذرا

طوطی ہند۔ یہ ناٹک واقعی قابل دید ہے۔ عبارت شستہ و رفتہ مضامین چست طرز بیان دلفریب

جوبلی گزٹ۔ ایسی پیاری زبان و نفیس خیالات مین کوئی کتاب نہین

کوہ نور۔ اردو مین اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ زبان کی لطافت اور طرز بیان کی خوبی مین آپ ہی اپنی نظیر ہے

قیمت ۸ / محصول ڈاک ۲ / المشتہر منشی امداد علی۔ امین آباد لکھنؤ

البرٹ بل

نیا دریا انوکھا ناٹک۔ جذبات کا دریا خیالات کا چشمہ۔ جسمین بل کی پوری ابتدائی کیفیت اسکی درجہ بدرجہ ترقی میران کونسل کی اسپیچین یوروپین کی مخالفت اور سینہ زوری۔ بنگالیون کی واویلا اور فریاد۔ انگلش طبایع کی برانگیختگی اور گورنمنٹ کی توہین اور اہل ہند کی دل آزاری ویسلرے کی سیم النفسی اور خیانی۔ رعایا کی وفاداری اور نمک حلالی [illegible] وغیرہ کا نقشہ۔ بعض ہندوستانی نکواءون کی قوم کے ہاتھون سزا اور بل کے آخری فیصلہ کو بڑے مذاق اور ظرافت کے ساتھ مختلف سینون مین نہایت سلیس اور اردو بامحاورہ زبان مین لکھا ہے۔ قیمت ۸ / مع محصول

المشتہر منشی امداد علی ڈاکخانہ امین آباد لکھنؤ۔

ذیل کے مشہور اخبارون نے اسپر یون ریویو کیے ہین

اودھ پنچ۔ بمثل تصنیفات مین یہ پہلا ناٹک ہے جو اردو مین اس خوبی سے شایع ہوا۔ **مشیر قیصر**۔ زبان اور خیالات عمدہ ہے

ہندوستانی۔ اعلیٰ درجہ کی اردو زبان مین لکھا گیا ہے۔ **کوہ نور**۔ پہلا ناٹک ہے جو اس خوبی سے شایع ہوا۔ زبان نہایت پاکیزہ اور خیالات عمدہ ہین۔ **اخبار عام** اچھا ناٹک ہے۔ **نجم الاخبار**۔ اردو مین ایسا ناٹک آجتک نہین دیکھنے مین آیا۔

دہلی پنچ۔ پہلی تصنیف ہے جو اس خوبی سے شایع ہوئی۔ **انڈین کرانیکل**۔ یہ عمدہ تصنیف ہے زبان اور محاورات قابلیت آپ اپنی نظیر ہے۔ **میرا خط**۔ آجتک ایسا عمدہ ناٹک نہین لکھا گیا

اشخاص ڈراما

شاہ فرخ۔ بادشاہ شہر سبز۔
جہانگیر۔ پسر شاہ متوفی و برادرزادہ شاہ حال۔
میرزا آغا حسن۔ وزیر شاہ۔
اختر مرزا۔ محب جہانگیر
منصور۔ پسر مرزا آغا حسن

اکبر علی
امیر احمد
خواجہ ہاشم
صفدر حسین
مشتاق علی۔
} مصاحبین بادشاہ

مظفر حسین۔
محمد اسمعیل
} افسر

یعقوب خان۔ سپاہی

کریم بخش۔ خادم مرزا آغا حسن۔
اہل ناٹک۔ (تماشے والے)
دو دیہاتی گورکن۔
شاہزادہ ہمایون اختر۔ شاہزادہ اکبر آباد۔
کپتان۔
سفیر۔
ملکہ شمس النہار۔ ملکہ شہر سبز و مادر جہانگیر
مہر بانو۔ دختر مرزا آغا حسن۔
مولوی۔
بادشاہ متوفی کی روح۔
مقام ڈراما۔ شہر سبز

باب اول

سین اول صفدر آباد - قلعہ کے سامنے کا چوک

یعقوب خان پہرے پر ... محمد اسمعیل پہونچے

محمد اسمعیل - کون ؟

یعقوب خان - تم کون ؟ ٹھہرو - بولو

محمد اسمعیل - عمر شاہ دراز -

یعقوب خان - کون - داروغہ صاحب ہین ؟

محمد اسمعیل - ہان -

یعقوب خان - خوب وقت پر تشریف لائے -

محمد اسمعیل - اچھا یعقوب، اب تم جاؤ اور سوؤ -

یعقوب خان - حضور کس بلا کا جاڑا ہے کہ ہاتھ پانو ٹھٹھرے جاتے ہین اور دل کی کچھ عجیب کیفیت ہے - !

محمد اسمعیل - کہو سب خیریت - کچھ کھٹکا تو نہین ہوا ؟ پہرا کیسا رہا ؟

یعقوب خان - جی نہین - آپ کے اقبال سے تنکا تک نہین کھڑکا -

محمد اسمعیل - اچھا اب تم جاؤ - خدا حافظ - ہان خوب یاد آیا - اگر تمہین اختر مرزا ملین تو کہدینا کہ ذرا قدم اٹھائے ہوئے آئین -

یعقوب خان - مجھے تو ان ہی کی سی آہٹ معلوم ہوتی ہے - شاید آ پہونچے - کون ؟ ٹھہرو (اختر مرزا اور مظفر حسین پہونچے)

اختر مرزا - دوست

مظفر حسین - عیست شاہ -

یعقوب خان - تسلیم عرض ہے - اب مین رخصت ہوتا ہون -

مظفر حسین - اچھا جوان خدا حافظ - تمہارا پہرا کسنے بدلوایا ؟ -

یعقوب خان - جی داروغہ صاحب نے - بندگی عرض کرتا ہون (چل دیا)

مظفر حسین - ارمان اسمعیل ہوت - !

محمد اسمعیل - ارشاد - کیا اختر مرزا ہین ؟ -

اختر مرزا - جی ہان یہی خادم ہے -

محمد اسمعیل - خوش آمدی و صفا آوردی -

مظفر حسین - کہو کیا آج بھی وہ نظر آئی تھی ؟

محمد اسمعیل - جی نہین مینے تو نہین دیکھا -

مظفر حسین - اختر فرماتے ہین کہ واہمہ خلاق ہے - یہ سانحہ دو دفعہ ہماری آنکھون کے سامنے گذر چکا ہے مگر انکو کسی طرح یقین ہی نہین آتا اسلیے انکو ساتھ لیتا آیا ہون کہ اگر آج دکھائی دے تو ذرا اس سے اور ان سے دو دو باتین ہون اور انکو یقین بھی آجاے -

اختر مرزا - اجی بس وہ آچکی - واہیات !

محمد اسمعیل - اچھا ذرا بیٹھ جائیے تو ایک مرتبہ پھر وہی خوف انگیز واقعہ جسکی کیفیت ہم برابر

دوراتون سے دیکھہ رہے ہین آپکے
گوش گذار کرین - یہ اور بات ہی چاہے
آپ مانین یا نہ مانین -

اختر مرزا - اچھا لو تمھارا ہی کہنا سہی - ہان یار
کہہ چلو -

محمد اسمعیل - کل شب کو جبکہ وہ ستارا جو قطب کے مغرب
طرف تہا اسی جگہہ پر پہونچ چکا تھا جہان
اب ہی بس ٹھیک بارہ پر ایک بجتی ہی
منظفر حسین اور مین .. .. ..
(روح نظر آئی)

منظفر حسین - چپ ! چپ ! دیکھو وہ پھر آتی ہے

محمد اسمعیل - بجنسہ اسی شکل مین یعنے ٹھیک صاحب عالم
جنت آشیان کی صورت -

منظفر حسین - ہان مرزا صاحب تم تو بفضلہ عالم ہو
ہو ذرا اس سے بولو تو

محمد اسمعیل - مرزا صاحب ذرا غور سے دیکھو اسنے نہ
بادشاہ کی صورت -

اختر مرزا - ہان بالکل وہی صورت ہمارے حیرت کے
میرے تو حواس ٹھکانے نہین -

محمد اسمعیل - وہ چاہتی ہے کہ کوئی اس سے بولے -

اختر مرزا - تو کون ہے جو اسوقت رات کو ہمارے
اور وجیہ صاحب عالم جنت آشیان کا بھیس
بناکے آئی ہے تجھے خداے پاک کی قسم سچ بتلا -

منظفر حسین - یار کچھہ خفا ہو گئی -

محمد اسمعیل - اے دیکھو وہ کھسکی -

اختر مرزا - ٹھہر! ٹھہر! تجھے قسم ہے - بول ! بول !
(روح چلی گئی)

منظفر حسین - وہ چل بھی دی - جواب کیا دیگی -

محمد اسمعیل - جناب مرزا صاحب تسلیم عرض ہے !
یہ آپ کانپ کیون رہے ہین ؟ چہرے پر
ہوائی کیون چھائی ہوئی ہے - آپ تو
فرماتے تھے کہ صرف خیال اور وہم ہی ہے
کہیے اب آپ کیا کہتے ہین - کیا یہ وہمی
تصور سے بڑھ کر نہین ہے ؟

اختر مرزا - بخدا مین اسکو بغیر آنکھون دیکھے نہین
باور کرسکتا تھا -

منظفر حسین - کیون صاحب کیا یہ صاحب عالم سے
مشابہ نہین ہے ؟

اختر مرزا - بس ہو بہو ویسی ہی سر مو فرق نہین
خدا جانتا ہے وہی زرہ جو صاحب عالم
نے شاہ اکبر آباد کے مقابلے کے دن زیب
بدن فرمائی تھی اور چہرے پر وہی ویسا ہی
قہر و غضب برستا تھا جیسا شاہ اکبر آباد
کی شرائط جنگ پر جب حضرت نے اسے
بگڑ کر مقابلہ کیا اور اسے شکست دی
عجب حیرتناک معاملہ ہے

منظفر حسین بس ٹھیک اسی طرح دو مرتبہ اور اس سے
پیشتر یہ اسی خونخوار اور خوف انگیز شکل
مین اسطرف سے نکلی تھی -

اختر مرزا - اسکی بابت کوئی خاص خیال دل مین قائم
کرنا تو مشکل ہے مگر میری راے ہے کہ ضرور
کوئی نہ کوئی انقلاب ہمارے ملک مین
عنقریب ہونے والا ہے

منظفر حسین - ہان کچھہ آثار تو ہین - ورنہ رعایا سے

بدگمانی کی وجہ ؟ کیون ایسی سخت
نگہداشت ہے ؟ یہ روزانہ توپون پر
توپین کیون ڈہالی جاتی ہین ؟ غیرملکون
سے کیون اس کثرت سے اسلحہ چلے آتے
ہین ؟ قلعہ بندی اور سامان جنگ
کی درستی مین بیچارے سپاہیون پر جبر
اور تشدد کے آرے کیون چل رہے ہین
معلوم نہین کیا ہونے والا ہے کہ اس
عرقریزی نے دن رات ایک کردیا ہے۔

اختر مرزا۔ سنو مین بتاؤن۔ لوگ یون سرگوشیان
کرتے ہین کہ شاہ اکبرآباد کو ایک زمانے
مین اپنی بسالت او شجاعت پر بہت
کچھ گھمنڈ تھا زعم حکومت اور نشۂ جوانی
اُسکے دماغ مین کچھ ایسا سما گیا تھا کہ وہ
خیال کرنے لگا کہ ہمچومن دیگرے نیست۔
آخرکار ولولہ رزم نے دل مین چٹکیان
لے لے کر اُسے یہان تک اُبھارا کہ ہمارے
صاحب عالم جنت آشیان سے لڑنے کی
ٹھہرائی۔ حضرت گو سیدھے سادے آدمی
تھے۔ مگر انتہا کے جری۔ اور حد کے سپاہی
اُنکے سامنے اچھے اچھے بہادرون اور
منچلون کے پاؤن اوکھڑ جاتے تھے۔
غرضکہ شاہ اکبرآباد مجادلت پر مصر ہوے
بادۂ تکبر نے اُنکی دستار عاقبت اندیشی
کچھ ایسی لٹ پٹی کردی کہ جنگ کی
ٹھان دی اور یہ عہدنامہ لکھدیا کہ اگر
ہم مغلوب ہوجائین تو ہمارا ملک و مال

سب آپ کا۔ جب صاحب عالم جنت آشیان
نے دیکھا کہ یہ بیڈہب اڑے ہین اور
مرنے پر تلے ہین۔ کسی کی سنتے ہی نہین تو
بمجبوری اُنھون نے بھی منظور کیا۔ آخرکار
انجام وہی ہوا جو غرور کا ہونا چاہیے۔
یعنی ایک ہی وار مین جسم تو میدان جنگ
مین رہا اور روح عدم آباد سدہاری۔
آپ سُنیے شہزادہ ہمایون اختر کو بیٹھے بٹھے
خفقان اُچھلا ہے۔ اپنے باپ کے ہارے
ہوے مُلک و مال پر دعوے کرتے ہین۔
خام جوش ہمت لڑنے بھڑنے کی سوجھا رہا ہے
اسلیے آجکل فوج کی خوب بھرتی ہے۔
جس کسی نے جھوٹون بھی کہا۔ چہرہ لکھ لیا۔
بھوکا۔ ننگا۔ محتاج۔ مفلس۔ کوئی ہو
جو آیا داخل دفتر۔ میرے خیال مین تو ہمارے
بادشاہ کا کیل کانٹے سے درست ہونا اور
غنیم کی سُن گُن لینا سب اسی وجہ سے ہے

محمد اسمٰعیل۔ بھئی سچ کہتے ہو۔ بس یہی بات ہے۔
بیشک اسی وجہ سے یہ روح ہوبہو اُسی
بادشاہ کی شکل مین جو اس جنگ کا خاص
باعث تھا مُسلح آیا کرتی ہے۔

اختر مرزا۔ گو یہ بات اور بدشگونیون کے مقابلے
مین کچھ بھی نہین۔ مگر حشیم دل مین ذرا سے
بال کی بھی کھٹک بہت ہے۔ جس زمانے
مین روم کا آفتاب عروج کے چرخ چہارم پر
جلوہ فگن تھا اور جس وقت دور و دراز کے
ملک بنظر استفادۂ تہذیب و ترقی تمدن

روم کی طرف قبلہ نما ہو رہے تھے یعنے وہی
کچھ تھوڑے ہی دن قبل قتل جولیس قیصر
کے وہان کا یہ نقشہ تھا کہ قبرون نے مردے
اُگل دیے تھے۔ جابجا ہر گلی کوچے مین اپنے
اپنے کفنون مین لپٹے ہوے ننمناتے پھرتے
تھے۔ شب کو آسمان کی طرف نظر اٹھائی
تو دُنبالہ دار ستارے دکھائی دیتے تھے۔ شبنم
کے قطرے لہو کی بوندین ہو کے گرتے تھے۔
دھوپ کا رنگ دھوپ چھان کی طرح
بدلتا تھا۔ چاند گہن کے ہاتھون ایسا ہو گیا
تھا جس سے خوف ہوتا تھا کہ قیامت سر پہ
آ پہنچی۔ وہی حال یہان کا بھی معلوم ہوتا ہے
وہی بدشگونیان اور اسباب انقلاب یہان
بھی نظر آتے ہین۔ خدا ہی خیر کرے۔

(روح نظر آئی)

چُپ۔ چُپ۔ چُپ! دیکھو وہ پھر آتی ہے
ابکی تو بھی مین ضرور روکونگا۔ چاہے میری جان
پر کیون نہ بنجائے۔ ٹھہر! اگر خدا نے تجھے
گویائی عطا کی ہے تو بول کہ کون ہے اور
کیون آئی ہے اگر کوئی ایسا کام ہو جس سے
تجھکو راحت و تسکین اور ہمارے لیے فخر و
ثواب کا باعث ہو تو ہم بسر و چشم تعمیل کو
موجود ہین۔ یا اگر تو جانتی ہے کہ اس پیارے
اور عزیز ملک پر کوئی ایسی آفت آنیوالی
ہو جسکا دفعیہ ممکن ہے تو برائے خدا ہمین جلد
آگاہ کر۔ یا اگر تو نے کوئی خزانہ تشدد یا تعدی
سے فراہم کر کے کہین دفن کیا ہے اور اُسکے
دیکھنے کو بیقرار ہے تو صاف صاف بتا
بول۔ بول۔

(مُرغ بولا) مظفر! روکو۔ روکو!

مظفر حسین۔ لگاؤن ایک ولایتی کا ہاتھ؟

اختر مرزا۔ ہان اگر نہ ٹھہرے تو دو ایک۔

محمد اسمٰعیل۔ دیکھو یہ آئی۔

اختر مرزا۔ یہ آئی یہ آئی"

(روح نظر سے غائب ہوگئی)

مظفر حسین۔ اے لو وہ چل بھی دی۔ یار بُرا کیا۔
ہمکو مارنے وارنے کا ارادہ بھی نکرنا چاہیے
تھا۔ بھائی صاحب یہ تو ہوا ہے۔ ہوا کو
بھی بھلا کوئی گزند پہونچا سکتا ہے۔ اُلٹی
اپنی ہی کرکری ہوئی۔

محمد اسمٰعیل۔ وہ بولنے ہی کو تھی کہ اتنے مین کمبخت
مُرغے نے بانگ دی۔

اختر مرزا۔ اور اسپر وہ ایک مرتبہ ایسی چونک پڑی
جیسے کوئی ملزم ہو۔ مین سُنا کرتا تھا کہ
ان روحون (بھوتون) کا حال بھی شیطان
کی طرح ہے۔ ادہر لاحول سنی اور وہ بھاگے
ادہر ککڑون کون کی بھنک انکے کانون
مین پڑی اور اپنے اپنے ویرانون کو
چلتے ہوے۔ پھر کیا مجال جو پلٹ کر بھی
دیکھین۔ سو اسکی تصدیق آج پوری پوری
ہو گئی۔

مظفر حسین۔ ہان۔ ہان مینے بھی سنا ہے

اختر مرزا۔ آہا! دیکھو وہ صبح کی ہلکی ہلکی سپیدی
آسمان پر ظاہر ہونے لگی۔ صبح قریب ہے،

آو چاہین اور اس جانخراش اور حسرتناک
واقعہ کا تذکرہ شاہزادہ جہانگیر سے کرین
گو وہ روح ہے نہ بولی مگر مجھے یقین ہے
کہ جہانگیر کو ضرور جواب دیگی - کہو تم کیا
کہتے ہو - میری راے مین مقتضاے
محبت اور فرض تو یہی ہے کہ ہم اُن سے
آج کی مفصل کیفیت بیان کرین -

منظفر حسین - ہان ضرور بالضرور - مگر پہلے موقع
سے کہین ملنا چاہیے -

سین دوم - قلعہ کی بارہ دری

فرخ شاہ - ملکہ - شاہزادہ جہانگیر - نواب مرزا آغا حسن
منصور - اکبر علی - امیر احمد و دیگر امرا

فرخ شاہ - اے ارکین سلطنت - اور اے اعیان دولت
یہ تو یقینی بات ہے کہ آپ ایسے ہر دلعزیز
اور عادل شاہ کے سایے کا ہمارے
سرون سے اٹھہ جانے کا غم ممکن نہین کہ
یکایک ہمارے دلون سے مٹجاے - اور
ہماری آنکھین اور اندوہگین ہمان کے
جلد بھول جائین - انسان کوئی خوفناک
خواب دیکھہ لیتا ہے تو اُسکا اثر بھی کم
سے کم کئی پہر تک ضرور رہتا ہے نہ کہ
ایسے رحمدل منصف مزاج - رعایا پرور
بادشاہ کا انتقال - حق تو یون ہے کہ
ایسا غم ہے جسکے واسطے اگر ملک برسون بلکہ
مدت العمر سیاہ پوش رہے تو بھی تھوڑا ہے
مگر ہزار رومال پر رومال بھگوئیے - ہزار
سینہ کوبی کیجیے - لاکھہ رو رو کے دریا بہائیے
مگر وہی یاس وہی نا اُمیدی ؎ عُرفی
اگر بگریہ میسر شدے وصال بصد سال میتوان
بہ تمنا گریستن - پس اے میرے مددگار دوستو
اپنے اپنے زخم دل پر صبر کا پھاہا رکھنا چاہیے
اور آنجہانی کے لیے دعاے مغفرت کرنا اور وہ
کام کرنا چاہیے کہ جس سے اُنکی روح خوش ہو
یعنے انتظام مُلک - لہذا یعنے تمھاری مرضی کے
موافق کہ استحکام سلطنت مین کسی طرح کا فتور
نہ پڑے اور اداے فرض بھی ہو یعنے خدا اور رسول
کی خوشنودی - ملکہ سے عقد کر لیا - واقعی دنیا
کا یہی حال ہے - اِدہر چشم پر آب اشکبار ہے تو
اُدہر زبان پر اقرار مسرت خیز ہے - مینہ بھی برستا ہے
دھوپ بھی نکلتی ہے - ابھی خزان ہے ابھی
بہار - تجہیز و تکفین مین شادمانی اور شادی
مین مرثیہ خوانی - کہین بزم ماتم برپا ہے اور
کہین محفل رقص و سرود گرم - غرضکہ راحت
و مصیبت بہم ہین اور شادی و غم توام ہے
درین حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش است
زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش است
المختصر جب دنیا کا یہ حال ہے تو غم ہو یا شادمانی
بہرحال انسان کو زمانے کی چال پر خیال رکھنا
چاہیے - اب جس امر کے واسطے آپ سب صاحبونکو
تکلیف دی گئی ہے وہ یہ ہے - مجھے بخوبی
یقین ہے کہ اتنے صاحبون مین سے شاید کوئی
بھی ایسا نہ نکلے جسکو اس بات سے واقفیت نہو
کہ شاہزادہ ہمایون اختر آجکل جنگ پر

تلے ہوے ہین - بڑی بڑی طیاریان
کررہے ہین - وہ دھوم مچا رکھی ہے
کہ الحفیظ والامان - خدا کی شان انکو
بھی یہ جرارت ہوئی کہ میرے مقابلے پر
آئین اور اپنے باپ کے مارے ہوے ملک
کے واپس لینیکا خیال دل مین لائین !
حقیقت یہ ہے کہ انکو وہم اور خبط نے گھیرا
ہے جو یہ سمجھے ہین کہ ہماری سلطنت نے
بھائی صاحب جنت آشیان کے انتقال
سے ضرور تغیر او ر انقلاب ہوا ہوگا تخت
اور تاج کی بحث مین باہمی فساد نے ضرور
سر اٹھایا ہوگا - امرا جدا بد دل اور رعایا
الگ پریشان ہوگی اور اپنی ناتجربہ کاری
سے جانتے ہین کہ ایسے وقت مین وہ ہمپر
فتحیاب ہوجائینگے - حالانکہ یہان
خدا کے فضل وکرم سے یہ باتین کوسون
دور ہین - چنانچہ اسی وجہ سے انھون نے
ایک پیغام بھی اس مضمون کا بھیجا ہے
کہ میرے باپ کے مارے ہوے ملک کو
واپس دو تو بہتر ہے ورنہ ہوشیار ہوجاؤ
اب ہم خاص مطلب بیان کرتے ہین
ہمنے شاہ اکبرآباد کو جو بیچارے آجکل
سخت علیل ہین اور جنکو اپنے بھتیجے کی
اس کارروائی کی کانون کان خبر
نہین - لکھا ہے کہ ان صاحبزادے کو
چشم نمائی کردین - مفت خدا انکی رعایا
پر آتش اجل کی آنچ کیون آئے -

بندگان خدا کا انکی گردن پر کیون خون
ہو - ہماری خواہش ہے کہ نواب اکبر علیصاحب
آپ اور نواب امیر احمد صاحب آپ بطور
سفیر اس شقے کو لیجائیے اور احتیاط رکھیے
کہ سواے اسکے مضمون کے اپنی طرف سے
کچھہ نہ بڑھائیے گا - ہمکو امید ہے کہ جس
خدمت پر آپ سرفراز کیے جاتے ہین اسکو
نہایت جانفشانی و ایمانداری سے بہت جلد
بجا لائینگے اور عطیات گرانمایہ او ر مراحم
شاہانہ کے مستحق ہونگے -

اکبر علی وامیر احمد - انشاءاللہ حضور کے اقبال سے
ہم بہت جلد اس خدمت کو بجالا کے قدمبوسی
حاصل کرینگے -

بادشاہ - بیشک آپ سے ہمین ایسی ہی امید ہے
اچھا - خدا حافظ -
(اکبر علی وامیر احمد رخصت ہوے)
ہان منصور - کہو کیا خبرین ہین ؟ تمنے حضور
مین کچھہ درخواست کی تھی ؟ کیا کی تھی ؟
بھلا تمھارے واسطے کچھہ کمی ہے - ممکن ہے
کہ تمھاری درخوست قبول نہ کیجاے - بولو
منصور کیا چاہتے ہو ؟ کیا تم نہین جانتے کہ
ہم سے اور تمھارے والد سے کسطرح کا اتحاد
ہے اور تعلق جیسے دماغ سے اور دل سے یا
ہاتھہ سے اور منہ سے سمجھے - دماغ کا کیا کام ہے
وہ خواہش پوری کرنے کی تدبیر کرتا ہے منصور
کہو - کچھہ کہو - تمتو ہان نان کچھہ کرتے ہی
نہین - بولو کیا چاہتے ہو -

منصور - حضور جان بخشی ہو تو عرض کرون - بخارا جانے کی اجازت - خیر خواہ حاضر ہوا تھا کہ جشن شاہی مین شریک ہو کر سعادت ابدی حاصل کرے - زہے طالع کہ اُس سے بہرہ اندوز ہوا - اب مین تو یہان ہون اور دل وہان - پس حضور کی اجازت کا خواستگار ہون سوا اسکے اور کچھہ خواہش نہین -

بادشاہ - اپنے والد سے اجازت لیجئے ؟ کیون مرزا صاحب ؟

مرزا آغا خان - حضور مین تو اجازت نہ دیتا مگر اسنے وہ فیل مچلائے کہ آخر کار جبراً قہراً دینا ہی پڑی - لہذا اب میری بھی گذارش ہے کہ جہان پناہ بھی اسکو اجازت عطا فرمائین -

بادشاہ - اچھا ہمنے بھی اپنے منصور کو بخوشی اجازت دی - خدا تمکو توفیق دے کہ تم اپنے شباب کی ایک ایک لمحہ کی جو نہایت ہی بیش بہا ہے اچھی طرح سے قدر کرو اور ایسی لیاقت اور جوہر کی تحصیل مین صرف کرو کہ جس سے تعریف اور توصیف کے پھول تمپر برسائے جائین - ہر دلعزیز ہو اور عیش و عشرت سے بسر کرو... ہان میرے پیارے بھتیجے جہانگیر اسنو تو بیٹا !

جہانگیر - (چپکے سے) خدا بچائے ایسے رشتہ اور ایسی محبت سے -

بادشاہ - "یہ کیا - ابھی تک تمپر ابر غم چھایا ہوا ہے آخر یہ کبتک ؟

جہانگیر - جی ابر و بر تو خاک نہین مگر ہان غم کا آفتاب سر پر آ گیا ہے -

ملکہ - بیٹا جہانگیر (ٹھوڑی مین ہاتھہ دے کر) بیٹا اب یہ ماتمی لباس اوتار ڈالو - آج سے اپنے چچا جان کو اپنا سرپرست سمجھو - بیٹا کیسے ناسمجھہ بنے جاتے ہو - ہاے کیسا ذرا سا منہہ نکل آیا ذرا یہ تو ہمین سمجھا دو جب تم ہی اپنا یہ حال بنائے رہوگے تو ہمکو کون ڈہارس دیگا بیٹا ہزار روؤ تو کیا ہوتا ہے - ان آنسو بھری آنکھون سے خاک مین ڈھونڈتے ہے سے کہین ابا جان ملجائینگے تمتو جان بوجھہ کے انجان بنے جاتے ہو - بیٹا یہ تو عام ہے...

جہانگیر - جی ہان بجا ہے - یہ عام ہے !

ملکہ - پھر تم اتنا رنج کیون ظاہر کرتے ہو -

جہانگیر - ہان ! ظاہر ! جی نہین - سچ سچ - ظاہر کرنا کسکو کہتے ہین مین جانتا ہی نہین - اماجان صرف میرا ماتمی لباس - سیاہ پوشش گستہ سرد آہین - یا خون چکان آنسو - اوترا ہوا چہرہ یا اور تمام لوازمات اور آثار غم ہی نہین ہین جن سے میرا سچا رنج ظاہر ہو - یہ بلاشک ظاہری باتین ہین جنکو انسان ریاکاری سے بھی برت سکتا ہے مگر نہین میرے قلب پر وہ صدمہ - وہ کاوش اور دہ خلش ہے کہ جو ان سب سے بڑھی ہوئی ہے اور یہ تو صرف غم کی نشانیان ہین -

---

لہ یہ ایک زمانے مین اسلام کا دار العلوم تھا ۱۲ لہ یعنی مین سلطنت نہ پانے سے بے خانمان ہون ۱۲

بادشاہ - بیٹا جہانگیر بلاشک یہ جو تم اپنے باپ
کی عزاداری کرتے ہو تمپر زیبا ہے -
باپ کے چہیتے اور پیارے ایسے ہی ہوتے
ہین - مگر سمجھو تو بیٹا تمھارے باپ کے
باپ سدھارے - اُنکے باپ سدھارے
اور اُنکے باپ سدھارے حضرت آدم
اور حضرت عیسےٰ کی بات جانے دو -
اسمین شک نہین کہ باپ کا اُٹھہ جانا
ایک سخت مصیبت ہے مگر کیا کیجیے
خدا کے کامون مین کسی کو دم مارنے
کی جگہہ نہین - سواے صبر و شکر کے
چارہ ہی کیا ہے - صابر کا رتبہ بڑا ہے -
ان اللہ مع الصابرین - پس انسان
کو لازم ہے کہ عنان صبر و شکیب ہاتھہ
سے نہ دے - غم کے ہاتھون بک نہ جاے
کیونکہ ایسے غم کو غم نہین کہتے بلکہ یہ سچ
خدا کی ناشکری ہے اور نافرمانی -
ایسے شخص سے نہ خدا راضی نہ بندہ خوش -
یہ سراسر بزدلی ہے - جب کہ ہم اچھی طرح
جانتے ہین کہ یہ ایسی نیند ہے جو سب کو
آئیگی - یہ ایسا وقت ہے جو سب پر
پڑیگا - یہ ایسا وعدہ ہے جو سب کو پورا
کرنا ہوگا - جو ہست ہے وہ نیست ضرور
ہوگا ع گر لاکھہ برس جیے تو پھر مرنا ہے
پس اسکے واسطے بیکار کو کڑہ کڑہ کر
گور کے منہ کا نوالا ہو جانا اور مفت خدا
جان بوجھہ کر گرفتار عذاب ہونا کار
عقلمندان نیست - اس ہر وقت کی
گریہ وزاری سے تم دنیا کے لوگون کو
الگ رنج دیتے ہو - اور اپنے باپ کی
روح کو جدا بے چین کرتے ہو - اسلیے
بیٹا کہنا مانو - اُنکی جگہہ مجھے سمجھو -
ہاے مین کوئی غیر ہون لِلّٰہ - یہ
مہمل خیال دل سے نکال ڈالو - کیونکہ
تم تو کیا دنیا بھر خوب جانتی ہے کہ
ہمارے بعد مستحق اور قابل تاج و تخت
اگر کوئی ہے تو تمہین ہو - بیٹا جہانگیر
مین تمکو اتنا چاہتا ہون کہ اگر کوئی
باپ بھی چاہے گا تو اتنا ہی چاہیگا
اب تم کہتے ہو کہ ہم بچارا پڑھنے بیٹھینگے
تمھین انصاف کرو کہ ہم دل کو کسطرح
سمجھائین - بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ
تم آنکھون سے دور رہو اور ہمارے
دل کو چین آئے - تمکو تو لازم ہے کہ
تم ہمارے پاس سے دم بھر جدا نہو -
بھائی مرحوم کی یادگار ہو - تمھین
دیکھہ کر آنکھون مین ٹھنڈک اور دل
کو تسکین ہوتی ہے -

ملکہ - جہانگیر (بلائین لے کے) میری جان دیکھو
بچارا نہ جاؤ - بیٹا مین تڑپ تڑپ کے
مرجاؤنگی (پیشانی پر بوسہ دے کے)
دیکھو اپنی ناز بردار اما جان کا کہنا
مان لو -

جہانگیر - بہت بہتر مین حتی الامکان آپکے

حکم کی تعمیل مین کوتاہی نکرونگا

بادشاہ۔ یہ تو نہایت محبت آمیز اور پیارا
جواب ہے۔ ہان بیٹا یہین رہو۔ ملکہ
مین اسوقت جہانگیر کے اس جواب سے
نہایت محظوظ ہوا۔ اس مسرت کا مین
کیونکر اظہار کرون۔ انشاء اللہ ایک
جشن کرونگا۔ آؤ ملکہ آؤ۔

(جہانگیر اکیلا رہ گیا)

جہانگیر۔ اس جسم کثیف کی قید سے رہائی کوئی
بڑی بات نہین۔ خاک سے ملا اور
خاک ہوگیا۔ اے خدا۔ کاش خودکشی
حرام نہوتی۔ لعنت اس دنیا کی قبیح
اور نفرت خیز رسمون پر۔ اُف رے
دُنیا بُری بلا ہے۔ اسیر شیطان کی
مار۔ یہ وہ باغ ہے جسکے ہر نخل اور شجر کو
زہریلی گھاس نے چھا لیا ہے اور ہر
خوشبودار اور خوشنما پھول کو مسموم
کردیا ہے ؎ باغست کہ چمن چمن شگفتہ ا
در غنچہ او خسک نہفتہ است ؎
بگریز ز بوے این چمن زار ؎ پیچیدہ
بہین بہ صندلش مار ؎
فسق و فجور۔ عصیان و معصیت سے
یہ بالکل مملو ہے۔ ارے آسمان کیا دیکھتا
ہے۔ پھٹ کیون نہین پڑتا۔ غضب
خدا کا! دو مہینے انتقال کو ہوے۔
نہین نہین ابھی دو کہان۔ ہائے
ایسا نیک نفس اور عادل بادشاہ۔
ہائے کہان وہ کہان یہ کہان زہد
کہان فسق۔ کہان گل کہان خار۔
کہان نور کہان نار! اللہ اللہ۔
آبا جان کی وہ محبت اور جان نثاری
اور انکی یہ سنگدلی اور بیرحمی!
ملال اور افسوس کیسا۔ خیال تک
نہین۔ اور پھر ایک ہی مہینے کے اندر!
ہائے ایک ہی مہینے کے اندر۔ !! نہین
مجکو اس جگر خراش خیال سے دور بھاگنا
چاہیے۔ عورتون کی عصمت نقش
برآب ہے!! اے تلون تجکو عورت
کہنا چاہیے۔ افسوس! ایک ہی مہینے
مین۔ اُف وہ پچھاڑین کھانا وہ رونا
پٹینا۔ اور پھر یہ غضب کی جلدی کہ
ابھی ہاتون کی سوجن بھی نہین گئی تھی
کہ مہندی رچائی گئی ۔ ۔ ایک جانور
بھی جو مطلق حیوان اور غیر ذیعقل ہے
اس سے زیادہ مدت تک اپنے آقا کی
ماتم داری کرتا۔ مگر انھون نے اور ہائے
انھون نے قبل اسکے کہ ان آنکھونکی
جنھون نے جھوٹے آنسوؤنکی ندیان
بہائین سُرخی جاے چچا سے شادی کرلی
جنکو بابا جان سے کوئی نسبت نہین
ذرہ اور آفتاب کا فرق ۔ ۔ ۔
یہ یہ فریب۔ یہ یہ تدبیرین ۔ ۔ ۔
کسواسطے؟ ہائے رے جوش فسق!
اب سنبھلنا اور راہ پر آنا معلوم۔ یا الٰہی

کیا کرون - کچھ نہین اے مرغ روح
تجھکو یہ قفس جسم خالی کرنا پڑے گا -
کیونکہ اس جگر کی کھولن تیرے ساتھ
ہی نکلے گی ؎

قید حیات و بند غم اصل مین دونون ایک ہین
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیون

اختر مرزا - منظفر حسین - محمد اسمٰعیل آئے -

اختر مرزا - آداب عرض ہے -

جہانگیر - بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم ؎
کیا مین خواب دیکھہ رہا ہون - یا یہ
واقعی اختر ہے - نہین نہین نظر کی
غلطی ہے -

اختر مرزا - جی نہین حضور وہی ہے آپ کا خانہ زاد
غلام -

جہانگیر - میرے پیارے دوست مین یہ نام تمسے
بدل لونگا - ہان یہ بتاؤ اسے تم کیونکر
چلے آئے ؟

منظفر حسین - خداوند . . . .

جہانگیر - تم دونون کے ملنے سے اسوقت مجھے
ایک عجب خوشی ہوئی کہ بیان سے
باہر ہے ؎

خوشا وقتے و خرّم روزگارے
کہ یارے برخورد از وصل یارے

خدا کی قسم تمہارے دیکھنے کو آنکھین
بیچین تھین - مگر تمھین ہمارے سر کی
قسم سچ کہو بخارا سے کیسے چلے آئے ؟

اختر مرزا - وحشت -

جہانگیر - نصیب دشمنان - للہ ایسے الفاظ
زبان سے نہ نکالا کرو - میرے کانون کو
صدمہ پہنچتا ہے - تمھین میرے سر کی
قسم تم صفدر آباد کیسے آئے - !

اختر مرزا - حضور صاحب عالم جنت آشیان
کی ماتم پرسے مین شریک ہونے آیا تھا

جہانگیر - اختر کیون مجھے شرمندہ کرتے ہو
تم میری مان کی شادی دیکھنے
آئے تھے -

اختر مرزا - حضور ہوئی تو بہت جلد -

جہانگیر - ہا ! ابھی ماتمی کپڑے میلے بھی نہوے
تھے کہ شہانہ جوڑے پہنے گئے - کاش کہ
مین اپنے دشمن کو بہشت مین دیکھتا نہ
کہ یہ خوشی کا دن - اختر ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ مین ابا جان کو دیکھہ رہا ہون

اختر مرزا - کہان حضور !

جہانگیر - چشم تصور مین -

اختر مرزا - مجکو البتہ ایک مرتبہ آنجہانی کی زیارت
ہوئی تھی - واہ کیا شکل رعنا تھی -

جہانگیر - اسمین تو کوئی شک نہین اختر ابا جان
کا نظیر نہین تھا -

اختر مرزا - حضور ابھی کل ہی رات کو تو مین نے
دیکھا ہے -

جہانگیر - دیکھا ! کسکو ؟

اختر مرزا - اے حضور صاحب عالم آپ کے
والد ماجد کو

جہانگیر - ابا جان کو ؟

اختر مرزا۔ حضور تھوڑی دیر کے واسطے حیرت
کو برطرف کرکے ذرا غور سے ساعت
فرمائیں۔ مین یہ تعجب انگیز اور حیرت انگیز
واقعہ ان دونون صاحبون کی شہادت
پر بیان کرتا ہون۔

جہانگیر۔ برائے خدا جلد کہو۔ اب تاب ضبط
نہین۔

اختر مرزا۔ حضور دو شب متواتر مظفر اور اسمعیل
نے پہرا دیتے وقت ٹھیک آدھی رات
کو جبکہ چارون طرف سناٹے کا عالم
تھا اور تاریکی بھی ایسی تھی کہ پناہ
بخدا۔ ایک صورت ہو بہو جنت آرامگاہ
کی سی دیکھی کہ بعینہٖ انھین کیطرح
مسلح ہے اور سر سے پاؤن تک ایک
لبادہ اوڑھے ہوے وہ آہستہ آہستہ
مغرورانہ رفتار اور شاہانہ رعب وجلال
سے انکے پاس سے ہوکر نکل گئے۔ پھر
ایکمرتبہ نہین بلکہ تین بار وہ اسیطرح
انکی متحیر اور خوف زدہ آنکھون کے
سامنے سے ہوکر نکلی۔ اور انکی یہ کیفیت
ہوئی کہ گھگی بندھ گئی۔ ہکا بکا سے
جہان کھڑے تھے تشکل تصویر
خاموش کھڑے رہگئے۔ اسسے ٹوکنے کا
کسے یارا۔ دوسرے روز انھون نے
پہلے مجھسے قسم لے لی تو پورا ماجرا بیان کیا
چنانچہ شوق تماشا مین تیسری رات
مین بھی پہونچا۔ جب وقت آیا تو دیکھتا
کیا ہون کہ وہی تشکل وہی آن بان
حضور یقین لائین اس ہاتھ اور اس
ہاتھ مین چاہے فرق ہو مگر اوسمین
اور صاحب عالم مین بال بھر کا
بھی فرق تھا۔

جہانگیر۔ کہان ؟

مظفر حسین۔ حضور اس چوک مین جہان ہمارا
پہرا ہے۔

جہانگیر۔ پھر تمنے اس سے کچھ پوچھا بھی ؟

اختر مرزا۔ جی ہان۔ پوچھا کیون نہین۔ مگر
اُسنے کچھ جواب ہی نہین دیا۔ ایکمرتبہ
مجھے ایسا شبہہ ہوا کہ اُسنے اپنا سر اُٹھاکر
ہونٹون کو ہلانا چاہا مگر اتنے مین
مرغے نے لکڑون کون کی ہانک لگائی
اور وہ سنتے ہی کھسکی اور دیکھتے ہی دیکھتے
دفعتًا غائب ہوگئی۔

جہانگیر۔ سخت تعجب کی بات ہے !

اختر مرزا۔ حضور کے سر مبارک کی قسم۔ اسمین
ذرا بھی جو خلاف ہو۔ ہمنے اپنا فرض
سمجھکے حضور مین عرض کیا۔

جہانگیر۔ بلاشک۔ بلاشک۔ یہ سنکر میری تمام
رگ وپے مین ایک عجیب طرح کا اضطراب
ساری ہوگیا ہے۔ کیا آج کی رات
بھی تمھارا ہی پہرا ہے ؟

مظفر و اسمعیل۔ جی ہان خداوند۔

جہانگیر؎۔ تو ہان تمنے کیا کہا تھا ؟ مسلح ؟

مظفر و اسمعیل۔ جی ہان حضور۔ مسلح !

؎ توثیق کیلیے سوال جرح کرتا ہے ۱۲

جہانگیر- ازسرتاپا؟

مظفرو اسمعیل- جی ہان حضور- ازسرتاپا-

جہانگیر- توتمنے اُسکا چہرہ نہین دیکھا؟

اختر مرزا- جی نہین- خود پہنے ہوے تھی-

جہانگیر- کیا کچھ غصے مین معلوم ہوتی تھی؟

اختر مرزا- جی نہین حضور چہرے سے حسرت ٹپکتی تھی-

جہانگیر- چہرہ زرد تھا یا سُرخ-؟

اختر مرزا- حضور بے انتہا زرد-

جہانگیر- کیا اوسنے تمھاری طرف غور سے دیکھا تھا-؟

اختر مرزا- کیا عرض کرون- ٹکٹکی باندھ دی تھی-

جہانگیر- کاش مین بھی ہوتا!

اختر مرزا- حضور تو دیکھکر بہت متحیر ہوجاتے-

جہانگیر- اسمین کیا شک ہے کیا دیرتک کھڑی رہی تھی؟

اختر مرزا- بس حضور اتنی ہی دیرتک جتنی دیر مین کوئی سوتاک گن جاے-

مظفرو اسمعیل- بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ-

اختر مرزا- بھائی مین اُسوقت کی کہتا ہون جب میری نظر اُسپر پڑی تھی

جہانگیر- ڈاڑھی بالکل سفید تھی یا کچھ کچھ-؟

اختر مرزا- حضور بس جیسی مینے عالم حیات مین دیکھی تھی- اکّا دُکّا بال سفید تھا-

جہانگیر- آج مین بھی چلونگا- کیا تعجب کہ پھر آئے-

اختر مرزا- حضور مین شرط کرتا ہون کہ آئے اور ضرور آئے-

جہانگیر- اگر ابا جان کی شکل مین آئے گی تو مین ضرور باتین کرونگا- چاہے وہ روح مُنہ کھولے ہوے میرے اوپر ہی کیون نہ آپڑے- مگر مین ماننے کا نہین- مین تمسے تاکیداً کہتا ہون کہ مہربانی کرکے جیسا تمنے ابھی تک اسکو پوشیدہ رکھا ہے- یون ہی رکھنا- اور آج جو کچھ معاملہ پیش آئے اُسکو بھی زبان سے نہ نکالنا انشاء اللہ اس اخفاے راز کا صلہ جہانگیر ضرور دے گا- اچھا خدا حافظ جاؤ- مین وہان گیارہ- بارہ کے درمیان مین آجاؤنگا-

سب مل کر- تسلیم عرض ہے- خدا صدوسی سال سلامت رکھے-

جہانگیر- خدا حافظ- (جہانگیر تنہا رہ گیا) ابا جان کی روح مسلح! کچھ دال مین کالا ضرور ہے- اے مونس غمزدگان آ جلد آ- اے شب آ جلد آ- میرے دل بیتاب تھوڑی دیر تک صبر کر اور وقت کا منتظر رہ- دیکھ کیا ہوتا ہے- پاپ اُچھلے اور اُچھلے وہ چاہے تحت الثرے ہی مین کیون نہ دبا ہو-

سین سوم - مرزا آغا حسن کے محل
کے ایک کمرے مین
منصور اور مہربانو بیٹھے ہین

منصور - سب سامان سفر کشتی پر لد چکا ہے
اب مین تم سے رخصت ہونے آیا
ہون - دیکھو بانو - بھول نہ جانا
خط ضرور ہی بھیجتی رہنا -

مہربانو - بھیا یہ تمھارے کہنے کی بات ہے -

منصور - ہان ایک ضروری بات تو کہنا
بھول ہی گیا تھا - بانو تم اسبات
کو خوب یاد رکھو کہ جہانگیر اور اسکی
محبت بعینہ دھوپ چھان اور
تغیر زمانہ ہے - شاہون کے مزاج
کا کیا ٹھکانا - گاہے بسلامے برنجند
وگاہے بدشنامے خلعت دہند -
ابھی نظر لطف ہے ابھی نظر قہر -
کچھ قابل اعتبار نہین - انکی یہ
جھوٹی محبت اور زمانہ سازیان
اسی وقت تک ہین کہ جسوقت
تک تم انکے سامنے آجاتی ہو -
از دیدہ دور از دل دور - یہ تم
خوب سمجھ لو کہ انکی محبت کا قیام
اس گلاب کے پھول کی شادابی
کے زمانے سے زیادہ نہین جسکی بہار
صرف چند روزہ ہوتی ہے اور جو
آغاز ہی میں بہار ہی مین پھول کے

کچھ دن لطف دکھاتا ہے مگر گیا -
چار دن کی چاندنی اور پھر
اندھیرا پاکھ

مہربانو - بس اتنی ہی -!

منصور - ہان اتنی ہی - یہ تو بدیہی بات ہے،
کہ جسم کی نشو و نما کے ساتھ خیالات
اور دماغ کو بھی ترقی ہوتی ہے -
شاید ابھی اسکی محبت کا پھول
فریب و دغا کے کانٹون سے پاک ہو
مگر یہ تو سمجھو کہ جس وقت اسکو
اپنے رتبے کا خیال آیا اسوقت کیسی
ہوگی - تم اچھی طرح جانتے ہو کہ
بذاتہ خود اسکی مرضی کچھ بھی نہین ہے
مقدم رضامندی جمہور کی ہے -
اسکے علاوہ خلاف شان شاہی
وہ کرنے سے رہا - کچھ یہ تو ہے ہی نہین
کہ جس سے محبت ہوگئی اس سے عقد
ہوگیا - ازدواج تو خوب سوچ سمجھ
دیکھ بھال کے ہوگا کیونکہ اسی پر تمام
سلطنت کی بہبودی و بربادی منحصر
ہے - پس اسکے اظہار محبت پر تم اسکو
مفتون نہونا چاہیے بلکہ صرف ان
قولون پر اعتبار کرنا چاہیے جنکا
پورا کرنا اسکے حد اختیار مین ہے
اچھا اب تم سے مین ایک بات پوچھتا
ہون - فرض کرو کہ اسکی میٹھی میٹھی
باتون نے تمھاری ناتجربہ کار طبیعت

اور تمھارے بھولے بالے دل پر کچھ یہ
اُلٹا اثر پیدا کیا - اور اسکے دست
شوق کی روک تھام تمھاری جانب
سے کچھہ نہوئی اور نصیب دشمنان
معاملہ برعکس ہوا تو اُسوقت تبلائیے
کیا حال ہوگا - بانو - حرمت عزت
بس موتی کی آب ہے - اسلیے
ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید
پشیمانی -
مین صرف تمھاری بہتری کے لیے
کہتا ہون - اس میری نصیحت کو گرہ
مین باندہ رکھو اور اونچ نیچ دیکھہ
اور انجام سوچ کے کام کرنا - زمانہ
نازک ہے - پھونک پھونک کے قدم
رکھنا چاہیے - ایسا کوئی نہین
جسکو کچھہ نہ کچھہ کھٹکا نہ لگا ہو -
موسم بہار کے نونہالان چمن ہی کو
دیکھو تو وہ بھی خزان کی دستبرد
سے محفوظ نہین رہتے - ابھی غنچے
کھلے تک نہین کہ گلچین کی نگاہ
پڑنے لگی - کیڑون نے داغ لگا دیا
جو کلیان اور آفتون سے بچین اُنکو
بادمخالف نے افسردہ کر دیا - اسلیے
تمکو خوب ہوشیار اور خبردار رہنا چاہیے
کیونکہ ایسے موقع پر اگر حفاظت ممکن
ہے تو احتیاط ہی سے ہے - عالم شباب
جنون کا عالم کہلاتا ہے - اکثر ایسا
ہوا ہے کہ آتش شوق خود بخود بھڑک
اوٹھی ہے اور پیشانی پر داغ بنکے
چمکی ہے -

مہربانو - ہان بھائی مین ان باتون کو تمھاری
یادگی طرح دل مین رکھونگی اور
انشاءاللہ یہ میرے دل کی محافظ رہینگی
مگر دیکھو بھیا وہ مثل نہو کہ خود را فضیحت
و دیگران را نصیحت - مجھکو تو اس
احتیاط کی کٹھن اور پرخطر راہ پہ
لگا جاؤ جسمین یہان سے وہان تک
کانٹے ہی کانٹے بکھرے ہین اور خود آزادی
کی اون روشون پر چہل قدمی کرو
جن پر پھول بچھے ہین -

منصور - اس سے خاطر جمع رکھو - اب بہت دیر
ہوگئی - اے لو ابا جان بھی تشریف
لاتے ہین -

(مرزا آغا حسن پہونچے)

بزرگون کی دعا سے مکرر چھوٹون سے یہی سعادت مکرر ہے

مرزا آغا حسن - ابھی تم منصور یہین ہو چلو
جھٹ پٹ - میان جلدی سوار ہو
بادِ موافق چل رہی ہے اور بادبان
کھلا چاہتا ہے - بیٹا تمھین خدا اور
خدا کے رسول کو سونپا - ہان یہ چند
نصیحتین اپنی یادداشت کی بیاض
مین ٹانک لو - دیکھو -
اپنے دل کی بات ہونٹون تک نہ لانا
ہر کام سوچ سمجھ کے کرنا - دوستی کرنا

نگر ہر کس وناکس کی محبت کے اسیر
نہو جانا۔ ۵

اے بسا ابلیس آدم روے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

سچے دوستون کو آنکھون مین جگہہ دینا۔
ہر مرغ نو کے رشتہ محبت مین پھنس جانا
خامی عقل کی دلیل ہے۔ یونہتو سفر وقیام
سے حتی الوسع احتیاط ہی بہتر ہے لیکن
اگر کہین اتفاق پڑ جاے تو پھر اُٹھا
بھی رکھنا چاہیے ۶ دست بگیر و سر
شمشیر تیز۔ سب کی سُنلے۔ مگر اپنی کہی
سے نہ کہے۔ کپڑا جب پہنے اپنی حیثیت
اور اپنے مرتبے کے موافق۔ بھونڈی
آرائش وزیبائش نہو۔ اور نہ محض نمائشی
وضع سے آوارگی نہ پائی جاے کیونکہ
لباس کے تراش وخراش سے آدمی کا
رنگ ڈھنگ صاف معلوم ہو جاتا ہے
ہان ایک بات اور ہے قرض نہ لے نہ
دے۔ کسی تجربہ کار کا قول ہے " القرض
مقراض المحبت " روپیہ بھی جاتا ہے
اور محبت بھی۔ اسکے علاوہ قرض دام
سے کفایت شعاری یک لخت خیرباد
کہ جاتی ہے۔ خیر یہ تو سب ہے ہی۔ مگر
جس مطلب کے لیے جاتے ہو بیٹا اسمین
کوشش بلیغ اور سعی مشکور کرنا۔
اچھا خدا کو سونپا۔

منصور۔ [illegible] ہے۔

مرزا۔ ہان اب دیر بھی ہوتی ہے۔ نوکر منتظر
ہونگے۔

منصور۔ بانو۔ خدا کے سپرد کیا۔ دیکھو میری
نصیحتون کا خیال رہے۔

مہربانو۔ مینے اُنکو تمھاری یاد کی طرح
دل مین رکھا ہے۔

منصور۔ اچھا خدا حافظ۔ (چلا گیا)

مرزا۔ کیون بیٹی۔ تم سے کیا کہہ گیا ہے؟

مہربانو۔ جی آبا جان۔ یہی کچھہ شاہزادے کے
بارے مین۔

مرزا۔ خدا جانتا ہے خوب یاد آیا۔ اسکی نسبت
ہم کچھہ سن بھی چکے ہین۔ آجکل چرچا
ہے کہ شاہزادے بے روک ٹوک
آتے جاتے ہین اور اُنکو اکثر آنے کی
جرءت بھی دلائی گئی ہے۔ ہمکو
کل راز سے خوب واقفیت ہے۔ اسلیے
ہم تمھارے کان کھولے دیتے ہین
دیکھو بیٹی تم اپنی نازک حالت کو
اچھی طرح نہین سمجھتی ہو۔ تمھین
اپنی حرمت اور میری لڑکی ہونے کا
بھی کچھہ خیال ہے یا نہین؟ مجھسے
صاف صاف بیان کرو کہ یہ کیا
بات ہے۔

مہربانو۔ آبا جان سچ تو یون ہے کہ ادھر کئی
مرتبہ انھون نے مجھسے سچی محبت کا
اظہار کیا ہے۔ (شرمندگی اور دبی زبان سے)

مرزا۔ محبت! [illegible]

باتین کر رہی ہو۔ انا سمجھہ بھولی اور بچہ بنی جاتی ہو! محبت کرنا چاہتے ہین۔ مین پوچھتا ہون تمھین اسکا یقین آتا ہے۔

مہربانو۔ ابا جان مین خود حیران ہون کہ اسکو کیا خیال کرون کیا نکرون۔

مرزا۔ اچھا دیکھو ہم تمہین سمجھائے دیتے ہین تم مین ابتک نرا لڑکپن ہے۔ تم سمجھتی ہو کہ وہ صادق القول ہے۔ ہرگز نہین۔ وعدہ آسان ہے وعدہ کی وفا مشکل ہے۔ بیٹی کہنے اور کرنے مین بڑا فرق ہے۔ دیکھو تم اپنے کو ذرا روکے ہوے رہو۔ بیٹی۔ اپنے ابا جان کی سفید ڈاڑھی کا لحاظ رہے۔

مہربانو۔ (نیچی نظرون اور دبی زبان سے) وہ میری محبت کا اقرار کرتے ہین۔ اور قول دے چکے ہین

مرزا۔ بس اسکو تم دم ہی سمجھو۔

مہربانو۔ اونھون نے خدا کو درمیان کیا ہے۔

مرزا۔ یہ بھولی بھالی چڑیون کے پکڑنے کے لیئے پھندے ہین۔ ایسی نشتر ہزار باتین میری جیب مین پڑی ہین۔ مین خوب جانتا ہون فرط جوش مین زبان گز بھر کی ہو جاتی ہے۔ بانو یہ چمکتی ہوئی چنگاریان جنمین براے نام آگ باقی ہے جگنو کی طرح ہین ابھی چمکین اور ابھی کچھہ بھی نہین۔ انکو غور سے آبان

سے کم نہ سمجھو۔ آج سے اپنے کو روکے ہوے۔ تم اتنا نہین سمجھتین کہان وہ شہزادہ کہان تم۔ خلاصہ یہ ہے کہ تم اسکا اعتبار کم کرنا بلکہ نکرنا۔ کیونکہ یہ اچھی طرح سے سمجھہ لو کہ اسکی محبت پاک نہین۔ وہ مثل اس گل کے ہے جو ظاہر مین خوشرنگ اور باطن مین سراپا خار ہے۔ مین سچ کہتا ہون کہ ڈھول مین خول ہے۔ اسوقت مین خوب اچھی طرح تمھارے ذہن نشین کیئے دیتا ہون خبردار خبردار شہزادے سے اب اگر تم بولین یا کسی طرح کا تعلق رکھا تو تم جانوگی۔ سمجھین۔ بس یہ آخری جملہ ہے کہ مین تم سے کہتا ہون۔ ہوش مین آو۔ اور سنبھلو۔

مہربانو۔ ابا جان۔ آپ کا ارشاد سر آنکھون پر۔

سین چہارم۔ چوک

(جہانگیر۔ اختر مرزا۔ منظفر حسین موجود)

جہانگیر۔ اُفوہ! ہوا ہے کمبخت! کہ ہاتھ پاؤن ٹھٹھرے جاتے ہین۔

اختر مرزا۔ نشتر کا کام کر رہی ہے۔

جہانگیر۔ کَے بجے ہونگے؟

اختر مرزا۔ حضور کوئی بارہ کا عمل ہوگا۔

جہانگیر۔ نہین نہین۔ بارہ اب کے بج چکے

اختر مرزا۔ بجا ہے۔ شاید مینے سُنا نہین۔ بس

اب تھوڑی دیر مین آتی ہوگی-

(نوبت اور توپ کی آواز آئی)

این! یہ کیا!

جہانگیر- ہون! شاہ آج جشن مین ہین-
رقص وسرود کی دھوم دھام ہے-
طبلون پر تھاپ پڑ رہی ہے- شرابین
لنڈھ رہی ہین- حکم ہے جو وقت ساغر
منہ سے لگائین توپ سر ہو- یہ اُسی
کی آواز ہے-

اختر مرزا- حضور رسم ہی یون ہے-

جہانگیر- ہان- ہان- کیون نہین ———
مگر میرے دل سے پوچھو کہ میرے سینے
مین کیسا گولہ لگاتا ہے- گو کہ بچپن سے
مین انھین رسمون مین اتنا بڑا ہوا ہون
مگر پھر بھی ع ہر سخن موقع و ہر نکتہ
مکانے دارد-
اس دختِ رز کو خدا غارت کرے
جسنے اسکو منہ لگایا منہ دکھانے کا نرہا-
اسکی عادت نے ہمکو بالکل حقیر اور ذلیل
کردیا ہے- علانیہ لوگ نفرت ظاہر
کرتے ہین- اور کراہت- غیر ملکون کے
باشندون کی نظرون سے ہم نشہ کی طرح
اُتر گئے ہین- وہ ہمپر طعن وتشنیع
کرتے ہین اور ہم شربت کے گھونٹ
کی طرح اوتارتے چلے جاتے ہین- کان
پر جون تک نہین رینگتی- ساری عزت
وآبرو خاک مین مل گئی اور پھر بھی
کان نہین ہوتے- سنکتے تک نہین-
حلال حرام- کسی مین تمیز نہین- نعوذ باللہ-

(روح آ پہونچی)

اختر مرزا- دیکھیے! دیکھیے! وہ آ پہونچی-

جہانگیر- اللہم احفظنا ——— خواہ تم نیک نفس ہو
خواہ شریر النفس- تمھارے ارادے
نیک ہون یا بد- مگر تم ایسی شکل مین
آئی ہو کہ مجھکو خواہ مخواہ بولنا ہی پڑا-
مین باز نہین رہ سکتا- کیونکہ آپ
میرے باپ ہین اور ہندوستان کے بادشاہ-
للہ جلد فرمائیے یہ سکوت بے چین کیے دیتا
ہے- ہم تو اچھی طرح آپ کو کنج مرقد
مین سُلا آئے تھے وہ کیونکر شق ہو گیا
اور اس پوست و استخوان بیجان پیکر مین کیونکر
جان پڑگئی- اور آپ کسطرح نکل آئے-
یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے! آپ تو مزار مین
بے کھٹکے میٹھی نیند سو رہے تھے یہ اسوقت
ہمسایان اس مین ڈرانے کو کیونکر
آ پہونچے! یہ تہیا کہان پائے! ہم
ضعیف البنیان ہین- ملک عدم کی
باتین کیا جانین- یا اللہ یہ کیا ہے!

(روح نے جہانگیر کو اشارے سے بلایا)

اختر مرزا- معلوم ہوتا ہے کہ تخلیہ چاہتا ہے اور
آپ سے کچھ کہنا-

مظفر حسین- دیکھیے کس تہذیب سے پاس بلاتا ہے
مگر جائیے گا نہین-

اختر مرزا- نہین نہین- ہرگز نہین- دیکھیے براے خدا

جائیے گا نہین۔

جہانگیر۔ مین کچھ بولون وولون گا نہین۔ صرف اسکے پیچھے ہو لون گا۔

اختر مرزا۔ للہ کہین ایسا نہ کیجیے گا۔

جہانگیر۔ کیون؟ آخر ڈر ہی کیا ہے۔ کچھ ہوا ہی جو کھا جاے گا۔ یہان جان ہتھیلی پر لیے پھرتے ہین۔ جب اسکا ڈر نہین تو یہ جسم جنیر ہی کیا ہے۔ ہوا تو کیا نہوا تو کیا۔ روح کو تو کسی طرح کا گزند پھونچ ہی نہین سکتا۔ دیکھو پھر بلا رہا ہے۔ مین تو جاتا ہون بھائی۔

اختر مرزا۔ اور اگر حضور کو اوس نہر کی جانب بہکا لیگیا تو پھر کیا ہوگا۔ یا اوس پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا جو سمندر کیجانب سر نفلک ہے اور وہان جاکر کوئی ایسی مہیب ڈراونی صورت بنگیا جسکو دیکھکر شاید آپ کے حواس بگڑ جائین اور تن بدن کا ہوش نرہے۔ ذرا خوب سوچ لیجیے اسکے علاوہ وہ جگہہ انسان پر کچھہ ایسا اثر سحر پیدا کرنے والی ہے کہ وہ بیچارہ اپنی پیاری جان کو ضایع کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ نیچے سمندر الگ منہ پھیلائے ہوے ہے۔

جہانگیر۔ دیکھو مجھے ابتک اشارہ کر رہا ہے۔ اچھا چلو۔ مین آتا ہون۔

مظفر حسین۔ نہین حضور ہرگز نہین جا سکتے۔

جہانگیر۔ چھوڑ دیجیے میرے ہاتھہ ع ہر کسے مصلحتِ خویش نکو مے داند۔

اختر مرزا۔ بس بس حضور ہرگز نہین جا سکتے۔ ہمکو مار ڈالیے تو جائیے۔

جہانگیر۔ میری قسمت مجھے بلا رہی ہے۔ میرے بدن کی تمام رگین فولاد کا تار ہوئی جاتی ہین۔ تم دیکھتے نہین ہو جب سے برابر وہ اشارے کر رہا ہے۔ بس مجھے آپ چھوڑ دیجیے ورنہ مجھسے برا کوئی نہین۔ مین کہتا ہون ہٹ جاو ورنہ مین کچھہ کر بیٹھون گا۔ چلو چلو مین بھی تمھارے پیچھے آتا ہون۔

(جہانگیر اور روح چلے گئے)

اختر مرزا۔ ہاے اس کمبخت کو ہم آگا پیچھا کچھہ نہین سوجھتا۔ کیسی مت پلٹ گئی ہے!

مظفر حسین۔ چلو ہم بھی چلین۔ اسوقت اسکا کہنا ماننا زہر ہے۔

اختر مرزا۔ اچھا آو۔ دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے۔

مظفر حسین۔ آجکل خاندان شاہی کا ستارا گردش مین ہے۔ ضرور سلطنت پر کچھہ نہ کچھہ آفت آنیوالی ہے۔

اختر مرزا۔ اللہ ہے۔ جو چاہے سو کرے۔

مظفر حسین۔ نہین نہین۔ چلو اسکے پیچھے پیچھے چلین۔

(چل دیے)

سین پنجم۔ چوک کا دوسرا حصہ

(جہانگیر و روح)

جہانگیر- آخر آپ مجھے کہانتک لیجائینگے؟
جواب دیجیے - اب مین آگے بڑھنے کا
نہین-
روح - اچھا بگوش دل سنو-
جہانگیر- بہت خوب- فرمائیے-
روح - فرصت قلیل ہے اور صبح قریب-
جہانگیر- افسوس!
روح - اب تم مجھپر افسوس نکرو- جو کچھ مین
کہتا ہون کان دھر کے سنو-
جہانگیر- مین اپنا عین فرض سمجھتا ہون -
ہان فرمائیے-
روح- ہان- اور بعد سُننے کے قصاص کو
بھی ایسا ہی فرض عین سمجھنا-
جہانگیر- کیا فرمایا آپ نے؟
روح - سنو مین تمھارے باپ کی روح ہون
اور اک عذاب مین گرفتار ہون -
شب بھر تو اسی طرح مارا مارا پھرا
کرتا ہون دن کو ایک آتشخانہ مین
مقید رہتا ہون - جبتک میرے
اعمال مذموم کا کفارہ نہین ہوتا
اُسوقت تک مین اسی مصیبت مین
رہونگا - اور راز وہان کے مین تم
سے نہین کہہ سکتا - مگر ہان تم سے
مین ایک اور ایسا قصہ بیان کرونگا
جسکا ایک ایک فقرہ تمھاری روح
کو ہلا دیگا - تیر سکتے کا عالم
طاری ہو جائیگا - غیرت کے مارے
خون رگون مین جم کے رہجائے گا-
آنکھین غصے سے لال ہو جائینگی- رونگٹا
رونگٹا کھڑا ہو جائے گا - اور چہرے کا
رنگ اوڑ جائے گا - اچھا خیر سنو سنو-
اگر تمکو اپنے پیارے باپ سے کچھ بھی محبت
ہے تو ———
جہانگیر- یا اللہ-
روح - اُسکے خون ناحق کا قصاص ضرور لینا-
جہانگیر- خون!
روح - ہان بیٹا خون! یونتو ہر خون گناہ ہے
مگر یہ خون ایسا ہوا ہے کہ کبھی نہوا ہے
نہو گا-
جہانگیر- للہ جلد بتائیے - اب جہانگیر کو تاب نہین
غصے سے بُرا حال ہوا جاتا ہے - اس
قصاص لینے کے لیے میرے ہاتھ پانوں
مین برق اور تصور کی سی سرعت
آگئی ہے-
روح- مین دیکھتا ہون کہ واقعی تم اپنا فرض
خوب سمجھتے ہو- مگر دیکھو ایسا نہو کہ یہ خون کا
جوش جو اسوقت اس شدت سے موجزن
ہے تھوڑی دیر مین تالاب کے پانی
کی طرح ساکت ہو جائے - اچھا جہانگیر
سنو- ایک زمانہ مین یہ خبر مشہور کر دیگئی
تھی کہ باغ مین سوتے وقت مجھے ایک
سانپ نے کاٹ لیا - مگر ہائے تمھین نہین
معلوم کہ جس سانپ نے تمھارے پیارے
باپ کو ڈسا وہ اب اُسی کا تاج سر پر

رکھے ہوے ہے۔

جہانگیر۔ ہاے یہ چچا ؟۔

روح۔ ہان ہان وہی بدکار۔ وہی فسق و
فجور کا پتلا۔ اُسی خبیث النفس نے
خدا جانے کس کس فریب و دغا سے اور
کیا کیا لالچ دے کر میری ملکہ کو جیسی
نیک باطن اور پارسا معلوم ہوتی
تھی اپنا کر لیا۔ بیٹا جہانگیر۔ ہاے
یہ دغابازی اور بیوفائی اُس شوہر
سے جو اُسکو جان سے زیادہ عزیز
رکھتا تھا۔ ہاے صدمہ تو اسکا ہے کہ
ایسے منحوس اور کمبخت پر مائل ہوئی جو
مجھسے کسی بات مین اچھا نہین۔ سچ
ہے کہ سچی عفت کوش کے سامنے اگر
فرشتہ بھی اُتر آئے اور اپنے زہرہ فریب
ناز و انداز سے اُسکو لبھانا چاہے تو
بھی اُسکو ہرگز لغزش ممکن نہین۔
اسی طرح بدکار عورت چاہے اُسکا
شوہر یوسف ثانی ہی کیون نہو مگر وہ
اپنی بازی سے کبھی نہ چوکے گی۔ خواہ
غیر شخص حبشی ہی کیون نہو۔ ٹھہرو !
ٹھہرو ! مجھے نسیم سحری کی بو آتی ہے
صبح[1] قریب ہے۔ لہذا مین اختصار کرتا
ہون۔ مین حسب معمول اپنے باغیچے مین
سہ پہر کو بے کھٹکے سو رہا تھا کہ اتنے مین
تمھارا چچا پوشیدہ ایک زہر کی شیشی
لیے ہوے آیا اور میرے کانو مین اُسے
چھوڑ دیا۔ بس اُسکے چھوڑتے ہی
میرے تمام جسم کا خون دہی کی طرح
بالکل جم گیا۔ اور میرے بدن کی کھال
درخت کی چھال کی طرح کھُردری ہوگئی
بعینہ جذام کی سی کیفیت۔ بس اسطرح
اوس کافر نے سوتا پاکر مجھپر یہ ستم
ڈھایا اور ہاے میری جان۔ میری ملکہ
میرا تاج و تخت سب چھین لیا۔ خیر
یہ تو ہے ہی۔ قیامت یہ ہوئی کہ دم آخر
مین خدا کے سامنے توبہ و استغفار
بھی نکر سکا۔ اعمال بد کی گٹھری سر پر
لادے گرتا پڑتا عدم کو سدھارا۔
افسوس ! صد افسوس ! اگر تمکو کچھ بھی
محبت ہی تو اس تاج و تخت کو اُس
پلید و نابکار سے پاک کر دوگے لیکن
ایک بات یاد رہے کہ یہ عوض اس کے
جس طرح چاہے لینا مگر اپنی مان کو
اذیت نہ پھونچانا۔ اُسکو حشر پر چھوڑ دو
اور اُسکے دل کو خار انفعال سے چھلنی
ہونے دو۔ اچھا بیٹا اب مین رخصت
ہوتا ہون۔ جگنوؤن کی چمک دھیمی
ہوچلی۔ چڑیون کی آواز آنے لگی۔
صبح صادق کے آثار نمایان ہین۔
خدا حافظ۔ دیکھو بیٹا بھول نہ جانا۔

(چلا گیا)

جہانگیر۔ اے آسمان ! اے زمین ! اور اے جہنم !
تو بھی شاہد رہنا۔ اے دل ! بس

---

[1] بھوتون کے جسم ایسے دخارات سے مرکب ہوتے ہین کہ شعاع آفتاب اور روشنی کے ساتھ ملجاتے ہین۔

اب یہی وقت امتحان ہے - اپنی
جرأت وہمت دکھلادے - اے رگون
تار خولا دعو جاؤ - بھول نہ جانا !
حشر تک - نہین - جبتک اس پریشان
دماغ مین حافظہ باقی ہے ایسے
مظلوم وستم رسیدہ کو بھولنے کا
نہین - خدا شاہد ہے - مین اپنی لوح
حافظہ سے تمام کتابون کے مسئلے -
تمام شکلین - تمام تجربے - مٹا کر
صرف ایک تیرا ہی نقش محکم رکھونگا
اے کمبخت عورت - بہتے بدکردار !
ہان وہ بات مجھے نہ بھول جانا چاہئے
کیا ؟ "بھول نہ جانا !" -

منظفرحسین و اخترمرزا - (اندر سے)
حضور شاہزادی صاحب !

منظفر - شاہزادے -

اخترمرزا - خدا رحم کرے -

جہانگیر - آمین !

اخترمرزا - حضور ! حضور !

جہانگیر - ہان - اللہ - اللہ -

(اخترمرزا و منظفر پھونچے)

منظفر - کیون حضور کیا تھا ؟

اخترمرزا - ہان بتلائیے توکیا تھا !

جہانگیر - کیا کہون - ! -

اخترمرزا - یا میرے اللہ بتلائیے تو سہی ؟

جہانگیر - نہین تم مشہور کر دوگے -

اخترمرزا - مین ! آپ کے نمک کی قسم واللہ
حشر تک نہین -

منظفر - افسوس ! ہماری نسبت یہ بدگمانیان

جہانگیر - اُسکی قدرت سے ! بھلا انسان کے
وہم وگمان مین بھی کبھی آسکتا ہے
مگر دیکھو بھائی افشائے راز نہو -

اخترمرزا و منظفر - واللہ - باللہ نہین حضور
کے کہنے کی باتین ہین -

جہانگیر - شہر سبز مین جو بدمعاش ہے وہ
نامعقول ہے -

اخترمرزا - اے حضور یہ ایسی کیا بات تھی جو روح
اسکے لیے قبر سے کفنے دوڑی آئی -

جہانگیر - ہان یہ بھی ٹھیک ہے - تم بھی سچ کہتے
ہو بھائی - اسلیے مین بہتر سمجھتا ہون
کہ فضول و پیچیدہ باتون کو تہ کر رکھون
بس آپ اپنے کام کو تشریف لیجائین
اور مین اپنے کام کو -

اخترمرزا - حضور واللہ یہ تو قیامت کی وحشت آمیز
اور ملال انگیز گفتگو ہے -

جہانگیر - مجھے افسوس ہے کہ یہ باتین آپ کو
ناگوار گذرین -

اخترمرزا - جی - نہین نہین -

جہانگیر - نہین کیا واللہ ضرور گذرین اور مین
بھی اسی قابل - تم اسوقت کے واقعہ
کو کہتے ہو ؟ اچھا سنو - وہ روح نیک
تھی - مگر دقت یہ ہے کہ اُسنے بتلانے
کی سخت ممانعت کر دی ہے - اور مین
بھی امید کرتا ہون کہ تم بھی اسکو یونہی

رہنے دوگے - چونکہ تم میرے دوست
ہو - عقیل ہو - فہیم ہو - اسلیے ـــ"

اختر مرزا - آخر کچھ فرمائیے توسہی - ہم سب
حاضر ہین -

جہانگیر - آج کے واقعہ کا راز افشا نہو -

اختر مرزا / مظفر حسین - حضور خاطر جمع رکھین - ہرگز نہین

جہانگیر - اون ہون ! قسم کھائیے -

اختر مرزا - حضور - حشر تک نہ کہونگا -

مظفر حسین - قیامت آجاے مگر زبان سے
نہ نکالون -

جہانگیر - اچھا میری تلوار کی قسم کھاؤ -

مظفر حسین - اور قسم تو ہم کھا ہی چکے ہین -

روح - (زمین کے نیچے سے) نہین قسم کھاؤ -

جہانگیر - اللہ اللہ یہ بات - آپ بھی موجود
ہین - سنتے ہو - کہان سے آواز
آتی ہے ! زمین کے اندر سے - اچھا
تو قسم کھاتے ہو - !

اختر مرزا - اچھا فرمائیے کس کی قسم کھائین -

جہانگیر - اس تلوار کی قسم کھائیے کہ آج کے
واقعہ کا حال کسی سے نہ کہینگے -

روح - (زمین کے نیچے سے) قسم کھاؤ -

جہانگیر - یا اللہ ! یہان بھی موجود - اچھا ہم
یہان سے بھی ہٹے جاتے ہین - آئیے
صاحب یہان آئیے - اور میری تلوار
پر ہاتھ رکھیے اور قسم کھائیے کہ آج کے
واقعہ کا حال کسی سے نہ کہینگے -

روح - (زمین کے نیچے سے) قسم کھاؤ -

جہانگیر - کیا خوب ع بہر زمین کہ رسیدیم
آسمان پیداست -

اختر مرزا - یا اللہ ! یہ کیا !

جہانگیر - اختر زمین و آسمان مین ایسی ہزارون
باتین ہین جو فلسفہ کے خواب و
خیال مین بھی نہین گذرتین - ؎

دنیا ہمہ آئینۂ حسن ازلی ست
مے باید دید و دم نمے باید زد

اچھا آؤ - اس قسم کی شرم رہے -
اب چاہے کیسی ہی تعجب انگیز ہو
مجھے تو کسی نہ کسی طرح نباہنا چاہتا
ہین دیکھتا ہون کہ مجنون اور دیوانہ
بننا پڑے گا - مگر دیکھو ایسا نہو کہ تم
مجھے سر جھکائے یا سر ہلاتے دیکھکر
کنایتاً یا اشارتاً کچھ زبان سے
نکال بیٹھو جس سے یہ مترشح ہو کہ تم
میری نسبت کچھ جانتے ہو مثلاً تم
بے تحاشا کہہ اٹھو - "من خوب
مے شناسم" یا "مانتا ہون واللہ"
ایسے ایسے کلمات کا ذرا خیال رہے -
اچھا اب قسم کھائیے -

روح - (زمین کے نیچے سے) قسم کھاؤ -

جہانگیر - صبر کر - اے مضطرب روح صبر کر -

(اونھون نے قسم کھالی)

میرے دوستو مجھکو تمھاری محبت پر
ناز ہے - یہ فقیر جہانگیر تمھارا شکریہ

ادا نہین کرسکتا- مگر ہان خدا نے چاہا تو اسکا صلہ ——
ٹھہریئے ہم سب ساتھہ ہی ساتھہ چلینگے - ایکمرتبہ مین پھر تم سے دست بستہ کہتا ہون کہ ذرا لبون پر مُہر خاموشی

رہے کیونکہ زمانہ بر سر جنگ ہے-
ارے کم بخت ! خیر آئیے ہم آپ سب ساتھہ ہی چلین -

(چلدیئے)

باب دوم

سین اول - مرزا آغا حسن کے قصر کا ایک کمرہ

مرزا آغا حسن و کریم بخش

مرزا صاحب - کریم بخش یہ روپیہ اور ہنڈی اُنکو دینا -

کریم بخش - بہت بہتر- خداوند نعمت -

مرزا صاحب - ارمیان کریم بخش - ایک بات کرو تو ہم نہایت ہی خوش ہون - بیشتر تم یہ کرنا کہ ادھر ادھر اُنکے چال چلن کی ٹوہ لینا - دیکھو لوگ کیا کہتے ہین - اسکے بعد اُنکے پاس جانا -

کریم بخش - حضور یہ تو مین پہلے ہی سے سوچے بیٹھا تھا -

مرزا صاحب - شاباش - ہان تو پہلے اسکو ضرور دریافت کرلینا کتنا خرچ ہے کن لوگون مین آتا جاتا ہے اور کس کس سے محبت ہے - بلکہ اُسکے ملنے والون سے پہلے تم ملنا - اور باتون باتون مین اُسکا حال اسطورکر

دریافت کرنا کہ گویا تم اوسکے حالات سے ناواقف ہو - مگر دیکھو ذرا احتیاط رہے - کہین موقع سے اُسکی بُرائی بھی کردی تاکہ لوگونکو اوسکی بُری عادتون کی نسبت کہنے کا موقع ملے - کہین کہنا کہ مزاج خراب ہے - کسی جگہہ ظاہر کرنا کہ عیش پسند ہے - غرضکہ اسی قسم کی باتین کرنا - مگر یاد رکھو کہ یہ سب باتین ایسی ہون کہ اُسکی عزت مین فرق نہ آئے -

کریم بخش - جی ہان حضور مین سمجھا - جیسے عیش و نشاط - جلسے - تماشے - وغیرہ جنکا شوق جوانون مین اکثر پایا جاتا ہے اور جن باتون سے آجکل کچھہ بیعزتی بھی نہین ہوتی -

مرزا صاحب - ہان ٹھیک - ٹھیک - یا جیسے

لڑائی جھگڑے وغیرہ - اس سے یہ ہوگا
کہ لوگ جو کچھ اُسکی بابت جانتے ہونگے
فوراً کہد ینگے - اُسکے چال چلن کا
حال آپ ہی معلوم ہو جائے گا -

کریم بخش - جی ہان حضور مین سمجھا -

مرزا صاحب - اچھا خدا حافظ !

کریم بخش - آداب عرض ہے -

مرزا صاحب - دیکھو خوب پوشیدہ طور سے -

کریم بخش - بہت مبارک حضور -

مرزا صاحب - اور اُسکو (منصور) تم رد کنا
ٹوکنا مت - اُسکی مطلق العنانی اُسکا
چال چلن دریافت کرنے کے لیے
بہت مفید ہے -

کریم بخش - بجا ہے پیر مرشد -

مرزا صاحب اچھا خدا حافظ ! (کریم بخش چلا گیا)

مہر بانو آئی

کیون کیا ہے ؟

مہر بانو - اُفوہ - ابا جان میرے حواس ٹھکانے
نہین -

مرزا - کیون - کیون کیا ہوا ؟

مہر بانو - کیا عرض کرون - مین اپنے کمرے مین
بیٹھی کاڑہ رہی تھی - دیکھتی کیا ہون
کہ شاہزادہ جہانگیر بدحواس ننگے سر
ننگے پاؤن - میلا کچیلا انگرکھا - بند
ٹوٹے ہوئے - چہرے کا رنگ فق -
منہ پر ہوائیان چھوٹتین - آنکھین
پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے لٹ پٹی چال سے

میرے کمرے مین در آتے چلے آتے ہین

مرزا صاحب - کیا تمھاری وجہ سے ؟

مہر بانو - خدا جانے ! شاید !

مرزا - اچھا تو کیا کیا ؟

مہر بانو - اُنھون نے میرا پہونچا پکڑ لیا اور
زور سے تھامے رہے - تھوڑی دیر
کے بعد ہٹ کھڑے ہوے - پھر دوسرا
ہاتھ اپنے ماتھے پر رکھہ لیا اور میری
طرف ٹکٹکی باندھ کے دیکھتے رہے
جیسے کوئی تصویر اوتارتا ہو - بڑی
دیر تک ایسے ہی کھڑے رہے - آخر کار
آہستہ سے میرا ہاتھ ہلایا اور تین مرتبہ
اپنے سر کو جنبش دی - اسکے بعد ہی
ایک ٹھنڈی سانس بھری کہ مین
تو سمجھی جسم کا بند بند ٹوٹ گیا
مگر بخیر گذشت آخر کار میرا پہونچا
چھوڑ کر چلے مگر چلے تو کس طرح
پشت دروازے کی طرف اور رخ
میری جانب -

مرزا - (دل مین) یہ ٹھیک جنون عشق ہے
بلا شک جب عشق درجۂ اعتدال
سے متجاوز ہوا - جنون ہو جاتا ہے
اور انسان کو بالکل مسلوب العقل
ومفقود الحواس کر دیتا ہے -
افسوس ! کیون ان دونون تمھاری
زبان سے اُنکی شان مین کوئی
سخت کلامی تو نہین ہوئی -

مہر بانو- نہین تو ابا جان- لیکن آپ کے
ارشاد کی تعمیل ضرور کی- اُنکے نامہ
وپیام اور اُنکی آمد ورفت یک قلم
موقوف کردی تھی-

مرزا- (دل مین) بس اسی نے اُسکو دیوانہ
کردیا- لاحول ولا- ہم اتنا نہ سمجھے تھے
سخت غلطی ہوئی- مین اُسکی محبت کا
ٹھیک اندازہ نہ کرسکا- خدا اس
کمبخت شبہہ کو غارت کرے- واللہ
باللہ- بہت درست ہے- خیر الامور
اوسطہا- سچ ہے جو خیال اپنی حد سے
بڑھا وہ مَنا ہوا- اس زمانے مین
بڈھون کی احتیاط جوانون کی
بے پروائی کے درجے پر پہونچگئی ہے-
آؤ اچھا جہان پناہ کی خدمت مین
چلو- اُن سے ضرور اسکا اظہار
کردینا چاہیے- اس موقع پر اظہار
اخفا سے مناسب تر ہے کیونکہ اخفا
شاید زیادہ قہر وغضب کا باعث
ہو- اچھا لے آؤ-

سین دُوم   قلعہ کا ایک کمرہ

بادشاہ- ملکہ- خواجہ ہاشم- میر صفدر حسین
ودیگر ملازمان

بادشاہ- کہیے سب خیریت- آپ کو یاد کرنیکا
سبب یہ ہے کہ ایک تو آپ کے
دیکھنے کو بہت جی چاہتا تھا- دوسرے
ایک خاص امر ضروری تھا- آپنے
جہانگیر کے تغیر مزاج کا حال تو سنا ہی
ہوگا- مین اُسکو تغیر کہتا ہون کیونکہ
اُسکے جسم ودماغ مین پیشتر سے ایسا
انقلاب ہوگیا ہے کہ کچھہ کہا نہین جاتا
مین ایک عجیب شش وپنج مین
ہون- یہ نہین کھلتا کہ اس خلل دماغ
کا باعث کیا ہے- میری سمجھہ مین تو
یہ آتا ہے کہ باپ کے صدمہ نے اُسکی
یہ گت کردی ہے- اسلیے آپ سے
مین نہایت منت سے کہتا ہون چونکہ
آپ بچپنے سے اُسکے ساتھہ رہے-
کھیلے کودے- اور اُسکی خو بو سے
اچھی طرح واقف ہین- آپ دربار
مین کچھہ دن قیام فرمائیے- اُسکے ساتھہ
ہیل میل سے رہیے- کھیل تماشہ مین
مشغول کیجیے- اور اس بات کی ٹوہ
رکھیے کہ کون صدمہ ہے- تاکہ ہم اُسکے
علاج کی فکر کرین-

ملکہ- ہان ہان آپ کا تو وہ اکثر ذکر کیا
کرتا تھا- مین خوب جانتی ہون جتنی
آپ دونون صاحبون سے وہ محبت
رکھتا ہے اور کسی سے نہین- اگر آپ
براہ عنایت اس کار خیر مین کوشش
کیجیے گا تو اسکا صلہ حضور سے کافی
پائیے گا-

خواجہ ہاشم- ہم حضور کے بندہ بندگان ہین-

خادمانِ بارگاہ کا حکم بسر و چشم بجا لانے
کو مستعد ہین - حضور منت کے لفظ
سے ہمین کیون شرمندہ فرماتے ہین

صفدر حسین - ہم ہر طرح سے فرمانبردار ہین -
تعمیل حکم مین اگر جان درکار ہو
تو عین فخر اور سعادت ہے -

بادشاہ - مین اسکا شکریہ ادا نہین کرسکتا -

ملکہ - مین نہایت ممنون ہوئی - میری تمنا
یہ ہے کہ آپ اسی وقت جہانگیر کے
پاس جائیے -
اچھا (نوکرون کی طرف اشارہ
کرکے) تین چار آدمی آپ کے ساتھ
شہزادہ کے یہان جائین -

خواجہ - خدا کرے ہماری صحبت و تدابیر
شاہزادے کو اصلاح پر لے آئین -

ملکہ - آمین - (خواجہ ہاشم و صفدر حسین
مع چند خادمون کے گئے)

(مرزا آغا حسن آئے)

مرزا - حضور دولت آباد سے سفیر شادان
و خندان واپس آئے ہین -

بادشاہ - تم ہمیشہ خوشخبری لاتے ہو!

مرزا - یہ حضور کی قدر شناسی ہے - مین کس
قابل ہون - کمترین بندگان حضور
ہون - اور اپنے فرض کو اپنی جان
کے برابر سمجھتا ہون - خداوند مین
شاہزادہ جہانگیر کے جنون کی بھنک مجھ کو
بھی پہونچگیا - اسکا مجھے یقین

واثق ہے اور اگر غلط ہو تو آج سے
مین مزاج شناس نہین -

بادشاہ - ہان انشاءاللہ جلد بیان کرو -

مرزا - پیشتر سفیرون کو حضوری مین آداب
بجا لانے کا حکم ہو - اُس بادہ نوش
کے بعد یہ نقل ہو تو بہتر ہے -

بادشاہ - اچھا تمھین اُنکی عزت افزائی کرو -
ادہر لے آؤ -

(مرزا گئے)

ملکہ یہ کہتے ہین کہ وہ تمھارے جہانگیر
کے جنون کی لم کو پہونچگئے -

ملکہ - میرا دل کہتا ہے کہ سوائے اُس اصلی سبب
کے اور کوئی نہین - وہی اُسکے
باپ کا انتقال اور ہمارا جھٹ پٹ
عقد -

بادشاہ - دیکھیے! پہلے مجھے اچھی طرح پوچھ
پاچھ لینے دیجیے -
مرزا صاحب - اکبر علی - امیر احمد آئے
خوش آمدید - کہیے شاہ اکبر آباد کے
پاس سے کیا خبرین لائے -

اکبر علی - حضور جیسے ہی ہمنے عرض کیا اور حضور
کا رُقعہ دیا - حضرت نے فوراً قطعی حکم
دیا کہ فوج کی بھرتی موقوف وہ
سمجھتے تھے کہ یہ طیاریان ترکستان
پر ہو رہی ہین - اُنکو اپنے بھتیجے کے
کرتوتون کی کانون کان بھی خبر نتھی
مگر جب بخوبی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ

یہ سب سامان حضور کے ملک پر
حملہ کرنے کے لیے ہین۔ اسپر بہت سخت
افسوس ہوا۔ اور یہ خیال کرکے کہ
اپنے ہمکو بیمار۔ ناطاقت اور ضعیف
سمجھ کر یہ فریب کیا۔ آگ بگولا
ہوگئے اور فی الفور شاہزادے کی
حراست کے واسطے حکم دیا۔ قصہ مختصر
شاہزادے صاحب حاضر ہوے۔
حضرت نے بہت سخت سست کہا۔
شاہزادے نے اپنے چچا سے معافی چاہی
اور فسخ حملہ کا عہد کیا۔ اس سے حضرت
بہت شاد ہوے اور فرط خوشنودی
سے ساٹھ ہزار سالانہ آمدنی کی
جائداد عطا فرمائی۔ اور ترکستان پر
حملہ کی اجازت دی۔ چنانچہ حضور
کی خدمت مین اسمین (ایک خط
دیکر) یہ التجا کی ہے کہ براہ عنایت
اُس فوج کو اپنے ملک مین ہوکر الشبر
مندرجہ جانے کی اجازت دیجیے تو
بغایت ممنون ہونگا۔

بادشاہ۔ کیا مضائقہ ہے فرصت کے وقت
اسپر غور کرکے جواب تحریر کیا جائیگا۔
ہم آپ کی اس خیر خواہانہ خدمت کا
شکریہ ادا کرتے ہین۔ اچھا اب اس وقت
آپ جاکر آرام کیجیے شب کو شریک
خاصہ ہوجیے گا۔
(اکبر علی و امیر احمد گئے)

مرزا۔ الحمد للہ۔ اس معاملے کا انجام حسب دلخواہ
ہوا۔
حضور اسبات پر بحث نا کہ خداوندی کیا
ہے اور فرض کیا چیز ہے۔ دن دن
کیون ہے اور رات رات کیون ہے
محض تضیع اوقات ہے اور چونکہ
اختصار جان فراست ہے طوالت
محض بیکار۔ اسلیے مائل بہ اختصار
ہوتا ہون۔
حقیقت یہ ہے کہ مرشد زادے مجنون
ہین مین مجنون کہتا ہون۔ کیونکہ
اگر جنون کی تعریف کیجائے تو محض
جنون ہے۔ پیر مرشد ..

ملکہ۔ وقت اظہار لیاقت نہین ہے۔ اصلی
بات کہیے۔

مرزا۔ قسم ہے اوس پروردگار کی جسنے اک
نفس پاک سے تکوین عالم کی شمع
خورشید روشن کرکے تمام انجمن کائنات
کو منور کیا۔ اظہار لیاقت میرا وتیرہ
نہین اُنکا مجنون ہونا صحیح اور صحیح
ہونا قابل افسوس۔ اور افسوس یہ ہے
کہ صحیح ہے۔ خیر اسکو زیادہ طوالت
نہین دیتا۔ کیونکہ اظہار لیاقت میرا
شیوہ نہین۔ بہرحال حضور یہ فرض
کرلین کہ وہ مجنون ہین۔ اب باقی
رہی اُسکی وجہ یا یون کہیے کہ اس
نقص کی وجہ کیونکہ یہ جنون بذاتہ

ایک نقص ہے - اچھا اسکو بھی جانے دیجیے - اب باقی ماجرا یہ ہے کہ میری ایک لڑکی ہے - حضور خیال فرمائین تا وقتیکہ میرے پاس ہے میری ہے گو لڑکی دوسرے ہی گھر کی کہلاتی ہے - اُسنے اپنا فرض عین اور سعادتمندی جانکے مجکو یہ دیدیا ہے - جہان پناہ خود ملاحظہ فرمائین -

(پڑھنے لگا)

ای چارہ گر مریض بیتاب   ای نور فزائے چشم بیخواب

مرہم تیرے زخمہائے عاشق   دردِ عاشق دوائے عاشق

اے نبض شناس جان مضطر   ناسور دوائے دیدہ تر

ای مایہ لطف زندگانی   جان بخش و فای جاودانی

دھیان آپکا اندنون کدہر ہے   کچھہ حال کسی میری بھی خبر ہے

اے عشق ہوا ہے مہربان پھر   بیتاب ہے جان ناتوان پھر

پھر داغ کہن ہے تازہ و تر   پھر زخمِ جگر بنے ہے دلبر

پھر چشم ہے خون فشان و خون بار   پھر چہرہ بنا ہے زعفران زار

پھر دیدۂ تر ہے وقف اشک   پھر ہاتھ ہے مائل گریبان

پھر ناوک دردِ دل شکن ہے   پھر سینہ کا زخم خندہ زن ہے

پھر ہے وہی پیچ و تاب دلکو   پھر ہے وہی اضطراب دلکو

پھر ہمدم و ہمنفس ہے ای آہ   دمساز ہے نالۂ سحرگاہ

گستاخ ہے آہِ خون چکان پھر   منہ لگنے لگا ہے کچھہ فغان پھر

غم کرنے لگا ہے غمگساری   دیتی ہے قرار بیقراری

پھر کوچۂ یار کی ہوس ہے   پھر گرمی کے واسطے نفس ہے

پھر دل مین مرے لگی ہے آتش   نالہ سے برس رہی ہے آتش

پھر جیسے شرار ہین سخن سے   پھر اٹھتے ہین شعلے سے دہن سے

دریاب کہ خاک خود و خوم   آتش بدماغ زد جنونم

دریاب کہ من ز دست رفتم   در پائے امید پست رفتم

دریاب کہ بردم انتظار است   ایجان و جہان ہمہ نثار است

این نامہ کہ غم نگار عشق است   گلدستۂ نوبہار عشق است

این خط کہ ز دل نہفتہ راز است   از من بسوے تو صد نیاز است

این نغمہ ترکہ در نورد است   یک نالہ بصد ہزار درد است

بپذیر خروش این جرس را   عذریست درازی نفس را

کوتاہ کنم سخن گزین بیش   وصل است جواب نامۂ وصل

"پیاری مہربانو مین شعر و شاعری کے کوچہ سے بالکل نابلد و بیگانہ ہون - اسکی وساطت سے عشر عشیر حزن والم بھی ادا نہین ہو سکتا - مگر تم اسکو صحیح سمجھو کہ میری محبت سچی ہے اور تمکو از حد چاہتا ہون ؎

مین وفادار ہون خدا کی قسم   تیری حسرت فراق کی قسم

بیوفا بندۂ خدا اگر ہون   لیک تجھسے پھرون تو کافر ہون

تادم زیست تمھاری محبت کا اسیر

خستہ جگر جہانگیر"

بانو نے یہ بمقتضائے سعادتمندی مجھے دکھلا دیا اور علاوہ برین جو جو محبت آمیز کلمات شاہزادے کی زبان گل فشان سے نکلے تھے وہ سب بھولے پن سے دوہرا گئی -

بادشاہ - پھر جہانگیر کی محبت کو اُسنے کیسے برتا -

مرزا - آخر جہان پناہ مجھے کیا خیال فرماتے ہین -

بادشاہ - وفادار و وضعدار -

مرزا - (مودب آداب بجا لاکر) انشاء اللہ

مین اسکا ثبوت دونگا۔
یہ تو مین نے پہلے ہی جان لیا تھا
کہ اِن دونون مین مراسم دوستی
کے حد سے بھی متجاوز ہین۔ پھر اگر
مین اُنکی محبت کا بازار گرم دیکھکے
چشم پوشی کرتا اور اپنے تئین صم بکم
بنا دیتا تو فرمائیے غلام کو حضور کیا
خیال فرماتے۔ مینے قطع تعلق کیواسطے
بانو کو نہایت احتیاط سے سمجھا دیا
کہ کہان وہ کہان تم۔ تمھارے راستے
مین وہ ستارا خانۂ ازدواج مین
نہین پڑا۔ عقل بھی کوئی چیز ہے۔
مناسب کہ اُنسے بالکل ترک تعلق کرو
خبردار۔ خبردار۔ نامہ وپیغام یکقلم
مرقوف۔ تحفے تحائف لیے تو تم جانو
تو خداوند اس روک ٹوک کا یہ نتیجہ
ہوا کہ شہزادے دل ہی دل مین گھٹنے
لگے اندوہ وغم کی گھنگھور گھٹا
دل پر چھاگئی خواب وخور نے استعفا
دیدیا۔ ضعف وناتوانی نے اپنا
عمل کرلیا۔ یبوست نے ایسی ہوا
باندھی کہ چراغ عقل گل جنون
کے سامان بالکل۔ اب ہم سب کے
سب رو دھو رہے ہین۔

بادشاہ۔ کیون تم کیا کہتی ہو۔؟

ملکہ۔ کیا تعجب۔

مرزا۔ اے حضور بھلا کبھی ایسا بھی ہوا ہے
کہ جس بات کو مینے کہہ دیا کہ یون ہے
اور پھر وہ ویسی نہ نکلی۔

بادشاہ۔ ہان ہمین تو یاد نہین۔

مرزا۔ (اپنے سر اور کاندھے کی طرف اشارہ
کرکے) اسکو اس سے جدا کرڈالیے
اگر یہ بات نہو۔ یہ کیا معنے کہ واقعات
سے مجھے ذرا بھی ٹوہ ملے اور مین تہ
کو نہ پھونچ جاؤن چاہے وہ تحت الثری
ہی مین کیون نہو۔

بادشاہ۔ بھلا یہ تو بتلائیے اگر ہم اسکا امتحان
کرنا چاہین تو کسطرح کرین؟

مرزا۔ شاید حضور کو معلوم ہوگا کہ وہ اکثر
چار چار گھنٹے برابر اس دالان مین
ٹہلا کرتے ہین۔

ملکہ۔ ہان ہان بیشک۔

مرزا۔ تو مین یہ کرونگا کہ اُسوقت مہربانو
کو اُنکے پاس باتین کرنے کو بھیجدونگا
ہم آپ اس پردہ کے پیچھے چھپ رہین
اور دیکھین کیا ہوتا ہے اگر وہ اسپر
مفتون نہون اور اسی سبب سے
مجنون نہون تو آج سے مین مُدبّر
نہین بلکہ کندۂ ناتراش۔

بادشاہ۔ بہتر ہے۔

ملکہ۔ اے دیکھو وہ کچھ پڑھتا چلا آتا ہے۔

مرزا۔ ہان حضور ہٹ جائین۔ للّٰہ جلد
ہٹ جائین اور ملاحظہ فرمائین کہ
مین کسطرح چھیڑتا ہون۔

(بادشاہ - ملکہ - نوکر چلے گئے)
(جہانگیر پڑھتا ہوا آیا)
حضور کا مزاج عالی ؟

جہانگیر - شکر ہے -

مرزا - حضور مجھے جانتے ہین -؟

جہانگیر - اجی خوب - آپ ماہی فروش ہین

مرزا - جی نہین - حضور کو سہو ہوا -

جہانگیر - کاش آپ ایماندار ہوتے - !

مرزا - ایماندار !

جہانگیر - جی ہان ہین جو عرض کرتا ہون ایماندار فی زماننا دس لاکھ ہزار مین کہین ایک - !

مرزا - اسمین تو کوئی شک نہین حضور -

جہانگیر - شیطان کے گھر مین ولی - آپکے ایک لڑکی بھی تو ہے ؟

مرزا - جی ہان حضور ہے -

جہانگیر - اچھا تو اُسکو ہوا سے بچانا - آفتاب مین نہ آنے دینا کہ اُسمین نمو کی قوت زیادہ ہے - ایسا نہو کہ بارور ہو جائے جو اور ہی گل کھلے اور پھر کسی اور بات پر محمول ہو -

مرزا - (دل مین) واقعی خلل دماغ ہے - تاہم بانو کا خیال ہے مگر مجھے نہین پہچانا - ماہی فروش بتلاتا ہے - بلاشک جنون عشق بڑھا ہوا ہے - سچ ہے مین بھی عنفوان شباب مین قریب قریب اسی حالت کو عشق کے ہاتھون پہونچ گیا تھا - پھر کچھ ذکر چھیڑنا چاہیے - حضور یہ کیا پڑھ رہے ہین ؟

جہانگیر - ایک مضمون ہے -

مرزا - مطلب -؟

جہانگیر - مجھسے آپ سے نا - کچھ نہین -

مرزا - جی نہین - اسکا کیا مطلب ہے - ؟

جہانگیر - ہجو لکھتا ہے کم بخت کہ بڈھون کی ڈاڑھی سن کی طرح ہوتی ہے ناک کے اسطرف اُسطرف جو دو سوراخ ہوتے ہین اُنمین بھنگے بھرے رہتے ہین - چہرہ پر اُتو کیا ہوتا ہے - عقل طاقت کی طرح دھتا بتا جاتی ہے - پنڈلیان سوکھہ کے کانٹون سے ہم پہلو ہوتی ہین - سر گھڑی کا لٹکن بنجاتا ہے - اسمین کوئی شک نہین کہ یہ سب باتین کانٹے مین تول تول کے لکھی ہین مگر تہذیب بھی تو آخر ہے کوئی چیز بڈھون کو ایسے سخت الفاظ نہ کہنے چاہیین

مرزا - (اپنے دل مین) چاہے یہ جنون ہی کیون نہو مگر غضب کی چٹکیان لیتا ہے - خداوند ہوا اور دھوپ سے تو بچ جاے -

جہانگیر - تو کیا قبر مین چلا جاؤن - !

مرزا - سچ ہے - (اپنے دل مین) کیا بات کہی کہ بعض وقت اسکے جواب غضب کے

ہوتے ہین - کیا برجستہ کہا ہے واقعی
یہ جنون ہی کا حصہ ہے - عقل سلیم
ہزار سر مارے - لاکھ چکر کھائے
مگر یہ ممکن ہی نہین - خیر اب یہ
فکر ہونا چاہیے کہ اسکا اور بانو کا
آمنا سامنا ہو جاے - اچھا اب
حضور رخصت مانگتا ہون

جہانگیر - "مانگنا" کوئی اور بیکار چیز تو میرے
پاس ہی نہین جو آپ کو دون - ہان
جان حاضر ہے - آپ مجھ سے کچھ
نہین مانگ سکتے -

مرزا - خداوند آداب عرض ہے -

جہانگیر - جان ضیق مین ہے کمبخت کے
مارے - جب آتا ہے - کان کھاجاتا ہے
(خواجہ ہاشم میر صفدر حسین آئے)

مرزا - آپ شہزادے کی تلاش مین ہین - دیکھیے
وہ ہین -

خواجہ ہاشم - آپ کے نہایت ممنون ہوے -
(مرزا گئے)

صفدر حسین - حضور عالی !

خواجہ - شہزادے صاحب !

جہانگیر - مشفقی - مزاج لطیف -

خواجہ - شکر ہے اعتدال پر ہے -

میر صفدر حسین - ہمین خوش ہین کہ خوشی
و خرمی درجۂ اعتدال سے متجاوز
نہین - نہ کلفتی تاج راحت ہین -

جہانگیر - اور نہ کف پاپوش دولت -

خواجہ - جی ہان حضور نہ یہ نہ وہ - وسط مین

جہانگیر - یہ فرمائیے تو آپ ناف دولت ہین
یعنے اسکی عنایتون سے محیط - آشناے
دولت -

میر صفدر حسین - جی نہین خادم سمجھیے یا خانہ زاد
حضور -

جہانگیر - ہان بلاشک ٹھیک کہا تو وہ خانگی
ہے - آج اسکی بغل مین ہے تو کل
اسکی بغل مین - اچھا فرمائیے کیا
خبرین ہین -

خواجہ - کچھ نہین حضور - ہان تازہ خبر یہ ہے
کہ زمانہ ایماندار ہوتا جاتا ہے -

جہانگیر - تو قیامت کی خبر ہے - مگر اس خبر کی
صحت مین کلام ہے - ہان یہ تو فرمائیے
آپ سے کون ایسی خطا سرزد ہوئی کہ
آپ یہان قید خانہ مین پھینکے گئے !

صفدر حسین - قید خانہ !

جہانگیر - شہر سبز قید خانہ تو ہے ہی -

خواجہ - تو دنیا بھر ایسی ہے -

جہانگیر - لاریب - وہ تو ایک نہایت وسیع
قید خانہ ہے اسمین اور بہت سے
محبس اور کال کوٹھریان ہین اور
شہر سبز سب سے بدتر ہے -

خواجہ - ہم تو نہین خیال کرتے حضور -

جہانگیر - ہان تمکو نہوگا - کیونکہ بذاتہ کوئی
چیز ناقص نہین صرف قوت متخیلہ یہ
امتیاز پیدا کر دیتی ہے -

خواجہ - البتہ - آپ کی وسعت خواہش کے
سامنے ایسا ہی ہے وہ آپ کے حوصلے
کے مقابلے مین بیشک تنگ ہے -
جہانگیر - خدا گواہ ہے - مین قفس مین بھی اپنے
تئین سلیمان سمجھتا اگر خواب مشوش
مین مبتلا نہوتا -
صفدر حسین - اور یہ خواب یقیناً خواہشین ہین
کیونکہ جو ہر خواہشمند محض سایہ خواب
ہے -
جہانگیر - خواب تو بذاتہ ایک سایہ ہے -
خواجہ - مین خواہش کو حد سے زیادہ خیالی
سمجھتا ہون حتیٰ کہ سایہ سایہ -
جہانگیر - تو اس حالت مین صرف مفلس ہی
اجسام اصلی ہین اور بادشاہ وغیرہ
صرف سایہ مفلس -
کیا دربار چلیے گا - آپ کے سر کی قسم
اب مجھے زیادہ سمجھنے کا دماغ نہین -
خواجہ و میر صفدر حسین - ہم تو حضور کے ساتھ ہی ہین -
جہانگیر - ہان ہان صاحب مین آپ کو
[illegible] تھوڑے ہی ملائے
دیتا ہون کیونکہ اگر سچ پوچھیے تو
آجکل میرے پیچھے بہت لگے ہوئے ہین
مین تم سے دوستانہ پوچھتا ہون
کہ تم صفدر آباد کیسے آئے -
خواجہ ہاشم - صرف تمنائے ملاقات کھینچ لائی -
جہانگیر - کیسے شکریہ ادا کرون - کیونکہ افلاس

نے ادائے شکر مین بھی مفلس کر دیا
ہے تاہم مین آپ کا شکریہ ادا کرتا ہون
مگر میرا شکریہ کوڑیون کے مول بھی
نہین - بھائی تمھین قسم ہے سچ کہنا
تم خود آئے - بلائے ہوئے تو نہین آئے؟
میر صفدر حسین - کیا عرض کرین حضور -
جہانگیر - کچھ ضرور ہی ہوگا مطلب کے لیئے آپ
بلائے گئے ہین - آپ کی نظرون سے
اقبال ٹپک رہا ہے - آپ کی صفائی
اسکو چھپا ہی نہین سکتی - مین جانتا
ہون بادشاہ اور ملکہ نے آپ کو
یاد فرمایا ہے -
خواجہ ہاشم - حضور کسواسطے ؟
جہانگیر - واہ اسکو آپ ہم سے پوچھتے ہین -
تمکو اسی ہم سبقی اسی صغیر سنی کے
ربط ضبط - اسی بے تکلفی اسی میل
جول اور محبت کی قسم بتلاؤ بلائے
گئے ہو یا نہین - ؟
خواجہ ہاشم - (جھجکتے سے میر صفدر حسین سے)
کیا کہتے ہو !
جہانگیر - واہ ہم دیکھ رہے ہین - اگر ہمارے
دوست ہوگے تو بتلا دوگے -
خواجہ ہاشم - جو کچھ حضور نے فرمایا وہ ٹھیک ہے
جہانگیر - یہ مانا - اب مجھسے سنیے کہ کسواسطے بلایا [illegible]
مین خود ہی کہے دیتا ہون تمھین
کاہے کو راز فاش کرنا پڑے -
تھوڑے دنون سے نہ معلوم میری کیا کیفیت

ہوگئی ہے۔ طبیعت مین کچھ ایسا اختلال
پیدا ہوگیا ہے کہ عرض نہین کرسکتا۔
؎ آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہین آتی
معلوم نہین کیا سبب۔ سیر و تفریح سے
نفرت سی نفرت ہوگئی ہے۔ ؎
مارا ہوا ہے گلشن و باغے نماندہ است
ای بوے گل بروکہ دماغے نماندہ است
ہر شی کی ہیئت متغیر معلوم ہوتی ہے۔
جس طرف آنکھ اُٹھاتا ہون اندوہ و
غم اپنی بھیانک صورت دکھلاتے
ہین۔ زمین جو گلہاے رنگین سے
پھولی نہین سماتی اور ہجوم نکہت سے
اترائی جاتی ہے مجھے ہولناک اور
وحشت انگیز نظر آتی ہے اور یہ
سائبان نگارین یہ سقف رنگین جو
نور کے قمقمون سے قرین ہے محض ایک
اجتماع ابخرات وبائی معلوم ہوتا ہے
انسان اشرف المخلوقات جو نفس ناطقہ
سے متحلی اور قوت مدرکہ سے متجلی۔
فرشتہ سیرت۔ قدسی جودت۔
زبدۂ کائنات و افضل الحیوانات
ہے میرے سامنے مٹی۔ صورت ذکور
و اناث محض نفرت خیز۔ اگو آپکے
تبسم سے کچھ اور ہی مترشح ہوتا ہے۔

خواجہ ہاشم۔ جی نہین۔ ایسا نہین حضور۔

جہانگیر۔ جب مین نے کہا کہ صورت ذکور
واناث ... آخر آپ مسکرائے کیون؟

خواجہ ہاشم۔ یہ خیال کرکے کہ جب صورت ذکور
نفرت خیز ہے تو آپ تماشے والون سے
کیون ملتفت ہونے لگے ابھی ہمارے
ساتھ ہی ساتھ تو آئے ہین اور تھوڑی
دیر مین آپ کی خدمت مین تماشے
کیواسطے آتے ہی ہونگے۔

(ڈھول کی آواز آئی)

خواجہ ہاشم۔ تماشے والے آپہونچے۔

جہانگیر۔ آپ یہان تشریف لائے مین نہایت
ممنون ہوا۔ آیئے آپ سے معانقہ
کرلون (خواجہ و میر صاحب سے)
مین آپ کا شکریہ ادا نہین کرسکتا۔
لیکن میری مان اور چچا نے بہت
دھوکھ کھایا۔

خواجہ ہاشم۔ کس بات مین سرکار۔

جہانگیر۔ مین دیوانہ ہون مگر اسی وقت تک
جبتک باد شمال چلتی ہے۔ اور جسوقت
باد جنوب چلی اُسوقت مین بخوبی امتیاز
کرسکتا ہون کہ وہ باز ہے اور [1] وہ
لک لک۔

---

[1] لک لک کا قاعدہ ہے جسطرف کی ہوا ہوتی ہے اُسی طرف اوڑتا ہے۔
باد جنوب مین جنوب کی طرف۔ مگر اُسوقت شکاری کی آنکھون مین بسبب تمازت
آفتاب کے خیرگی آجاتی ہے مگر جب باد شمال چلتی ہے وہ شمال کی جانب جاتا ہے
اوسوقت شکاری بخوبی باز اور لک لک مین امتیاز کرسکتا ہے
مطلب یہ کہ مین اور باتون کے واسطے (مثلاً اسرار قدرت الٰہی)
دیوانہ ہون مگر آپ ایسے شتر ہزار میری جیب مین پڑے ہین آپ
مجھے کیا اوڑاتے ہین

مرزا آغا حسن آئے

مرزا - آہا آپ صاحبون کا مزاج لطیف -

جہانگیر (خواجہ صاحب و میر صاحب سے)
طفل شیرخوار آتا ہے -

میر صاحب - جی ہان پیرنا بالغ -

جہانگیر - کہئے مین پیشتر ہی سے بتلا دون - یہ
کسواسطے آرہے ہین - تماشے والون
کی خبر لا رہے ہین - یہ نہو جب ہی کہیگا
جی ہان آپ صحیح فرماتے ہین - پیر[1] کی
صبح کو - بس اسی دن -

مرزا صاحب - حضور مین ایک فردہ لایا ہون

جہانگیر - حضور مین ایک فردہ لایا ہون -

مرزا صاحب - تماشے والے یہان آئے ہین -

جہانگیر - بس رہنے دیجئے -

مرزا - حضور یہ تماشے والے فرد ہین - واقعات
رزم و بزم عبرت خیز اور مسرت انگیز
کی تصویر کھینچدیتے ہین - مرقع اوتارنے
اور سمان باندھنے مین نظیر نہین رکھتے -
ہمین انکے جھنڈے گڑے ہین - واللہ
اعلم کیا سحر کر دیتے ہین - خدا جانے
الفاظ مین کیا جادو بھر دیتے ہین کہ
یہان سے وہان تک ناظرین ہین
جسکو دیکھئے ٹپ ٹپ آنسو گرا رہا ہے
اور تھوڑی دیر مین کچھ ایسی ہوا چلاتے
ہین کہ ہر شخص زیر لب مسکرا رہا ہے
صراحت بیان شستگی زبان حسن
ادا سے بیان مین یدطولےٰ رکھتے ہین -

(چار پانچ تماشے والے آئے)

جہانگیر - آؤ - آؤ - مین تم لوگون کو دیکھ کر بہت
ہی خوش ہوا - آپ میرے مہربان
وعنایت فرما ہین - تشریف رکھئے -
(ایک سے) کہو شفق یہ تمہارے چہرے
کا کیا نقشہ ہوگیا - میرے سامنے تو یہ
ٹی وٹی کچھ بھی نتھی - معلوم ہوا -
یہان شکار کھیلنے تشریف لائے ہین
آپ - اور آپ (دوسرے سے) فرمائیے
آپ تو روز بروز آسمان کی طرف
کھنچے جاتے ہین مگر خدا کرے یہ دلفریب
آواز جون کی تون ہی رہے پھوٹے
ردبیہ کی طرح نہو جاے - اچھا لے
آپ کے ہنر اور قابلیت کی بانگی تو
دیکھین - لگے ہاتھون ایک نقل
سراج الاثر دل دکھانے والی تو
شروع کر دو -

اول تماشے والا - کون نقل حضور -

جہانگیر - وہی جو ایک مرتبہ تمنے سنائی تھی نا -
مگر وہ پسندیدہ نہوئی - کیونکہ مجھے
خوب یاد ہے کہ عوام کے مذاق کی تھی
منہ کا نوالا تو تھی ہی نہین - پھر انکو
کیسے پسند آتی - وہ تو اس بات کی
تعریف کرینگے جو انکو لوٹن کبوتر بنادے
چاہے وہ غیر مہذب سی غیر مہذب اور
ثقیل سی ثقیل ہی کیون نہو لیکن
جو اہل مذاق اور قدر شناس تھے

[1] بات حال دمی جسمین مرزا صاحب کو شک تھا کہ پیر ہی کو گرہ ورنا تھا -

اُنکے دل سے کوئی پوچھتا۔ کلیجے تھام تھام کے رہ گئے۔ کچھہ عجیب سمان بندھ گیا تھا۔ ہر ایک بات اس موقع لطافت اور حسن اعتدال سے ادا کی گئی تھی کہ خود تعریف صدقے ہوتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک صاحب نے فرمایا تھا۔ کچھہ چٹ پٹا پن نہین ہے۔ نری سادگی اور پھیکا پن بھرا ہے۔ شاعر مبالغہ و تصنع تو چھپا ہی گیا پھر لطف کیا خاک آئے۔ مگر میرے کانون مین وہی چبھتی اور دل آویز آواز گونج رہی ہے۔ وہی مقام جہان **فیروز گلنار** کی بیوفائی سے سرگرم فغان ہے۔ ای جلوۂ برق خانمان سوز

اول تماشے والا۔

ای جلوۂ برق خانمان سوز | اے شعلۂ آتش جہان سوز
ای طعنہ زن فسون نگاہان | اے موجدِ قتل بیگناہان
ای مہرِ عروجِ کج ادائی | اے ماہ بروجِ بیوفائی
ای موجب آہ و زاریِ دل | اے باعثِ بیقراریِ دل
سمجھا نہین کوئی شوخ جلاد | کرتا نہین کوئی ایسی بیداد
یہ تو نے نئی طرح نکالی | معشوقی ہے اک تری نرالی
یہ ناز و ادا ستمگری ہے | عاشق کشی آہ دلبری ہے
جو جو کہ ستم کیے ہین تو نے | [illegible] ہین تو
[illegible]
جو تو نے بنائی ہے یہ جو | یہ ظلم کوئی کرے کسی پر
در پیش ہے ہی جو گر سبھی کو | چاہے کوئی کا ہیکو کسی کو
[illegible] خوب | بلبل ہی تو تھی کسی کی محبوب

مجنون سے بھے کیا سلوک کیجے | ایسے ہی تھے یا سلوک اسکے

مرزا۔ ذرا طوالت ہے۔

جہانگیر۔ صبر کیجیے۔ یہ اور آپ کی ڈاڑھی دونون حجام کے پاس بھیجی جائینگی۔ ہان بھیا تم پڑھے جاؤ۔

سب کرتے ہین پاس یار صادق | ہوتا ہی سبھی کو درد عاشق
ہوتی ہے جو گرم نالہ بلبل | کرڈالے ہے چاک پیرہن گل
پروانہ جو دے ہے شمع پر جان | ہوتا ہے نثار شمع ہر آن
وہ بھی تو نہین وفا مین تجھہ کم | بنجائے ہے آپ نخل ماتم
جل جاے ہے سر سے لیکے قدم تک | روتی ہی رہی ہے مرتے دم تک
ایک تو ہی کہ ہے یہ حال میرا | اور تجھکو نہین خیال میرا
کب تک یہ ستم کے طور ظالم | کب تک یہ جفا و جور ظالم
کب تک یہ ستمگری کا شیوہ | کچھہ عیب ہے دلبری کا شیوہ
کیون بھاتے ہین اتنے جور تجھکو | آتا نہین کیا کچھہ اور تجھکو
کیون رنج پسند غم کشتون کا | کیا یہ ہی ہنر ہے خونیون کا
یا ہی ترے زعم مین وفا عیب | ہا ہی تو سنین ہی ہمین کیا عیب

مرزا۔ افوہ ذرا دیکھیے گا! چہرے کا رنگ کیسا ہو گیا۔ آنسو ڈبڈبا آئے۔ للہ اب رہنے دو۔

جہانگیر۔ ہان ہان بھیا

کیون جناب آپ اپنے اوپر اتنی تکلیف گوارا کر سکتے ہین کہ انکے (تماشے والون کے) نگران رہیے۔ سنتے ہین آپ۔ ذرا انکی اچھی طرح خاطر تواضع کیجیے گا [illegible] آئینۂ تہذیب [illegible] اہل زمانہ ہین۔ بعد مرگ جو فضیحت و رسوائی ہو وہ سر آنکھون پر۔ مگر

انکے ہاتھوں ایک عالم مین بدنام
ہونا گوارا نہین۔

مرزا۔ اے حضور کے فرمانے کی بات ہے۔ مین
انکے مرتبہ وشان کے لائق انکے ساتھ
مدارات کرون گا۔

جہانگیر۔ سبحان اللہ ع برین عقل و دانش
بباید گریست۔ اے حضور۔ الانسان
مرکب الخطاء والنسیان۔ عیب سے
کون پاک ہے۔ انکے ساتھ ایسی مدارات
کیجیے جو آپ کے جاہ و مرتبت کے شایان
ہو کیونکہ جتنے وہ کم حیثیت و فرومایہ
ہونگے اُتنی ہی آپکی سخاوت اخلاق
قابل تعریف ہے۔ اچھا لیجایئے۔

مرزا۔ آئیے حضرات۔

جہانگیر۔ جی ہان آپ کے ساتھ تشریف لیجایئے
تماشا کل دیکھین گے۔

(مرزا اسوا اول تماشے والے کے اورسکو لیگیا)

کیون مشفق تم قتل شاہجہان
کا تماشا کر سکتے ہو۔ ؟

اول تماشے والا۔ جی ہان کیون نہین۔

جہانگیر۔ اچھا پھر کل شب کو۔ کوئی پندرہ یا
سولہ سطرین اُسمین زیادہ ہوا چاہین۔
تم یاد کرلوگے نا ؟

اول تماشے والا۔ کیا مضائقہ۔ کون بڑی
بات ہے حضور۔

جہانگیر۔ بہت خوب۔ اچھا اب آپ بھی انھین
کے ساتھ جایئے۔ مگر دیکھیے (مرزا کو)
اُنکو بتا دیجیے گا نہین لللہ۔

(تماشے والا گیا)

اب رات زیادہ آگئی۔ اسوقت
آپ کی خدمت مین گستاخی ہوتی ہے
مگر بخانۂ دوست بے تکلف۔

خواجہ ہاشم۔ آداب عرض ہے۔

جہانگیر۔ خدا حافظ۔

(خواجہ ہاشم گئے)

مجھسا بھی نالائق اور سُست اس دنیا
کے پردے پر تو ممکن نہین! غضب خدا!
اس تماشے والے نے جھوٹی کہانی
مین محض ایک بے بنیاد رنج و الم کا
اظہار کرنے مین کیسا سچا جذبہ اور جوشِ
قلب دکھایا ہے۔ ایکبارگی یکایک
تمام چہرہ زعفران زار ہو گیا۔ آنسو
ڈبڈبا آئے۔ ہچکی بندھ گئی۔ مجسم وحشت
و تعجب بنگیا۔ اور ہو بہو فیروز
کی تصویر کھینچ دی۔ اور یہ سب
کسکے واسطے! فیروز کے واسطے!
فیروز اُسکا کون اور وہ فیروز کا
کون! مگر اُسکے واسطے زار قطار
رونے لگا۔ اگر میری سی اسکی حالت
ہوتی تو نہین معلوم کیا کچھ نہ کر گذرتا۔
قیامت برپا کر دیتا۔ محفل کو آنسوؤن
سے ڈبو ہی دیتا اور بیان سے سامعین
کو ماہی بے آب اور مرغ بسمل بنا دیتا
جنکے دل مین چور ہے وہ تو دیوانے

ہو جاتے دیوانے! اور پاک طبیعت
والے بھی تصویرِ حیرت بنجاتے۔
جاہل ہکا بکا ہوکے رہ جاتے۔ واہ وا
واہ وا۔ پتلیاں اس کی طرف
گڑکے رہ جاتیں تو عین انصاف ہے
اور کان اس طرف سن ہوکے رہ جاتیں
تو بجا ہے۔ اور ایک ہم ہیں سست
و کاہل۔ زنگ لگے ہوئے پرزے۔
تصور و اندیشہ کے پتلے۔ کرنا دھرنا
کچھ نہیں۔ اور پھر کیسے بادشاہ
کے واسطے بھی دولت جان کس
بیدردی کے ساتھ لوٹ لی گئی!
کیا میں بزدلا ہوں؟ یہ کون مجھکو
بےحیا کہہ رہا ہے؟ منہ پر طمانچے
کون لگا رہا ہے؟ لعنت ملامت
کی بوچھار کون کر رہا ہے؟ بےحیائی
اور بےشرمی کا ٹوکرا سر پر کون
رکھے دیتا ہے۔ آخر یہ ہے کون؟
چپ رہو جہانگیر سزا ہے تمھاری
اس قابل ہو۔ ہمیں کوئی شک
نہیں کہ تم سے بڑھ کر بزدل۔ بےشرم
و بےحیا دنیا میں کاہے کو کوئی نکلیگا
ورنہ کب کی اس ظالم کی بوٹیاں
چیل کوؤں کو کھلا دی ہوتیں۔
کمبخت۔ خونی۔ دغاباز۔ بیوفا۔
بدکار۔ مگر میں بھی کتنا گدھا ہوں
قربان اس جرأت و بسالت کے

ایسے پیارے باپ کا بیٹا ہوکے اُسکے خون
ناحق کے قصاص سے آنکھ چُراتا پھروں
تف ہو ایسے لڑکے پر! ہاں اے دماغ
مدد کر۔ اوہو! یہ تو میں نے بارہا
سنا ہے اور اکثر ہوا ہے کہ مجرموں کے دل
پر نقل سے کچھ ایسی چوٹ لگی ہے کہ انھوں
نے فوراً اپنا جرم قبول دیا ہے! ع
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے
اور خون بھی کہیں چھپائے چھپتا ہے
کوڑھ کی طرح ایک دن نہ پھوٹے
تو ہی۔ ابھی پھوٹے اور پھر پھوٹے۔
ایک حکمت نہ کروں! میں بھی چچا کے
سامنے ابا جان کے قتل سے ملتا ہوا تماشا
کراؤں پھر اُس وقت اُنکے چہرے کی
کیفیت دیکھنا چاہیے ؎
تارِ رگِ دل کی پھر صدا کو
مضراب نظر سے خوب جانچو
اگر ذرا بھی جھجکے پھر کیا ہے ثبوت کامل
کیونکہ پھر بھی ابھی تذبذب ہے واللہ اعلم
وہ روح غول بیابانی سے ہو اور صورت
پاک میں آکر مجھکو ضعیف الاعتقاد اور
دیوانہ سمجھکر فریب و تلبیس سے میرے
ہاتھ خون ناحق سے آلودہ کرائے۔
اس سے مناسب ہے کہ پہلے اچھی طرح
باطمینان تمام خوب چھان بین کرلیں
انشاء اللہ اس تماشے سے بادشاہ کے
دل کا چور پکڑینگے۔

باب سوم

سین اول - قلعہ کا ایک کمرہ

(بادشاہ - ملکہ - مرزا آغا حسن - مہربانو - خواجہ ہاشم - میر صفدر حسین)

بادشاہ - تو آپ پیچیدہ طور سے اتنا نہ دریافت کر سکے کہ اس خلل دماغ کا جسنے اسکی ہنسی خوشی کے دن تلخ کر دیے ہین اور اسکو جنون و وحشت کا پتلا بنا رکھا ہے باعث کیا ہے ؟

خواجہ ہاشم - حضور اقرار وحشت تو وہ خود ہی کرتے ہین - مگر ہان جب اسکا سبب پوچھیے تو ٹال جاتے ہین -

میر صفدر حسین - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ افشار سبب منظور نہین - جب کبھی ہم انکو اس پہلو پر لائے وہ پردۂ جنون مین اسکو چھپا گئے - اس بات ہی کو اوڑا گئے -

ملکہ - پیش تو آپ سے اچھی طرح آیا تھا!

خواجہ ہاشم - بہت مہذبانہ -

میر صفدر حسین - مگر جبریہ -

خواجہ ہاشم - خود تو کوئی امر کم پوچھتے تھے مگر باتون کا جواب برابر دیتے تھے -

ملکہ - بھلا یہ تو کہیے - آپنے تفنن و تفریح کی طرف بھی کچھ مائل کیا -

خواجہ ہاشم - حضور خدا کی قدرت کے قربان غیب سے سامان موجود ہو گئے - جاتے وقت راستہ مین تماشے والے مل گئے - انکا تذکرہ ہمنے چھیڑ دیا یقین مانیے شہزادے کے چہرے پر ایک بشاشت چھا گئی - پھر کیا تھا انکو دربار مین حاضر رہنے کا حکم ہو گیا اور آج کی رات تماشے کو بھی فرمایا -

مرزا آغا حسن - جی ہان حضور - اور جہان پناہ اور شہنشاہ بیگم کے شریک جلسہ ہونے کے واسطے نہایت منت و سماجت بھی کی ہے -

بادشاہ - الحمد للہ شکر اسکا - اسکو اسطرف مائل دیکھ کر مجھے کمال مسرت ہوئی حضرات - للہ - ہمیشہ احسان کیجیے اسکو تفنن و تفریح کی طرف ابھاریئے -

خواجہ ہاشم - بہت مبارک پیر مرشد -

(خواجہ و میر گئے)

بادشاہ - بیگم آپ - ذرا تکلیف کیجیے - یہان سے ہٹ جائیے - ہمنے جہانگیر کو بلایا ہے تاکہ اس سے اور مہربانو سے ملاقات ہو مگر اس حکمت سے

کہ وہ اسکو محض حسنِ اتفاق سمجھے۔
ہم اور مرزا صاحب پوشیدہ ہوکر
دیکھتے ہین کیا معاملہ گذرتا ہے۔
دیکھین یہ اندوہ و غم جسکا وہ شکار
ہو رہا ہے عشق کے ہاتھون ہے یا
اور کسی وجہ سے۔

ملکہ۔ بہت خوب۔ مہربانو خدا کرے کہین
جہانگیر تمھاری بھولی بھالی صورت
کا دیوانہ ہو تو دوا بھی ممکن ہے
اللہ کرے تمھارا حسن اُسکے لیئے
مسیحائی کرے اور وہ بھلا چنگا
ہو جاے۔

مہربانو۔ کاشکے یون ہی ہو (دبی زبان سے)
(ملکہ چلی گئی)

مرزا صاحب۔ بانو تم یہان ٹہلو پیر مرشد اور
ہم یہان چھپ رہینگے (مہربانو سے)
اے لو یہ کتاب مقدس پڑھو یہ تنہائی
کے واسطے عذر کافی ہے اکثر مصنوعی
تقوے افعال مذموم کے لیئے پردہ
ہو جاتا ہے۔

بادشاہ۔ (اپنے دل مین) لاریب یہ بات
میرے دل مین نشتر سا تیر گئی۔ خارہا
ندامت چبھ رہے ہین۔ میرے خیالات
مذموم پاکیزہ الفاظ کے ملمع مین آتے
بھونڈے معلوم ہوتے ہین جیسے کسی
عجوزہ فاجرہ کے جھریون پڑے
رخسارے غازہ اور افشان مین۔

اُف رے کاوشِ سرزنشِ ایمان
زخم پر انگور نہین بندھنے دیتی۔

مرزا صاحب۔ (آہٹ پاکر) وہ آتے ہین۔
پیر مرشد آیئے ہٹ چلین۔
(مرزا اور بادشاہ ہٹ گئے۔
جہانگیر تنہا آیا

جہانگیر۔ رباعی

سر مدگلہ اختصار مے باید کرد
یک کار ازین دو کار مے باید کرد
یا تن برضائے دوست مے باید داد
یا قطع نظر زیار مے باید کرد

ہست یا نیست! آیا دل کو ہدفِ تیر
رنج و الم و نشانۂ خدنگ اندوہ و غم
ہوکے چھلنی ہونے دین یا فوجِ حزن
و ملال کو جو سیلاب بلا کی طرح اُمڈتی
چلی آتی ہے اپنا منچلا پن دکھادین

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم
دیدیم کہ باقیست شبِ فتنہ غنودیم

مرنا کیا ہے! یہی میٹھی نیند سونا آنکھ
لگتے ہی سارا دردِ سر کافور۔ انواع
انواع غم کی سوئیون کی کھٹک۔
جو جگر انسان کے حصہ مین پڑی ہین
موقوف ہوگئی۔ ادھر شربت مرگ کا
گھونٹ حلق سے اُترا۔ اودھر رنج و
الم کی تلخی جاتی رہی۔ اِدھر آمد و شد
نفس موقوف اودھر مصائب دنیا
کا خاتمہ۔ پھر ایسی امن و عیش کی

زندگی کے واسطے جو تمام تفکرات و مکروہات سے منترا ہے کیون نہ مرجائے ؎ برنگ شمع بفانوس سوختن تا کے۔

مرنا اور سونا برابر ہے۔ سوتے وقت خواب دکھلائی دیتے ہین بس مشکل ہے تو یہین۔ کیونکہ جس وقت قرصِ آفتاب غروب ہوا اور شبِ مرگ نمودار ہوئی واللہ اعلم پھر اُسوقت کیا کیا خواب نظر آئین۔ ہائے بس یہی خیال شعلۂ ہمت پر پانی ڈالے دیتا ہے!

؎ ورنہ مرجانے مین کچھ دیر نہین

کوئی فرد بشر دنیا مین ایسا ہے جو یہ چاہتا ہو کہ زمانہ کے دلخراش طعن و تشنیع شربت خوشگوار کی طرح پیتا چلا جائے! ظالم حکام کے جور و ستم کو ناز حسینان سمجھکر اُٹھاتا جائے! مغرور شخص کی نظر حقارت آمیز کو کسی کی ترچھی نگاہ کی طرح دل مین رکھ لے! کسی کے تغافل اور بیوفائی سے دل کو چھلنی ہونے دے! حکام کی آئے دن کی نا انصافی اور جنبہ داری کی بجلی کشت حقوق کو خاک سیہ کر ڈالے۔! بھلا کوئی بھی یہ چاہے گا کہ یہ کوفت کھائے کوہ آلام کے تلے پڑا پیسا کرے اور [illegible] کا جھگڑا اسان نکر دے؟ گر قیامت کیا ہے کہ فرصت [illegible] [illegible]

نہین کرنے دیتا۔ عذاب بعد الممات کی دہشت کے مارے دامنِ حیات کے چاک کرنے کو جب ہاتھ بڑھانے کا قصد کرتے ہین تھرتھرا کے رہجاتے ہین۔

؎ حسرت اے ذوق خرابی کہ وہ طاقت نہ رہی

عذاب نامعلوم کا ہول کچھ کرنے دھرنے نہین دیتا اسلیے طوعاً و کرہاً جملہ مصائب دنیا برداشت کرتے ہین۔ ہائے ؎

کس سے محرومیٔ قسمت کی شکایت کیجے
ہمنے چاہا تھا کہ مرجائین سو وہ بھی نہوا

غرضکہ ایمان نے ہمکو بزدلا کر رکھا ہے اور اس جانگداز خیال فردانے ہماری جبلی ہمت کے وضو شکست کر ڈالے ہین جس سے بڑے بڑے ضروری کام رُک کے رہجاتے ہین اور کبھی انجام کا منہ نہین دیکھنے پاتے۔ بس بس! خاموش! مہربانو آتی ہے۔ اے حورلقا اپنے غمزدون کو دیکھو بھولنا مت ؎

کبھی فتراک مین تیرے کوئی نخچیر بھی تھا

اگر غرور بے نیازی اجازت دے تو ہمارے واسطے دعائے مغفرت ضرور کرنا۔

مہربانو۔ تسلیمات عرض ہے۔ مزاجِ عالی حضور کا!

جہانگیر۔ تسلیم تسلیم۔ شکر ہے۔ بہت اچھا ہون

؎ فراقِ یار مین دن زندگی کے
اپنے بھرتے ہین سسکتے ہین پڑے
عاشق نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

مہربانو- عرصہ سے میری یہ خواہش ہے کہ جو کچھ آپ نے مجھے دیا ہے واپس کردون براہ عنایت آپ لے لیجیے-

جہانگیر- مین نے-! نہین نہین- آپ کو سہو ہوا ہوگا- مین نے تو کبھی کچھ دیا ہی نہین-!

مہربانو- اللہ- اللہ- یہ فراموشی! ذرا یاد تو کیجیے وہ چیزین آپ نے محبت کے پھولون مین بسا کے دین تھین جس سے وہ بےبہا ہوگئی تھین- مگر چونکہ انمین اب وہ بو ہی نہین رہی لہذا واپس کرتی ہون کیونکہ جس وقت مہربان نامہربان ہوگئے اُنکے تحائف کی قدر وضع دارون کی نظرون سے آنسوؤن کی طرح گر جاتی ہے- لیجیے سرکار حاضر ہین-

جہانگیر- اہا ہا- کیا تم صاحب عصمت ہو؟

مہربانو- ایَن! یہ کیا فرمایا آپنے؟؟

جہانگیر- کیا تم حسین ہو؟

مہربانو- اسکے کیا معنے؟

جہانگیر- کیونکہ اگر تم صاحب عصمت بھی ہو اور حسین بھی- تو عصمت کو چاہیے کہ تمھارے حُسن سے کسیکو زیادہ آشنا ہونے کی اجازت ندے-

مہربانو- عصمت سے بڑھکر حُسن کی اور کون سہیلی ہوگی!

جہانگیر- لاریب- مگر حُسن مین قوتِ تغیر عصمت سے زیادہ ہے- حُسن عصمت کو پلٹ کے کچھ کا کچھ کردے مگر عصمت حُسن کو اپنے طرز پر نہین لاسکتی- پیشتر یہ بات مہمل خیال کیجاتی تھی مگر اب تو ثبوت ہی موجود ہے- ہان مین تمکو کبھی چاہتا تھا-

مہربانو- جی ہان سرکار آپنے ایسا ہی کچھ مجھے یقین دلایا تھا-

جہانگیر- تمکو میرا یقین کرنا ہی نتھا- کیونکہ وفاداری کی قلم نخل بیوفائی کے اثر کو بالکل مٹا نہین سکتی- اُسکی کچھ نہ کچھ بوباس ضرور باقی رہجایگی مین تمکو نہین چاہتا تھا-

مہربانو- اور بھی فریب کھایا-!

جہانگیر- جاؤ کسی گوشۂ عزلت مین جا کے بیٹھ رہو اور اللہ اللہ کرو ؏
ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را
بیکار رکو اُمّ العصیان کیون بنو- گو مین خود ایمانداری سے لاپروائی کرتا ہون مگر پھر بھی مجھے اپنے بیجا افعال سے ایسی ندامت ہے کہ خود اپنے اوپر نفرین کرتا ہون اور کہتا ہون کہ کاشکے میری ماں مجھے نہ جنتی!! مین مغرور ہون- کینہ کش ہون،

بے باک ہون اور اتنے افعال زشت
کا مرتکب ہونے کو طیار ہون کہ جنکا
شمار حیطۂ تصور سے باہر اور تدابیر
انجام سے بیرون ہے۔ مگر افسوس کہ
مجہول ہون اور پست ہمت۔ ہم کو
سست اور کاہل آدمیون کا نام
بدنام کرتے ہین۔ یقین مانو ہم لوگ
سخت نامعقول ہین ہم مین سے کسی کا
اعتبار نکرنا۔ اب جاؤ جاؤ کسی گوشۂ
غزلت مین بیٹھ رہو۔ تمھارے آبا جان
کہان ہین ؟

مہربانو۔ حضور گھر مین۔

جہانگیر۔ اُنکو گھرہی مین بند رکھو۔ کیونکہ جو فعل
حماقت اثر اُن سے صادر ہون وہ گھرہی مین
ہون تو بہتر ہے اچھا خدا حافظ۔

مہربانو۔ یا اللہ تو رحم کر اسپر۔

جہانگیر۔ اگر تمھاری شادی ہوگی تو مین جہیز
مین تمکو یہ خیال جانگداز دون گا
"عصمت کوش سی عصمت کوش بن
اور عفت پوش سی عفت پوش کیون ہو
مگر داغ بدنامی سے کوری نہین بچیتی
ہو" جاؤ کسی گوشۂ غزلت مین بیٹھ رہو
اور اللہ اللہ کرو۔ خدا حافظ۔
اور اگر یہ چاہتی ہو کہ شادی ضرور ہو
تو کسی بیوقوف سے کرنا۔ اسمین بہت
اچھی رہو گی۔ کیونکہ دانشمندون کو
جسوقت بیوقوف بنانا چاہتے ہین تو وہ
جان جاتے ہین اور سارا کھیل
بگڑ جاتا ہے۔ بس جایئے کسی گوشہ
مین جاکے بیٹھ رہیے ورنہ پچھتایئے گا
خدا حافظ۔

مہربانو۔ خدایا بچایئو۔

جہانگیر۔ مین تمھارے[1] فریب و دغا کا حال
بخوبی سُن چکا ہون۔ خدا نے تمکو
چہرا دیا ہے تم اسپہ غازے[2] چڑہاتی
ہو۔ اٹھکھیلیون کی چال چلنا۔
ناز و غمزے بگھارنا۔ چبا چبا کے باتین
بنانا۔ بندگان خدا کے نام دھرنا۔
پھبتیان کہنا۔ آوازے کسنا۔
یہ سب مین خوب جانتا ہون۔ اچھا
اب آپ تشریف لیجایئے مین اس
ذکر پر خاک ڈالتا ہون۔ توبا اسنے
مجھے دیوانہ کر دیا! آج سے شادیان
موقوف۔ جنکی شادیان ہوگئی ہین
خیر وہ سوائے[3] ایک کے سبھی خوشی
رہین اور جنکی نہین ہوئی ہین وہ
کنواری ہی رہین۔ جاؤ کسی گوشہ
مین بیٹھ کے اللہ اللہ کرو۔ جاؤ۔

(جہانگیر چلدیا)

مہربانو۔ افسوس صد افسوس! فلک نے حُسن
کو کیا خاک مین ملایا ہے۔ لیاقت۔
شجاعت علم اور کمال کو کیسا برباد
کیا ہے! اس صفات کا شاہزادہ یون مجنون ہو جائے
اور مین بدقسمت اُسکو ان حالون دیکھون ع

---

[1] یعنی عورتون کی۔ [2] غازہ۔ [3] بچا کی طرف اشارہ کرتا ہے

ستم ہی ستم ہے۔ ستم ہے ستم!!
خداوندا تو اسکے حال پر رحم کر۔
اپنی خدائی کے صدقے مین اسکو
عقل اور حواس عطا فرما۔

بادشاہ و مرزا آغا حسن

بادشاہ۔ عشق۔ اونہون! یہ مرضِ عشق نہین
ع این حکایت را بیانے دیگر است
اسکی گفتگو اگر عقل صحیح سے خالی تھی
تو دیوانون کی بھی اسمین چھاؤن
نہین تھی اس نخلِ جنون کی بنا ہی
اور کہین ہے اور اسکا زہریلا پھل
ایکبار کچھ گل ضرور کھلائے گا۔ اسلیے
میری راے مین اسکے بھلسانے کے لیے
بالفعل یہ کرنا چاہیے کہ جہانگیر جزیرہ
ہوشنگ کو وصول خراج کے واسطے
بھیجا جاے۔ وہان کے بادشاد نے بہت
عرصہ سے نذر نہین بھیجی۔ شاید سمندر
کے سفر کی تفریح۔ مختلف ملکون کی
آب و ہوا۔ قسم قسم کی چیزون کی بہار
اسکے غنچہ دل کو شگفتہ کرکے مصلح دماغ
و دافع جنون ہو۔ تمھاری کیا راے ہے؟

مرزا آغا حسن۔ انسب ہے۔ مگر پیر مرشد میرے
دماغ سے ابھی تک اس امر کا تیقن
نہین گیا۔ مین یہی سمجھتا ہون کہ اس
اندوہ و غم کا باعث وہی مہر بانو کا
تغافل ہے کیون بانو ہے نا؟ شہزادے
کی گفتگو تو ہم سن ہی چکے مین اعادہ کی کیا ضرورت
جیسی راے عالی ہو۔ ہان اگر حضور
مناسب خیال فرمائین تو تماشا ہونے
کے بعد شہنشاہ بیگم سے ارشاد فرمائین
کہ تنہائی مین شہزادے سے اُنکے دل کا
حال پوچھین اُنکے غم اور اندوہ کا باعث
دریافت فرمائین اور اگر حضور کی راے
ہو تو مین پوشیدہ ہوکر سُنتا رہون
اسپر بھی اگر انکشاف راز نہو تو جزیرے
کو بھیج دیجیے یا جہان مناسب سمجھیے
نظر بند فرمائیے۔

سین دُوم

قلعہ مین محفل منعقد ہے
جہانگیر اور تماشے والے

جہانگیر۔ دیکھو جیسے مینے بتلا دیا ہے ویسے ہی
اُس بیان کو ادا کرنا۔ اول سے آخر
تک آمد ہو۔ آورد نہ چھو جاے اور
تماشے والون کی طرح نقیبون کی صدا
بلند کا کہین جربانہ اُتارنا۔ نہ ہاتھون
کو بہت ہلانا۔ ہر بات مین ایک
سلاست و ملائمت ہو۔ چاہیے کہ
جذبات دلی کے طرز بیان مین ایسا
اعتدال ہو کہ سامعین کے دلون مین
بیٹھ جاے۔ بس یہی کمال ہنر ہے
بمبئی مین تو کس حقارت سے اسکی
طرف سے منہ پھیر لیتا ہون جسوقت
کوئی چلبلا تماشے والا اداے جذبات

مین زمین آسمان سر پر اٹھا لیتا ہے
اور کان پھوڑے ڈالتا ہے عوام تو
بیشک اسی شور و غل - بم چخ - منہ
بنانے - غیر مہذبانہ کلمات اور حرکات
ہی پر لوٹن کبوتر ہو جاتے ہین وہ اسکو
کمال سمجھتے ہین مگر میرا بس ہو تو ایسے
شخصون پر مارے کوڑون کے اُتو
کر دون -

تماشے والا - انشاء اللہ حضور یون ہی ہوگا -

جہانگیر - اور بہت ایسی جھجک بھی نہین -
اور اک سے کام لینا چاہیے - لازم یہ
ہے کہ حرکت، بیان کی تصویر کھینچ دے
اور بیان حرکت کا مرقع اتار دے
یعنی خوشی اور غم دونون اعتدال
پر رہین - ایک کے بیان مین کمی نہ
دوسرے کے اظہار مین زیادتی -
بس بلا تصنع ایک قدرتی طور پر -

تماشے والا - حضور نے جو فرمایا مین سمجھ گیا -
سرکار کے اقبال سے ایسا ہی ہوگا -
(تماشے والے چلدیے)

مرزا آغا حسن - خواجہ ہاشم - میر صفدر حسین آئے
فرمائیے کیا خبرین ہین - جہان پناہ
بھی یہ تماشا دیکھین گے -؟

مرزا آغا حسن - اے حضور بلکہ شہنشاہ بیگم بھی
تشریف لاتی ہی ہونگی -

جہانگیر - ذرا تماشے والون سے کہدیجیے جھٹ
پٹ حاضر ہون (مرزا گئے)

آپ براہ عنایت ذرا تکلیف فرمائیے

خواجہ ہاشم - بسر و چشم -
(خواجہ ہاشم و میر صفدر حسین اٹھ گئے)

جہانگیر - آخاہ اختر مرزا آگئے -
(اختر مرزا پہونچے)

اختر مرزا - جی پیر و مرشد -

جہانگیر - اختر - واللہ - تم سا معقول دوست
مین نے نپایا -

اختر مرزا - حضور کیون کانٹون مین گھسیٹتے ہین
ہم تو غلام ہین -

جہانگیر - تم اسکو تملق نہ خیال کرنا - سمجھنے کی
بات ہے کہ تم سے آخر مجھے مل ہی کیا
سکتا ہے تمھارے پاس کوئی خزانہ
تو ہے نہین صرف اسقدر فہم و فراست
البتہ ہے کہ جو اپنی زندگی آسانی سے
بسر کر سکو پھر ایسے غریبون کی خوشامد
کرنے سے حاصل؟ چاپلوسی تو ان ہی
سے کیجاتی ہے کہ جو نواب اور امیر ہین
اور صرف لفاظی ہی کو پسند کرتے ہین -
تم جانتے ہو مجھکو اختیار تھا جس سے
چاہتا خلوص دل سے محبت کرتا مگر
ایمان کی بات یہ ہے کہ میری محک
دل پر اگر زر خالص نکلے تو ایک تم -
واقعی تم کو مینے بے نظیر پایا - دریائے
مصائب کی طغیانی مین اگر ثابت قدم
پایا تو تمکو - عشرت کے بیابان خار
اور عشرت کے گلشن پر بہار دونون مین

یکسان دل دیکھا تو تمھارا۔ فی الواقع
وہ لوگ خاصان خدا سے ہین جنکی
عنان خواہش دستِ عقل مین ہے
کیونکہ اُنکے دل ایسی حالت اعتدال
پر آجاتے ہین کہ موافقت یا مخالفت
روزگار اُنپر اپنا اثر نہین پھونچا سکتی
ایسا شخص جو بندہ ہوا و ہوس نہو
اگر مجھے ملجاے تو مین اُسکو اپنے
خانۂ دل مین بلکہ چشم دل مین رکھون
جیسے تمکو رکھتا ہون۔ بس اب
آگے خوف مبالغہ گلوگیر ہوتا ہے۔
آج رات کو بادشاہ کے سامنے
تماشا ہونیوالا ہے۔ اُسمین ایک
نقل والد ماجد کی وفات کے واقعہ
سے جسکا حال مین تم سے بیان کر چکا
ہون بالکل ملتی ہوئی ہے۔ اسلیے
تم سے میری یہ التجا ہے کہ جسوقت
وہ مقام آئے تم بچشم غور میرے چچا کو
دیکھتے رہنا۔ اگر وہ نقل خون ناحق کو
روشنی مین نہ لائی تو بس سمجھ لو کہ
وہ روح خبیث اور شریر النفس تھی
اور یہ میرے توہمات بھی محض وسواس
شیطانی ہین دیکھو خوب غور
کی نگاہ سے دیکھتے رہنا اور مین
بھی اُنھین کی طرف اپنی آنکھین
لگائے رہونگا۔ اسکے بعد ہم دونون
اپنی اپنی راے ملائینگے۔

اختر مرزا۔ جو حکم خداوند نعمت۔ تماشا ہوتے
وقت اگر کہین بھی وہ چہرے کے
رنگ کا تغیر و تبدّل چُرا جائین اور مین
نہ گرفت کر سکون تو جو سزا چور کی وہ
میری۔
جہانگیر۔ دیکھو تماشے والے اب آتے ہی ہین۔
مین بے اعتنائی کے ساتھ بیٹھتا ہون
تم بھی کسی کرسی پر جا بیٹھو۔
نوبت بجی نغمہ و راگ ہمراہ
بادشاہ۔ ملکہ۔ مرزا صاحب۔ مہربانو۔
خواجہ ہاشم۔ و دیگر رؤسا و ہمراہیان
و محافظان روشنی لیے پھونچے۔
بادشاہ۔ بیٹا جہانگیر۔ کہو کیا خیالی پلاؤ پکتے
ہین۔؟
جہانگیر۔ شکر ہے پلاؤ سے بھی ہلکی غذا ہے۔ اب تو
صرف دم ہی دم رہگیا۔ وعدون[۵۱] سے
پیٹ ایسا بھرا ہوا ہے کہ کبھی قربانی
کے دانہ خور بکرے کا بھی نہ دیکھا ہوگا۔
بادشاہ۔ معقول! پوچھی زمین کی تو کہی آسمان
کی۔ ان باتون سے ہمسے کوئی علاقہ۔
جہانگیر۔ اور نہ مجھسے[۵۲] (مرزا صاحب سے) کیون
حضرت آپ فرماتے تھے کہ آپ کو بھی
ایکمرتبہ تماشا کرنے کا اتفاق ہوا تھا
مرزا صاحب۔ جی ہان حضور اور اُسمین کامل خیال
کیا گیا تھا۔
جہانگیر۔ آپ کیا بنائے گئے تھے؟
مرزا۔ تاج الملوک۔ راجہ اندر کے حکم سے زمین پر

[۵۱] امید تخت نشینی جسپر میرا ہی حق تھا [۵۲] کیونکہ مین تو دیوانہ ہون

پھینکدیا گیا تھا۔

جہانگیر۔ وکان من الشیطان ۰ ۰ ۰ ۰ ۰
اچھا تماشے والے طیار ہون۔

خواجہ ہاشم۔ وہ آپ کے حکم کے منتظر ہین۔

ملکہ۔ جہانگیر بیٹا مان قربان! آؤ تم میرے پاس بیٹھو۔

جہانگیر۔ نہین اماجان ۔ اسطرف (آہستہ سے) جذبۂ محبت زیادہ ہے۔ مگر بانو ہم سوگواروں کو تم کیون پسند کروگی۔ کاہے کو اپنے پہلو مین جگہہ دوگی۔ عیش پسند۔ شوخ وطرار۔

بانو۔ جی نہین۔ اب مین ایک کی خاطر سے افسردہ اور گرویدہ ہوگئی ہون۔ عیش۔ نشاط۔ مسرت اور شوخی سے نفرت ہوتی جاتی ہے۔

جہانگیر۔ ہان نفرت! اور وہ شخص جسکی خاطر ایسی عزیز ہے اسکا نام؟

مہربانو۔ آپ نہین جان سکتے کیونکہ خود کو فراموش کیے ہوے ہین۔

جہانگیر۔ مین نہین جان سکتا؟ ہا ہا ہا

مرزا صاحب۔ (بادشاہ سے) ملاحظہ کیا حضور نے۔ مین جو کہتا ہون۔

مہربانو۔ آج آپ کچھہ خوش خوش بہت ہین شکر ہے۔

جہانگیر۔ کون مین؟

مہربانو۔ جی ہان سرکار ہی۔

جہانگیر۔ بجا ہے۔ انسان اگر خوش ہو تو پھر کرے ہی کیا! شہنشاہ بیگم کو دیکھیے کیسی خوش ہین اور آباجان کو سدھارے ہوے ابھی دو گھنٹے بھی نہین ہوے۔

مہربانو۔ نہین حضور نہین۔ پورے چار مہینے ہوے ہونگے۔

جہانگیر۔ ہان! پھر یہ ماتمی لباس میرے دشمن پہنین۔ مین ایک بھاری جوڑا طیار کراتا ہون۔ یا اللہ! دو مہینے انتقال کیے ہوے اور ہنوز یاد دل سے نہ گئی وہی صورت ہر وقت آنکھون کے سامنے پھرتی ہے۔ تو پھر عالیقدر والا مرتبت لوگون کے انتقال کے بعد چھہ مہینے تک تو اُنکی یاد ضرور رہیگی مگر ایک امر قرین مصلحت و پُرضرور ہے یعنی اُنکو زمانۂ حیات مین مساجد ضرور تعمیر کرانا چاہیین ورنہ بقاے نام نہین ہوسکتا۔

سوانگ آیا

ایک بادشاہ اور ایک ملکہ نہایت حسین دونون ہم آغوش۔ ملکہ آسمان کی طرف سر اٹھا کر اظہار محبت کرنے لگی۔ بادشاہ نے خوش ہوکر اپنا سر اُسکے شانہ پر رکھدیا۔ بعدہٗ پھولون کے تختہ پر لیٹ گیا اور نیند آگئی۔ ملکہ نے جب دیکھا کہ سو گیا اُسے چھوڑ کے اُٹھی چلی گئی۔ اتنے مین ایک شخص آیا

اُسنے تاج اُتار کے اُسے بوسہ دیا۔
بادشاہ کے کانون مین زہر ڈالدیا
اور اپنا راستہ لیا۔ ملکہ واپس آئی
بادشاہ کو مُردہ پاکر شور و واویلا
مچانے لگی۔ قاتل دو تین شخصون
کو ساتھہ لایا۔ شریک نالہ و بکا ہوا۔
نعش اُٹھائی گئی۔ قاتل نے پیغام
عقد بھیجا۔ پہلے پہل تو ملکہ بہت کچھہ
کشیدہ خاطر ہوئی۔ مگر بعدہٗ منظور
کر لیا۔

(سوانگ والے چلے گئے)

مہر بانو۔ یہ کیا ہے!

جہانگیر۔ ایک طرح کا سوانگ ہے۔ اسکو
"مضرت" کہتے ہین۔

مہر بانو۔ شاید یہ تماشے کا خلاصہ ہے۔

ایک تماشے والا آیا

جہانگیر۔ دیکھو اس شخص سے معلوم ہو جائیگا
وہ چھپا نہین رکھینگے سب بتلا دینگے۔

تماشہ والا۔ حضرات حاضرین جلسہ کیخدمت
مین التجا ہے کہ ہماری نقل مرقعہ عبرت
کو بغور سنین انشاءاللہ محظوظ ہونگے۔

جہانگیر۔ ایئن! بس اتنی ہی سی۔! واہ ری
تمہید۔!

مہر بانو۔ بہت ہی کم۔

جہانگیر۔ بس جیسے عورتون کی محبت۔

دو تماشے والے۔ یعنے بادشاہ اور ملکہ آئے

تماشے والا بادشاہ۔ [illegible]

سیکڑون رنگ بدلے۔ ہزارون
پلٹے کھائے۔ آفتاب نکلا اور غروب
ہو گیا گرمی اور سردی آئی اور گئی
ابر آیا۔ اور برسا۔ بجلی چمکی اور
چھپی۔ شاہد گل کبھی خندان کبھی
پژمردہ۔ گلستان آج سر سبز تو کل
خارستان۔ غرضکہ اس تیس برس کے
عرصے مین احوال عالم یون ہی دگرگون
ہوتا رہا جسکو دیکھا متغیر۔ جسکو پایا دگرگون
ہان یکسان رہا تو نخل وفا۔ ہماری
تمھاری محبت۔ آج شادی کو ہوے
تیس برس گذرے مگر طبیعتون مین ہنوز
وہی محبت وہی ولولہ۔ وہی شوق۔
واقعی دنیا مین اگر کچھہ استحکام ہے
تو محبت کو۔ کسی قسم کا قرار ہے تو عشق کو
برسون گذر جائین اور جوش نہین جاتا۔
صدیان ختم ہو جائین اور ولولہ نہین
زائل ہوتا۔ یہ نخل محبت ہے کہ جسپر نہ
خزان کا قابو ہو سکتا ہے اور نہ بہار
کا اثر کسی چیز کا محتاج نہین۔ اپنے
ہی جوش اور اُمنگ سے ہمیشہ شاداب
اور سرسبز رہتا ہے۔

تماشے والی ملکہ۔ اللہ کرے اتنے ہی دن اور
بلکہ مدت العمر یون ہی ہم دونون کی
محبت کا درخت ہرا بھرا رہے۔ مگر
[illegible]
[illegible]

بجھ سی گئی ہے۔ نہ وہ چہچہے۔ نہ قہقہے۔
جھوٹ کہے تو کافر ہو کہ دیکھ دیکھ کے
مجھے تو خفقان ہوتا ہے مگر تمکو اس سے
تردّد نہ چاہیئے کیونکہ عورتون کی محبت
اور قلق کا رشتہ تو معلوم ہی ہے
یا تو سختیون کے دلون مین دونون
ناپید ہوتے ہین یا ہوتے ہین تو پھر
کہین اُور چھور ہی نہین ملتا۔ مین جتنی
تم سے محبت کرتی ہون اُسکا تمھین
ثبوت ہو گیا ہوگا۔ جہان میری محبت
زیادہ ہے وہان یہ وسواس بھی
بڑھے ہوئے ہین۔ کیونکہ جتنی محبت
اُتنا ہی قلق زیادہ قلق زیادہ محبت۔

بادشاہ۔ مگر افسوس میرا زمانہ قریب آگیا۔

تماشے والا کون بھروسا۔ ع

این نکتہ سربستہ بیادم زحباب ست
کاین عمر بیک چشم زدن نقش برآب ست

چل چلاؤ کے دن۔ اب دور نہین۔
تھوڑے دنون مین تم سے اور تمھاری
محبت سے بچھڑنا پڑے گا۔ دیکھو تو لے
نے جواب دیا۔ عناصر مین وہ اعتدال
نہین۔ شکر ہے کہ تم تو اس دنیا مین
ہنسی خوشی۔ محبوب اور معشوق ہو کے
رہو گی اور شاید دوسرا عقد بھی کر لو۔

ملکہ۔ نوج دور پار۔ تمھاری جان سے۔ نا!

تماشے والی خدا کے لیئے ایسا کلمہ تو اپنے مُنہ سے
نہ نکالو۔ ایسی جھوٹی محبت کو آگ
لگے۔ بیوفائی پڑنگی پڑے۔ دوسرے
کے لیے مجھے خدا نہ رکھے۔ نوج اُسدن
کو مین بیٹھی رہون! خدا تمھارے سامنے
مجھے اُٹھالے۔ دوسرا وہی جنم جلی
کرتین ہین جو پہلے کو کھالیتیان ہین۔ لوگا
لگے چڑیلین یا ڈائنین ہونگی جو ایک
کو مار کر دوسرا کرینگی۔ تھو تھو۔ موئے
دوسرے شوہر سے ہم کنار ہونا اللہ
جانتا ہے پہلے کی چھاتی پر مونگ دلنا ہے
بلکہ مرے کو مارنا۔

بادشاہ۔ ہمین کیا شک۔ جو کچھ تم کہہ رہی ہو
اسوقت تو سچے ہی دل سے ہے۔ مگر

تماشے والا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے پکے ارادے
اور تدبیرین کچے دھاگے کی طرح
ٹوٹ جاتے ہین۔ اور ہم وقت پر صاف
ایسے نکل جاتے ہین کہ ۶۔ ان تلون
تیل ہی نتھا گویا۔ کیا وجہ کہ ارادہ
تو بالکل جانفظے پر منحصر ٹھہرا۔ اُسکا آغاز
تو نہایت ہی جوش و خروش کے
ساتھ ہوتا ہے۔ مگر مرور زمانہ کے سبب
انجام انحطاط کے آخری حد پر پہونچ جاتا ہے
۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ جبتک ثمر مین
خامی رہتی ہے زیب و زینت شاخ
رہتا ہے اور ہر پختہ ہوا کہ خود بخود زمین پہ
سر کے بل آرہا۔ اور یہ تو معمولی بات ہے
کہ جو ارادے اور تدابیر اپنی ہی ذات
سے وابستہ ہین اُنکا پورا کرنا تو ہم کچے

سبق کی طرح اسوجہ سے اور
بھول جاتے ہین کہ اُنہین کسی کا بار
نہین ہوتا اور جو ارادے فرطِ جوش
مین کر گذرتے ہین اُنکا یہ حال ہوتا ہے
کہ ادہر جوش گھٹا اور ادہر ارادہ
مُرجھانے لگا۔ فرطِ شادی و غم اپنے
ساتھ ہی تکمیل ارادہ کے میل کو
بھی لیجاتا ہے۔ مثل مشہور ہے۔ زود
فربہ۔ زود لاغر۔ جن طبیعتون
مین خوشی کی زیادہ قابلیت ہوتی
ہے اُنمین رنج کا بھی زیادہ مادّہ
ہوتا ہے شادی و غم جہان مین توام
ہین۔ نوش کے ساتھ گزند نیش
ہے۔ دنیا عالم اسباب ہے۔ پس کچھ
جائے تعجب و حیرت نہین کہ لوگونکی
محبت ایک شخص کی موافقت یا
ناموافقت زمانہ کے ساتھ متغیر ہوجاتی ہے
اور یہ عقدہ ہنوز حل نہین ہوا ہے
کہ دوست ذریعۂ اقبال ہین یا
اقبال باعثِ حصول دوست ہے۔
ادبار کا رُخ کرنا اور دوستون کا
مُنہ موڑنا۔ ثروت اور مرتبت کا
آنا دشمنون کا دوست بنجانا تو
آئے دن کی بات ہے۔ محبت تو
جانو بالکل مساعدت زمانہ سے
ہمدوش ہے جو دوستون کی دوستی
سے مستغنی ہین اُنھین کو دوست
بھی گھیرے ہوے ہین۔ ادبار کی تیتار
آئی کہ سایہ کی طرح سب کافور۔
الغرض ہماری خواہش اور ہماری
تقدیر آپس مین ایسی مخالف ہین کہ
ہماری کمندِ سعی بامِ انجام سے ہمیشہ
اوچھی پڑتی ہے۔ سعی تدبیر تو ضرور
ہمارے اختیار مین ہے مگر اُسکی
کامیابی ہمارے حدِ اختیار سے باہر
ایسے ہی تم بھی صرف خیال کرلو کہ دوسرا
شوہر نہ کروگی۔ لیکن جسوقت پہلا
شوہر مرا یہ خیال یک قلم بھولجاؤگی۔

ملکہ تماشہ والی۔ خدا نہ کرے خدا نہ کرے!! اے اللہ تو
مجھے اُسدن کے واسطے نرکھنا! اگر مین
ایسا کرون تو میرے دیدے گھٹنون
کے آگے آئے دانہ دانہ کو محتاج ہون!
میرے تن بدن کو سانپ ڈسین۔
پور پور کوڑھ چوے۔ دن کو چین اور
رات کو آرام نصیب نہو۔ ساری
امیدون کا ستیاناس ہوجائے۔
کسی کی آئی مجھے لگجائے۔ خوشی اور
شادمانی سے بے بہرہ ہون۔ خدا
کے دیدار اور محمدؐ کی شفاعت سے
محروم ہون۔ دنیا۔ عقبےٰ۔ دونون مین
کہین ٹھل بیڑا نہ لگے جو کبھی بیوہ ہوکے
مین عقد کا ارادہ بھی کرون۔

جہانگیر۔ اور پھر بھی جو اس قسم کو توڑ ڈالے
(ربا لوسے)

تماشے والا بادشاہ - ہان بلاشک یہ سخت
قسمین ہین - اچھا میری پیاری اب
تم مجھے یہین چھوڑ دو - طبیعت اسوقت
کچھ بے کیف ہو رہی ہے اگر تھوڑی
دیر آنکھ لگجاے تو شاید بدمزگی دفعہ
ہو جاے -
تماشے والی ملکہ - آمین اللہ! خدا نے چاہا -
سونے سے تمھاری طبیعت شگفتہ
ہو جائیگی - یا پاک پروردگار میرے
جیتے جی انکا رونگٹا میلا نہو -
جہانگیر - کیون آماجان تماشا کیسا ہے -
ملکہ - مین تو سمجھتی ہون ملکہ اظہار محبت مین
ذرا مبالغہ اور بنوٹ کرتی ہے -
جہانگیر - مگر وہ دیکھیے کا اسپر قائم رہیگی -
بادشاہ - تمنے یہ تماشا دیکھا ہے! کوئی آمیز
خطرہ تو نہین ہے ؟
جہانگیر - جی نہین فقط یونہین ہے - سچ مچ
زہر تھوڑی ہی ہے - صرف تماشا
کرتے ہین خطرہ وطرہ کچھ نہین -
بادشاہ - اس تماشے کو کیا کہتے ہین -
جہانگیر - اسکو کہتے ہین " موشدان "، یہ اس
قتل کی نقل ہے جو بصرے مین ہوا تھا
شاہ کا نام شاہجہان ہے اور ملکہ
کا قمر النساء - تھوڑی دیر مین آپ
ملاحظہ کیجیے گا کیسا ظلم ڈھایا ہے
لیکن مارا جہ - ہم آپ جنکے دل مین
چور نہین خس کی برابر بھی نہ سہمین گے
مگر ہان جنکے دل ملوث ہین اُنکے کلیجے
البتہ دھک دھک ہونے لگین گے -
قمر الزمان آیا
اسکا نام قمر الزمان ہے - یہ بادشاہ
کا بھائی ہے -
مہربانو - سرکار تو پورے شارح ہین -
جہانگیر - ہان بیشک - اگر میرے سامنے
کٹھ پتلیون کا تماشا ہو تو مین تمھاری
اور تمھاری محبت کی اصلی کیفیات
کو عمدہ طورسے بیان کرسکتا ہون[۱] -
مہربانو - کیا خوب یک نشد دو شد -
جہانگیر - یہ تعریف تمھارے شوہرون پر صادق
بھی آتی ہے - ہان قاتل شروع کر -
منہ کیا بنا رہا ہے - جلد شروع کر
زاغ بانگ انتقام دے رہا ہے -
قمر الزمان - خیالات خبیثہ - اور وساوس شیطانی
موجود - دست و بازو مین قدرت -
دوا کاری - گھات اور موقع مناسب
کوئی دیکھنے والا بھی نہین - ہان آ
چٹکی بجاتے بنے ہوے ٹکے جو آدھی
رات کی چنی ہوئی بوٹیون سے طیار
ہوا ہے اور جسمین مکرر سہ کرر زہر
ہلاہل بھرا گیا ہے - اپنی تاثیر صحیح و
سالم جان پر دکھلا تو دے -
(سوتے کے کان مین عرق ڈالدیا)
جہانگیر - غضب خدا! ملک کے واسطے زہر
دیتا ہے! مسموم کا نام شاہجہان ہے

[۱] طنزیہ کہ تمھاری محبت اتنی وقعت رکھتی ہے جیسی کٹھ پتلیون کا باہم اختلاط جو محض نمائشی ہے کیونکہ وہ بے دل اور بے جان ہین

یہ قصہ نہایت دلچسپ و شستہ
فارسی عبارت مین موجود ہے تھوڑی
دیر مین آپ دیکھیے گا کہ قاتل بانوے
شاہ پر کیسے ڈورے ڈال کر اپنی
محبت کا اسیر کیے لیتا ہے۔

مہربانو۔ جہان پناہ اُٹھتے ہین۔
جہانگیر۔ آتشبازی سے ڈر گئے!
ملکہ۔ کیون کیسا مزاج ہے؟
مرزا صاحب۔ تماشا موقوف۔
بادشاہ۔ روشنی لاؤ جلد۔
حاضرین جلسہ۔ روشنی! روشنی!

(صرف جہانگیر اور اختر مرزا رہ گئے)

جہانگیر۔ ہت ترے مردود کی بھلا ملعون جاتا
کہان ہے خیر چٹیل شکار کو اسقدر
مہلت دینا چاہیے کہ تنہائی مین
بیٹھکر اپنے زخمون پر روئے۔ ایک
کو خوشی دوسرے کو رنج۔ یہی دنیا
کا کارخانہ ہے۔ اپنے اپنے اعمال۔

رباعی

آرام سے رات کو کوئی سوتا ہے
زانو پہ جھکائے سر کوئی روتا ہے
اعمال کا ہر اک کے نتیجہ ہے عیان
حاصل ہوگا وہی جو تو بوتا ہے

کیون صاحب اگر خدانخواستہ اقبال
مجھ سے پھر جاتے تو کیا لوگ تماشہ
مین ہاتھون ہاتھ مجھے نہ لیلین گے؟

اختر مرزا۔ اے حضور ہاتون ہاتھ کیا
بلکہ بسر و چشم۔

جہانگیر۔ اختر۔ واللہ اُس روح کی بات کتنی
سچ نکلی۔ تمنے اُسوقت غور کیا تھا۔؟
اختر۔ حضور بہت اچھی طرح۔
جہانگیر۔ زہر کی گفتگو پر۔؟
اختر۔ جی ہان حضور خوب ہی غور کیا تھا۔

خواجہ ہاشم اور میر صفدر حسین آئے

خواجہ۔ حضور کچھ عرض کرنا ہے۔
جہانگیر۔ شوق سے بے تکلف۔
خواجہ۔ جہان پناہ حضور۔
جہانگیر۔ ہان تو کیا ہوا انکو!
خواجہ۔ اپنے کمرے مین ہین۔ دشمنون کی طبیعت
بہت نادرست ہے۔
جہانگیر۔ شراب سے۔
خواجہ۔ نہین حضور علالت سے۔
جہانگیر۔ تو حکیم سے یہ کیفیت بیان کرنا چاہیے
میرے علاج سے تو اور درد سر
زیادہ ہوگا۔
خواجہ۔ اے حضور صاف صاف گفتگو کیجیے
اور میرے مدعا سے وحشت کی نہ کیجیے
جہانگیر۔ وحشت کیسی مین تو مانوس ہون۔
اچھا فرمائیے۔
خواجہ۔ حضور کی والدہ ماجدہ نے گھبرا کے
مجھے آپ کی خدمت مین بھیجا ہے۔
جہانگیر۔ آپ نے یہ تکلیف گوارا کی مین نہایت
ممنون ہوا۔
خواجہ۔ مین حضور کے اِس خلق و عنایت کا
شکریہ ادا کرتا ہون۔ مگر آپ اگر سنا

جواب دین تو مین شہنشاہ بیگم کے
ارشاد سے حضور کو مطلع کرون۔
ورنہ رخصت ہونیکی معافی چاہتا ہون۔

جہانگیر۔ جی نہین۔ مین نہین دے سکتا۔

خواجہ۔ اے حضور۔ کیا نہین ؟

جہانگیر۔ مناسب جواب — میری عقل
ٹھکانے نہین۔ لیکن جیسا بُرا بھلا
دیکھتا ہون دونگا۔ آپ ارشاد
تو فرمائیے۔ فرمائیے حضرت شہنشاہ بیگم
کیا فرماتی ہین —

خواجہ۔ فرماتی ہین کہ آپ نے اُنکو سخت متحیر
اور پریشان کیا۔

جہانگیر۔ واہ میان لڑکے واہ۔ تمنے اپنی
مان کو متحیر کر دیا! شاباش۔
ہان اسکے بعد کیا فرماتی ہین —
فرمائیے۔۔

خواجہ۔ ارشاد فرمایا ہے کہ قبل سونے کے
میرے پاس آنا۔ مجھے کچھہ کہنا ہے!

جہانگیر۔ بسر وچشم۔ پھر مان ہی ہین!
اور کچھہ کہنا ہے ؟

خواجہ۔ حضور۔ آپ کبھی مجھسے بہت محبت
کرتے تھے۔

جہانگیر۔ ایَن۔ اور کیا اب نہین کرتا۔

خواجہ۔ کیسے معلوم ہو۔ اس غم اور اس
خلل دماغ کا حضور سبب ہی نہین
بتاتے۔ اور اسمین شک نہین کہ
این نالہ دلخراش بے دردی نیست

دوست سے کہدینے مین دل کا بوجھہ
ہلکا ہو جاتا ہے۔ دوست سے مخفی
رکھنا گویا خود اپنی صحت کا دشمن
ہوتا ہے۔

جہانگیر۔ اچھا۔ اب بتلا ہی دون آپ کو
سُنیے ؎

سخن درست بگویم نمے توانم دید
کہ مے خورند حریفان و من نظارہ کنم

مین عروج مرتبت سے محروم رہا۔
بس اصل بات یہ ہے —

خواجہ۔ یہ کیونکر۔ جہان پناہ تو جانشینی کے لیے
حضور سے اقرار ہی کر چکے ہین۔

جہانگیر۔ جی ہان۔ جب بابا مرینگے تب

. . . . . .

تماشے والے باجے کر موجود ہوے

اخاہ۔ باجے ہین۔ مین بھی تو دیکھون
ایک ذرا یہان تشریف لائیے۔
(خواجہ سے)
کیون حضرت مجھے کس دام مین آپ
پھنسایا چاہتے ہین۔ ان میٹھی میٹھی
باتون کا دانہ جو آئے دن آپ
ڈالتے ہین تو کسواسطے۔

میر صاحب۔ حضور اصلا یہ نہ خیال فرمائین
مین کچھہ پابند فرض ہی نہین ہون
بلکہ پابند محبت بھی ہون۔

جہانگیر۔ معاف کیجیے گا۔ مین اچھی طرح
آپ کا مفہوم سمجھا نہین۔ خیر یہ بانسری

ذرا بجائیے گا۔

میر صاحب۔ حضور مجھے بجا نہین آتا۔

جہانگیر۔ اچھا اسوقت میرے کہنے سے۔

میر صاحب۔ واللہ مین نہین جانتا حضور۔

جہانگیر۔ آپ کو میرے سر کی قسم۔ للہ۔

میر صاحب۔ حضور کے قدمون کی قسم مین نہین جانتا۔

جہانگیر۔ مین تو سمجھتا ہون اسکا بجا لینا ایسا سہل ہے۔ جیسے جھوٹ بول لینا انگلیان اور انگوٹھا سوراخون پر دوڑاتے جائیے اور منہ سے پھونکتے۔ سہل سا تو لٹکا ہے۔ دیکھیے پھر کیسی سُریلی آواز نکلتی ہے۔ بجیے یہان پر (سوراخ) انگلی رکھیے۔

میر صاحب۔ مگر آپ تو فرماتے ہین سُریلی آواز۔ یہ تو محال ہے۔ مین اس علم ہی سے واقف نہین۔

جہانگیر۔ سمجھنے کی بات ہے میر صاحب۔ ذرا آپ ہی انصاف کیجیے۔ آپ میری کیسی بُری گت بناتے ہین۔ مجھے آپ دغابازی اور ساز کے پردے مین میرے دلی راز دریافت کیا چاہتے ہین۔ اور اس ذرا سے باجے کو جسمین عمدہ نغمہ اور راگ موجود نہین بجا سکتے۔ کیا آپ نے مجھے اس سے بھی کم خرفت کیا گذرا خیال کیا۔ بندہ پرور۔ ہزار آپ مرد ہیئے

مین آپ کے چنگ پر چڑھنے کا نہین۔

مرزا آغا حسن آئے

مرزا۔ حضور شہنشاہ بیگم نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔

جہانگیر۔ ذرا اس ابر کے ٹکڑے کو ملاحظہ کیجیے گا بالکل اونٹ کے کوہان سے مشابہ ہے۔

مرزا۔ واللہ۔ باللہ۔ ہو بہو۔ ایسا ہی ہے حضور۔

جہانگیر۔ نہین مین خیال کرتا ہون۔ نیولے کی طرح ہے۔

مرزا۔ بس حضور بعینہ نیولے کی طرح۔

جہانگیر۔ نہین نہین۔ بلکہ اژدہے سے مشابہ ہے۔

مرزا۔ سچ ہے حضور سر مو فرق نہین۔

جہانگیر۔ اچھا تو مین شہنشاہ بیگم کے پاس تھوڑی دیر مین حاضر ہوتا ہون۔ (دل مین) کتنے خوشامدی اور ہان مین ہان ملانے والے ہین۔ مجھے بناتے ہین۔ کیسے خوش کرنے کے ڈھنگ یاد ہین . . . تھوڑی دیر مین آؤنگا۔

مرزا۔ بہت مبارک۔ عرض کر دونگا۔

جہانگیر۔ تھوڑی دیر کا سہل لٹکا ہے۔ بھئی معاف کرنا۔ اسوقت مین تخلیہ چاہتا ہون۔

(سب چلدیے تنہا جہانگیر رہگیا)

افوہ۔ اسوقت کیسی بھیانک

اندھیری ہے - مرگھٹ اپنے بیر بھوت
پریت اور مسانون کو اسوقت
سرگشتی کی اجازت دیتا ہے - تاریکی
ہے یا کافر کا دل - ایک عالم سنسان
ہے - کوئی بنکتا تک نہین - صرف
ہوا کی سنسناہٹ البتہ مخل ہے - ایسی
ہی سمان مین لوگون کو گناہ اور
جرائم کی رغبت ہوتی ہے کیا اسوقت مین بھی وہ
کر گذرون جسکو دیکھہ کے لرز جاے - لاحول ولا
اما جان کے پاس جاتا ہے - جہانگیر
سنبھلو - آپے سے باہر نہو - دیکھو
ظلم دل مین بار نپاے - بیرحمی سے
پیش آنا قرین مصلحت مگر انسانیت
کے خلاف کوئی فعل نہو - باتین چھریان
کٹاریان ہون مگر وہی خون کی آلودگی
سے پاک - صرف باتین ہی لعنت ملامت
کی ہون مگر کوئی امر قوۃ سے فعل مین نہ آئے

سین سوم - قلعہ کے ایک کمرے مین
بادشاہ - خواجہ ہاشم - میر صفدر حسین -

بادشاہ - مین اسکی حرکت سے بے طرح کھٹکا
ہوا ہون - اگر اسکے جنون کا کچھہ
انسداد نہوا تو خیر نظر نہین آتی -
آپ طیار رہو جیے - جس امر کے واسطے
آپ طلب کیے گئے تھے اسپر کمر بستہ
ہو جیے - وہ بھی آپ کے ہمراہ جزیرہ
ہوشنگ جائیگا - ملک کی نازک حالت

اور وہ آفتین جو آئے دن اسکے
جنون سے پیدا ہوتی ہین برداشت
کرنے کے قابل نہین -

میر صفدر حسین - حضور کا ارشاد ہم سب سر
آنکھون سے بجا لانے کو طیار ہین
فی الواقع فکر تحفظ جان پیر و مرشد
شرعاً و عرفاً نہایت ہی ضرور ہے -
حضور کی تحفظ جان پر ایک عالم
کی حفاظت جان منحصر ہے -

خواجہ - ہر متنفس پر فرض ہے کہ اپنی جان کی حفاظت
ہر آفت سے بدل و جان کرے نہ کہ
بادشاہ جسکی سلامتی پر ایک جہان کی
سلامتی منحصر ہے - بادشاہ کی وفات
صرف اس بادشاہ ہی کا قصہ تمام
نہین کرتی بلکہ یہان گرداب حملۂ اشقیا
اطراف کو اسکی قسمت کا شریک
کر دیتی ہے -

بادشاہ - جلد طیار ہو جیے - اس جنون کے پاؤن
مین جلد زنجیر ڈالنا چاہیے -

خواجہ و میر صاحب - غلام ابھی ابھی طیار -
(خواجہ و میر صاحب گیے)

مرزا آغا حسن آئے -

مرزا آغا - پیر و مرشد وہ اپنی مان کے کمرے
مین جانے والے ہین اگر ارشاد ہو
سن گن لینے کو مین چھپ رہون
مجھے یقین کامل ہے کہ وہ کچھ کچھ دال

اُنسے نچوڑ لینگی - اور حضور کے عقلمند انہ قول کے موافق مان کے علاوہ کوئی اور بھی سُننے والا ضرور چاہیے کیونکہ پھر بھی مان مان ہی ہے - آواب عرض کرتا ہون - قبل اسکے کہ پیر و مرشد استراحت فرمانے جائینگے مین حاضر ہو کر گذارش کرونگا -

بادشاہ - مین نہایت درجہ ممنون ہون -

(مرزا آغا حسن گئے)

اُف مجھسے کیسا گناہ کبیرہ سرزد ہوا - خدا کو ضرور بُرا معلوم ہوا - ہاے اُسوقت مجھپر کیسا شیطان غالب ہو گیا تھا - مینے قابیل کا سا عذاب اپنے سر لیا - اُف - رباعی

اے آنکہ دوائے دردمندان دانی
درمان و علاج مستمندان دانی
احوال دل خویش چہ گویم از تو
ناگفتہ تو صد ہزار چندان دانی

مگر ہاے دعاے مغفرت کے لیے ہاتھ تک نہین اُٹھتے - گناہ کی سنگینی کا خیال ہاتھ اُٹھانے کی جُراءت نہین کرنے دیتا - یا اللہ کیسے غضب مین ہون - نہ یہ کرتے بن پڑتا ہے نہ وہ -

مانا کہ بھائی کے خون سے یہ ہاتھ آلودہ ہو کر گندہ ہو گیا تو کیا خداے دریاے رحمت و مغفرت مین اتنا پانی نہین کہ اسکو دھو کے پاک کردے - ضرور ہے سے[1]

بشیانی عفو ترا پُرچین نساز د جرم ما
آئینہ کی برہم خورد از زشتی اعمال ما

آخر رحم ہے کسواسطے مشہور ہے کہ

مستحق کرامت گناہگارانند[2]

پھر مین ناامید کیون ہون - اثر دعا کا سواے اسکے اور کام ہی کیا ہے کہ ڈگمگاتے ہوے کو قبل گرنے کے سنبھال لے اور گرے ہوے کو جھاڑ پونچھ کے اُٹھاے - اسلیے مین بھی اُسکی درگاہ مین دعاے مغفرت مانگونگا - مجھے امید ہے کہ وہ میرے گناہ سے درگذرے - مگر مانگون تو کس طریقے سے ؟ - یا اللہ مین نے جو خون کیا ہے وہ معاف کردے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ یہ کسی طرح کافی نہین - جن باتون کے لیے مینے خون کیا اُن سب سے تو مین جُدا نہین ہوا - تاج بھی ہے - تخت بھی اور ملکہ بھی - بھلا کیا یہ ممکن نہین ہے کہ مجرم حاصلات قتل بھی رکھے اور بخشش بھی دیا جاے ؟ اس دنیا کے بگڑے ہوے کاروبار کا تو البتہ یہ نقشہ ہے کہ شاذونادر انصاف مجرم کے مٹھی بھر سے ہاتھ کو جھڑک دیتا ہے اور اکثر اوقات مفاد جرم

---

[1] یہ مرزا صاحب کی خوشامدانہ گرہبت ہے [illegible]

انصاف کا ہاتھ روک لیتا ہے
مگر خدا کے یہان یہ کچھ چل نہین سکتا۔
وہان گریز محال ہے۔ ٹھیک ٹھیک
جرم قائم ہو جاتا ہے اور اُلٹے ہمین کو
اپنے خلاف گواہی دینی پڑتی ہے
پھر اللہ اللہ خیر صلاح وہان رہ ہی
کیا گیا۔ خیر اب یہ دیکھنا چاہیے کہ
توبہ سے کیا نفع ممکن ہے مگر خالی توبہ
جبتک حاصلات جرم پر لات
نہ مارئے بیفائدہ ہے۔ ہائے کس مخمصے
مین ہون نہ اُگلتے بنتا ہے نہ نگلتے!
اور دل کی کیا بُری کیفیت ہے اُس
مُرغ گرفتار کی مثال ہے جو جسقدر
آزادی کے واسطے پھڑ پھڑاتا ہے اور
لاسہ مین لتھڑا جاتا ہے۔ ای ملائک
للہ ایک بیکس کے ایسے بُرے وقت
مین کچھ مدد کرو۔ اے ضدی گھٹنو
برائے خدا جھک جاؤ۔ ای فولاد کے
دل ذرا موم ہو جا تو ابھی سب بگڑی
بنجائے۔

(سجدہ کرنے لگا)

جہانگیر آیا

موقع تو ہے اسی وقت قصہ پاک
نہ کردون۔ مگر اب تو وہ سجدے مین
جھک گیا اگر اسوقت مارتا ہون تو
سیدھا بہشت کو جاتا ہے۔ پھر یہ قصاص
ہوا کہ ثواب پہونچانا۔ اسپر خوب غور
کر لینا چاہیے۔ آبا جان کو تو اس ظالم
نے ایسے وقت مین مارا کہ تلقین
کے واسطے ہاتھ اُٹھانے کا بھی
موقع نہ ملا۔ معصیتون اور سیات
مین لتھڑے ہوئے سدھارے۔
واللہ اعلم اب وہ کس حالت مین
ہون پھر مین اُس باپ کا بیٹا
ہو کر اس ابلیس کو اپنے ہاتھون بہشت
پہونچاؤن یہ ہرگز عوض نہین
کہلا سکتا۔ اسوقت اشک ندامت
اسکے دل سے گرد معصیت دھو رہے
ہین اور سیدھا نجات کی راہ پر
ہے۔ ایسے وقت قصاص لینا
ہرگز قرین مصلحت نہین۔ اونہونہہ!
بس اے تلوار بس (میان مین
رکھ کر) اور کسی موقع پر سہی جب
کبھی نشہ شراب سے چور ہو یا بادۂ
غیظ مین محو یا غرق دریاے
فسق و فجور یا کسی اور ایسے فعل
مین مشغول ہو جو مانع مغفرت ہو۔
اسوقت البتہ۔ تاکہ اسکی روح خلاف
معصیت مین آلودہ رہے اور
دوزخ مین پھینکی جاے۔ اماجان
منتظر ہونگی۔ جاؤ اسوقت بچ گئے
کچھ دن اور زندگی تلخ کے دن
بھر لو۔ خیر۔
رات دن گردش مین ہین سات آسمان

ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرا ئین کیا

بادشاہ ۔ (استادہ ہوکر) الفاظِ دعا ئین
جب صرف زبان شریک ہو لی
اور دل نہوا تو کس کام کی ۔ دعا ئیں
از حضورِ قلب و خضوع و خشوع
ہرگز قبولیت کا مُنہ نہین دیکھہ سکتی ۔

سین چہارم ۔ ملکہ کا کمرہ
ملکہ اور مرزا آغا حسن

مرزا ۔ بس آتے ہی ہونگے ۔ دیکھیے صاف صاف یون سمجھا ئیگا کہ تمھاری آزادی اور طرز روش سے ہم سب پریشان ہوگئے ہین ۔ مین ابتک برابر تمھارے قصورون کو ڈھکتی جاتی ہون اور جہان پناہ کی آتش غضب کو ٹھنڈا کرتی رہتی ہون ۔

مین یہان چھپا رہتا ہون ۔ دیکھیے مین مکرر عرض کیے دیتا ہون صاف ہی صاف کہیے گا ۔

جہانگیر ۔ (باہر سے) اماجان ۔

ملکہ ۔ آپ خاطر جمع رکھیے ۔ اچھا ے جھٹ سے ہٹ جائیے ۔ معلوم ہوتا ہے وہی ہے ۔

(مرزا آغا حسن پردہ کی آڑ مین چھپ گئے)
جہانگیر آیا

جہانگیر ۔ اماجان ۔ کیا ارشاد ہے ؟

ملکہ ۔ جہانگیر تمنے اپنے باپ کو بہت ناراض کر دیا ۔

جہانگیر ۔ اماجان آپ نے میرے باپ کو بہت ناراض کر دیا ۔

ملکہ ۔ ایَن ! یہ گستاخانہ جواب ۔

جہانگیر ۔ ایَن ! یہ بیہودہ سوال ۔

ملکہ ۔ ایَن ! یہ آج ہے کیا ؟

جہانگیر ۔ کیا ماجرا کیا ہے ؟

ملکہ ۔ کیا تم مجھے بھول گئے ۔

جہانگیر ۔ واللہ نہین ۔ آپ یہ کیا فرماتی ہین ۔ آپ ملکہ ہین آپ اپنے دیور کی بیوی ہین اور کاش کے ایسا نہوتا آپ میری مان ہوتین ۔

ملکہ ۔ اچھا مین انکو بلاتی ہون جو گفتگو کرسکتے ہین تمسے ۔

جہانگیر ۔ خیر ذرا بیٹھہ جائیے ۔ مین آپ کو ایک آئنہ دکھاتا ہون جسمین آپ اپنے دل کی سچی سچی تصویر دیکھینگی ۔

ملکہ ۔ کیا کریگا ! کیا مجھکو مار تو نہین ڈالے گا ارے دوڑو لوگو ۔ دوڑو ۔

مرزا ۔ (پردہ سے) ارے کیا ہے ۔ دوڑو ۔ دوڑو ۔

جہانگیر ۔ (تلوار کھینچکر) ایَن یہ کیا چوہا ہے مرے گی ۔
پردہ مین گھسکر

مرزا ۔ (پردہ سے) ہاے مار ڈالا ۔
(گر پڑا اور مر گیا)

ملکہ۔ ہائے مرے اللہ! ارے یہ تو نے کیا کیا؟

جہانگیر۔ مین نہین جانتا تھا۔ کیا بادشاہ سلامت
ہین؟۔

ملکہ۔ اُف۔ خون! برا ہوا۔

جہانگیر۔ قتل!! بس اماجان ایسا ہی ماجرا
ہے جیسے ایک بادشاہ کو قتل کرکے
اُسکے بھائی سے شادی کر لینا۔

ملکہ۔ ایک بادشاہ کو قتل کرکے!

جہانگیر۔ جی ہان قتل کرکے۔
(پردہ اُٹھایا مرزا آغا حسن کو پہچانا)
کم بخت بیوقوف۔ دخل در معقولات
خدا حافظ۔
ہائے تو تھا! ارے مین تو سمجھا تھا
ترا "جہان پناہ" ہے خیر اپنی
تقدیر پر صبر کرو۔ زیادہ کف افسوس
نہ ملیے۔ ذرا بیٹھ جائیے۔ مین آپ کا
دل ملون گا اگر اُسمین کچھ بھی
نرمی اور روشنی باقی ہے اور
مذموم عادات مزمنہ سے بالکل
ناقابل الاثر اور تاریک نہین
ہو گیا ہے تو۔

ملکہ۔ اے ہئے تو مین نے کیا قصور کیا ہے جو
تو ایسی سخت باتین کر رہا ہے؟

جہانگیر۔ ایسا فعل جسنے حسن اور عصمت
دونون کا نام بدنام کیا۔ عصمت
کو محض دھوکے کی ٹٹی بنا دیا اور
محبت صادق کی پیشانی سے
گلاب کا پھول لے لیا اور اُسکی جگہہ
داغ بدنامی لگا دیا۔ ایسا فعل
جسنے عقد کو بالکل مبتذل کر دیا اور
ایسا فعل جسکو دیکھ کے آسمان اور
زمین باوجود دیرینہ سالی ایسی خائف
ہین کہ گویا قیامت آن پہونچی۔

ملکہ۔ یا اللہ تو وہ کون ایسا فعل ہے
جسکی تمہید اس شور اشوری سے
ہو رہی ہے۔

جہانگیر۔ اس تصویر کو ملاحظہ کیجیے اور اسکو
بھی۔ دو بھائیون کی تصویرین
ہین۔ اسکے چشم و ابرو۔ زلف
وگیسو سے کیا حسن دل فریب
ٹپک رہا ہے۔ پری تمثال مشتری
خصال۔ زہرہ جبین۔ ماہ مبین۔
مشین بہ تاج و تخت۔ مزین
بہ دولت و بخت۔ مریخ چشم۔
عطارد حشم۔ صولت و جبروت کی
نشانی۔ تاج جسپر شایان تخت
جسکو مزین۔ یہ تمہارا شوہر تھا۔
اور ادھر دیکھو اب یہ شوہر ہے۔ ہائے
جسنے بسان زنگ اپنے حقیقی بھائی
جوہردار فولاد کو کھا لیا ہے۔ یہ ہی
تمہاری آنکھین ہین! کیا تم اسکو
اس بدذات سے راحت کی امید ہے!
کیا تم اِس ناہنجار پلید سے محظوظ
ہو سکتی ہو۔! تمہاری آنکھین ہین؟

یہ محبت تو نہین ہو سکتی۔ تمھارے
سن مین اب وہ ولولہ کہان۔
وہ جوش کدھر۔ اب تو سب باتون
سے دل سرد ہے سہ
بوڑھے ہوے رہے نہ تکلف شباب کے
ایک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے
اب عقل و تمیز کا زمانہ ہے۔ دیکھو
تمیز اس تصویر کے سامنے اسکو کیا
تبلاتی ہے۔ حس تو تم مین ضرور ہے
ورنہ حرکت کیونکر ہوتی۔ مگر اتنا
ضرور ہے کہ وہ معطل ہو گیا ہے۔
سمجھ دار ہی سے کہا جاتا ہے۔ آجتک
حس کبھی فریفتگی کا ایسا غلام نہین ہوا،
بلکہ شمّہ تمیز اسمین ضرور باقی رہا جو
ایسے اختلافات مین کام دیا کیا
ہے۔ معلوم نہین کس کمبخت خبیث نے
تمھاری آنکھون پر پٹی باندہ دی
افسوس اگر آج جو اس خمسہ مین
سے کسی کا کچھ حصّہ بھی باقی ہوتا
تو کیون یہ آفت آتی۔ اے شرم و
خجالت کہان ہے تیری تاثیر؟
باغی جہنم اگر تو سن رسیدہ۔
زمانہ دیدہ عورت مین اثر نہین
پیدا کر سکتا تو گرما گرم نوجوانون
کے واسطے نیکی کو موم ہو کر اپنی حرارت
مین آپ گداز ہو جانے دے اور
اشتعال طبع کے افعال مین انفعال
نہ پیدا کر۔

ملکہ۔ جہانگیر۔ از برائے خدا بس کر۔ تو تو مجھے
میرے دل کی اصلی کیفیت دکھلائے
دیتا ہے۔ مین دیکھ کر سہمی جاتی
ہون کہ سارا دل سیاہ داغون سے
بھرا ہے اور یہ تا یہ جشر چھوٹنے کے نہین۔

جہانگیر۔ اور پھر ایسے ملعون سے اختلاط اور
محبّت ایسے ناہنجار سے قربت۔

ملکہ۔ بس بس للہ اور زیادہ نہ کہہ۔ یہ باتین
میرے کانون مین خنجر سا پیرے جاتی
ہین۔ ارے بس کر بس۔ میرے بیٹا
جہانگیر بس۔

جہانگیر۔ کمبخت۔ جہنمی۔ نامعقول۔ خونی۔
بدمعاش۔ اور جو آپ کے پہلے آقا
کا عشر عشیر نہین سارق!! تاج
اُٹھالیا اور جھپ سے اپنے سر پر
اوندھا لیا۔

ملکہ۔ للہ بس کر۔

جہانگیر۔ نامعقول! یہ کم بخت اور تاج۔
روح آئی
اے محافظان فلکی! للہ مجھے بچالو
اپنے بازؤن مین چھپالو!
تو حضور نے کیون تکلیف فرمائی۔

ملکہ۔ ہائے افسوس۔ ہائے رے دیوانے[ل۱]۔

جہانگیر۔ کیا اپنے قصوروار بیٹے کو ملامت
کرنے آئے ہین۔ بیشک وہ تقصیروار
ہے۔ اُسنے آپ کے ایسے ضروری حکم

ل۱ ملکہ کو روح نظر نہین آئی۔

کی تعمیل مین کوتاہی کی - مین خوب
جانتا ہون کہ آپ اپنے قصوردار
مجہول بیٹے کو جسنے تعمیل حکم مین
کمی کی لعنت ملامت کرنے ہی کو
آئے ہین -

روح - دیکھو بھولنا نہین - میرا آنا تمھارے
زنگ آلودہ ارادے کو جلا دینے
کے لیے ہے - ذرا اپنی مان کو تو
دیکھو کہ کس حالت صدمۂ آگین
مین ہے - بیٹا انکو تسلّی دو -
انکا دل اسوقت خوف و انفعال
کا نخچیر ہو رہا ہے اور ضعیف الجثہ پر
خیالات اپنا بہت بُرا اثر کرلیتے
ہین -

جہانگیر - کیون جناب کیا حال ہے ؟ -

ملکہ - ہاے افسوس ! مین دیکھ دیکھ کے کُڑھتی
ہون کہ یہ تیرا کیا لیکھا ہو رہا ہے
یہ تو دیکھتا کس طرف ہے اور باتین
کس سے کر رہا ہے - ہوا سے !
بیٹا تیری آنکھون سے وحشت
ٹپک رہی ہے جس سے تیرے دل
کی کیفیت ظاہر ہے - رونگٹے کسطرح
کھڑے ہین جیسے سوتے سپاہی میدان
جنگ مین آواز قرنا سے - اس جنون
کی آگ کو صبر کے پانی سے ٹھنڈا
کرو - مین واری یہ تم دیکھ
کسکو رہے ہو مجھے بھی تو ذرا بتلاؤ -

جہانگیر - اُنکو - اُنکو - دیکھو تو کس غور سے
دیکھ رہے ہین - چہرہ پر زردی چھائی
ہے - اگر پتھر بھی اُنکی ترحم خیز صورت
دیکھین اور اُنکے حال کو سنین تو
پسیج جائین - اب آپ میری طرف
نہ دیکھین شاید میرا دل بھر آئے
اور مجھکو اُس ارادے[1] کے پورا کرنے
سے باز رکھے اور اس کیفیت مین
مبادا تغیر کا رنگ آجائے تو پھر
خون کے بدلے آنسو ہی نظر آئین -

ملکہ - یہ کس سے تو کہہ رہا ہے - ؟

جہانگیر - کیا آپ نہین دیکھ رہی ہین ؟

ملکہ - مین ؟ کچھ بھی نہین - لیکن جو کچھ
یہان پر موجود ہے وہ سب میری
آنکھون کے سامنے ہے -

جہانگیر - اور آپ نے کچھ سُنا بھی نہین !

ملکہ - کچھ بھی نہین - !

جہانگیر - کچھ بھی نہین ؟ دیکھیے وہ ہین -
دیکھیے کیسے دبے پانون چلے جاتے
ہین - ابا جان وہی پوشاک
و کپڑے پہنے ہین جو حیات مین پہنے
تھے - اب بھی دیکھیے وہ دہلیز
کے پاس وہ وہ !

(روح چلی گئی)

ملکہ - بالکل وہم ایسے توہمات کے پیدا کرنیکا
تو تو بادشاہ ہے -

جہانگیر - یہ جو کچھ مینے کہا اسکو جنون نہ خیال سمجھیے

[1] چچا کے قتل کا

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا - امتحان
نہ کیجیے - جو کچھ مینے کہا ہے دیکھیے
سب ابھی دوہرائے جاتا ہون کہ
نہین - اگر نشہ جنون ہے تو ضرور
بہک جاؤن گا - آتا جان از برائے خدا
اپنے دل پر یہ جھوٹی ٹھنڈک پہنچانیوالا
مرہم نرکھو - یہ میرا جنون نہین -
بلکہ آپ کے دل کا چور کہتا ہے -
یہ زخم کا انگور باندہ دے گا مگر
زخم کا چور اندر ہی اندر کام کر جائیگا
اور تمام جسم مین زہر پھیلا دے گا -
اسلیے درگاہ الٰہی مین تضرع و زاری
خواستگار معافی تقصیر ہونا چاہیے -
گذشتہ پر منفعل ہوجیے آئندہ کیواسطے
احتیاط کا عہد کیجیے اور بیکار کو خود رو
ناقص پودون کو پانسٹ ڈال کر
اور نہ بڑھائیے - مجھے امید ہے آپ
اسوقت میری درشتی کو معاف
کیجیے گا - زمانہ نے ایسی اُلٹی گنگا
بہائی ہے کہ نیکی کو بدی سے - صدق
کو کذب سے طالب معافی ہونا پڑتا
ہے -

ملکہ - جہانگیر تونے میرے دل کے دو ٹکڑے
کر ڈالے -

جہانگیر - اچھا تو ناپاک ٹکڑا پھینکدیجیے
اور پاک رہنے دیجیے -
اب تسلیمات عرض کرتا ہون

لیکن ایک بات کہے جاتا ہون چچا
کے قریب تک نہ جائیگا - کچھ نہین تو
ظاہرا نیکی کا برتاؤ ہی کیجیے - جسطرح
مشق سے بُری عادتین جبلّی خوبون
پر تسلط کرلیتی ہین اُسی طرح
عمدہ افعال کی مداولت سے بُری
عادتین بھی اچھی ہوجاتی ہین -
آج کی رات صبر کیجیے - کل اُس صبر
کی تلخی کسی قدر کم ہوجائیگی پرسون
اور بھی کم - رفتہ رفتہ عادت طبیعت
کو متغیر کردے گی اور جبکہ آپ انفعال
و ندامت سے اپنا دل پاک کرکے رحمت
حق کی طالب ہونگی - اُسوقت مین
بھی آپ سے اپنے حق مین دعائے خیر کا
ملتجی ہونگا - اس بیچارے (مرزا
آغا حسن کی طرف اشارہ کرکے)
سے سخت نادم ہون - مگر خدا کی مرضی
ہی یون تھی کہ مین اپنی سزا کو
اسکے سبب سے پہونچون اور یہ میرے سبب سے
مین مرتکب قتل ہون اور وہ قتل -
اچھالیے جاتا ہون - نعش کو ٹھکانے
لگا دون گا - اور اگر کوئی باز پرس
کرے گا تو جواب شافی سے بھی مطمئن
کر دون گا - رخصت ہوتا ہون -

ملکہ - تو پھر مین اب کیا کرون؟

جہانگیر - بس وہی جو مین کہتا ہون - آج
سے اُسکے ناپاک ہاتھ آپکے جسم کو

آلو وہ نکر سکین وہ آج سے دودھ
کی مکھی کی طرح الگ تھلگ
رہے - آج کے دن کو وہی دن
خیال کیجیے جس دن ابلیس لعین
مردود ہوا تھا - مین اس امر کا
آپ کو یقین دلاتا ہون کہ میرا جنون
اصلی نہین بلکہ مصنوعی ہے ---
ایک امر کا مجھے اور خیال آیا کہ آپ سے
اخفاے راز کی استدعا بے سود ہے
کیونکہ یہ ممکن ہی نہین - جب آپ
وہ یکجان دو قالب ہین مگر یہ بھی
جتاے دیتا ہون کہ ضرر سے بچنا بھی
محال ہے اسحالت مین آپنے شاید
وہ قصہ سنا ہو کہ ایک بیوقوف نے
ایک چڑیون کا جھوا جو چھت پر
رکھا ہوا تھا کھول دیا - چڑیان پھر
سے اوڑ گئین - حماقت نے گدگدایا
کہ ہو نہو اس جھوے ہی مین اثر پرواز
ہے آؤ دیکھا نہ تاؤ - بس ایک دفعہ
اسمین بیٹھ گئے اور بازو پھٹ پھٹا کے
جست کر ہی بیٹھے - جست کرنا تھا کہ
قلابازی کھاتے ہوے دھڑام سے
زمین پر - گردن لقا کبوتر کی سی
ہوگئی -

ملکہ - اس سے مطمئن رہو - اگر الفاظ کا مدار
انفاس پر ہے اور زندگی کا بھی انفاس
ہی پر تو جبتک زندگی ہے اس
راز کو ہوا نہ لگنے دونگی -

جہانگیر - شاید آپ کو معلوم ہو کہ مجھے جزیرہ
ہوشنگ جانا پڑے گا -

ملکہ - ہان مین کہنا بھول گئی تھی - یہ تصفیہ
ہو چکا ہے -

جہانگیر - شقون پر مہر بھی ہو گئی ہے -
اور میرے دو ہم مکتبون کے سپرد
کیے گئے ہین - یہ دونون سے کر
حق مین افعی ہین اور اس امر کی
سعی کے واسطے ہین کہ تسمہ نہ لگا رہے
خیر مزے سے وہ دوسرے کے لیے
کنوان کھودین --- میرا بال
بیکا ہو اور ان کو تحت الثرے
جھکا دون تب تو جہانگیر -
نگہبان توی تراست ،، وہ ڈال
ڈال تو مین پات پات ع
ہم سے کہان وہ جائینگے ایسے کہان کے ہین
جب دونون شاطر لڑانے والے
ہوتے ہین اسوقت کنکوون کے
پیچون مین لطف ہوتا ہے -
ان حضرت کے ہاتھون مجھے بوریا
بدھنا باندھنا پڑا - مرنے کے بعد
بھی چھیڑ چھاڑ چلی جاتی ہے - سلامتی
سے دفان بھی ہوے تب بھی ہمین کو
کھلے --- دوسرے کمرے مین کھینچے
لیے جاتا ہون -
اماں جان تسلیمات عرض ہے

کیون تشبیہ کار صاحب - یہ اسوقت
آپ کیسی اُلٹی گنگا بہا رہے ہاین -
وضعداری کے معنے تو یہ نہین -
حضرت سلامت - اللہ اللہ - یہہ
سنجیدگی یہ متانت - آپ تو ایسے مُنہ
باندھے پڑے ہاین جیسے خدا نے زبان
ہاہی نہین دی تھی - زندہ تھے تو ایسے
تڑاق پڑاق تھے کہ پناہ بخدا - ع
کس شنود یا نشنود من گفتگوئے
میکنم - حضور کی زبان مین مرغ قبلہ نما
کی تڑپ تھی - ماشاءاللہ سے تھمنے
کا نام ہاہی نہین لیتی تھی - مین لڑکپن
سے آپکی زبان کا عالم دیکھتا تھا
کہ جیسے کسی بچے کی کسی بات پہ
کھُلتی ہو - خیر آئیے - اب کیا
ہے - ع
آن قدح بشکست و آن ساقی نماند
اماجان تسلیمات عرض ہے۔
(دونون اپنے اپنے کمرون کو گئے)
(جہانگیر مرزا صاحب کو گھسیٹتا لیگیا)
ٹ

باب چہارم

سین اول - قلعہ کے ایک کمرے مین ٹ

(بادشاہ - ملکہ - خواجہ ہاشم - میر صفدر حسین آئے)

بادشاہ - یہ سسکیان نہ خالی از علت نہ
سہ دا ہاین ہو نہ - آپ بیان کیجئے
اسکی اصلی کیفیت ضرور معلوم
ہونا چاہیے - تمھارے شہزادے
کہان ہاین ؟

ملکہ - تھوڑی دیر کے لیے تخلیہ ہو جائے تو
بہتر ہے -
(خواجہ و میر صاحب نے اشارہ کیا جو ٹھٹھکے)
اُف ! ! جو آج کی رات مین نے
دیکھا سب خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے -

بادشاہ - کیون خیر تو ہے جہانگیر کیسے ہین ؟

ملکہ - دیوانے ٹہ - مزاج مین طوفان اور سمندر
کی سی کیفیت ہے - حالت جنون
مین پردے کے پیچھے کھڑبڑ سنکر اُسنے
ولایتی تیغ کھینچ لی - چلّایا " چوہا ہے
چوہا " اور اُسی فرط دیوانگی مین
بے دیکھے بھالے بیچارے مرزا کے
دو ٹکڑے کرہی توڑا لے -

بادشاہ - اوئی ! خون ! بھلے کو مین نہ ہوا
نہین تو کیا تعجب میرا بھی یہی حشر
ہوتا - اُسکی مطلق العنانی سے سبکو
خوف ہے - کیا تم کیا مین - کیا غیر

اب یہ تبلاؤ اس خون ناحق کا عوام
کو کیا جواب دیا جائیگا۔ سارا الزام
ہمارے سر ہے اس مطلق العنانی کا
انسداد اور بندگان خدا کا تحفظ
خاص ہمارا فرض تھا لیکن
فرط محبت مانع ادائے فرض ہوئی
اس نادان مریض کی مثل
ہوئی جو اپنے مرض سخت کو چھپائے
جاتا ہے یہانتک کہ جان پر آ بنتی ہے۔
اچھا وہ گیا کہاں آخر؟

ملکہ۔ اسکی لاش کو علیحدہ رکھنے کے لیے اور
نرم دلی تو دیکھو اب خود ہی آنسو
بہا رہا ہے۔

بادشاہ۔ اچھا آؤ۔ بس اب مناسب یہی ہے
کہ قبل طلوع آفتاب جہانگیر
جہاز پر ہو اور جہاز سطح آب پر
روان ہو۔ اس خون کو جہانگیر
کے دامن سے حکمت عملی سے دھو دینے
کی کوشش کیجائیگی۔۔۔ خواجہ صاحب!

خواجہ صاحب و میر صاحب حاضر ہوئے

آپ دونون صاحب چند آدمی اپنے
ہمراہ اور لیجیے۔ جہانگیر نے فرط
جنون مین مرزا صاحب کو مار ڈالا
اور اپنی مان کے کمرے سے لاش
اٹھا لیگیا ہے۔ دیکھیے وہ کہان ہے
لاش کو ڈھونڈھ کے مسجد مین لائیے
ذرا عجلت کیجیے (خواجہ
و میر صاحب گئے)

اچھا بیگم آؤ مصاحبین خردمند کو بلا کر
اب مشورہ لینا چاہیے کہ کیا ہو گیا
اور کیا ہم کرین۔ کیونکہ گو بدنامی حرارت
برقی کی طرح دنیا مین پھیل جاتی ہے
مگر تاہم اگر مناسب طور سے پیش بندی
کیجائے تو ممکن ہے کہ ہم اسکی آنچ سے
بچ جائین۔ اچھا۔ اٹھو آؤ۔ اسوقت
میری روح کو از حد اضطراب
و ہراس ہے۔ چلے گئے

سین دوم

جہانگیر

جہانگیر۔ بس چین سے میٹھی نیند سوئیے۔

خواجہ صاحب و میر صاحب]جہانگیر! شاہزادہ جہانگیر!

جہانگیر۔ ایَن! یہ شور چہ معنی دارد! جہانگیر
کو کون پکارتا ہے؟ آہا یہ آرہے ہین

خواجہ و میر صاحب پہونچے

خواجہ ہاشم۔ کیون حضور لاش کہان ہے!

جہانگیر۔ جنگل مین مل گیا۔

خواجہ۔ فرمائیے کہان ہے۔ تاکہ ہم یہان سے
مسجد لیجائین۔

جہانگیر۔ اسکا آپ ہرگز اعتبار نہ کیجیے۔

خواجہ۔ کسکا؟

جہانگیر۔ کہ مین آپ کا راز رکھ سکتا ہون اور
خود اپنا نہین۔ علاوہ برین ایک

ابر مردہ (اسپنج) ایک شہزادے
سے طالب جواب ہو اور شہزادہ
مائل بہ جواب ہو۔ ۶
این خیال است و محال است و جنون

خواجہ۔ تو حضور نے مجھے اسپنج بنایا!

جہانگیر۔ جی ہاں۔ جو شاہی اقتدار اسکے احکام
اور عطیات کو جذب کر لیتا ہے مگر
ایسے لوگ اخیر مین بادشاہ کے
بہت کام آتے ہین۔ بادشاہ سلامت
انکو بندر کیطرح گال مین دبالیتے ہین اور پہلے انکے
منہ لگاتے ہین کہ بعد مین نگل جائین
جو کچھہ تم ادھر ادھر سے جمع کرتے
ہو جب انکو اسکے لینے کی ضرورت
ہوتی ہے تو پھر تمکو وہ نچوڑ لیتے ہین
اور تم پھر ویسے ہی خشک کے خشک
رہجاتے ہو۔

خواجہ ہاشم۔ مین حضور کا مطلب نہین سمجھا۔

جہانگیر۔ شکر کیجیے پتھر کے نہوے۔

خواجہ ہاشم۔ میرا مدعا یہ ہے کہ آپ براہ عنایت
اتنا بتلا دیجیے کہ لاش کہان ہے
اور بعد ازان جہان پناہ کے پاس
چلیے۔

جہانگیر۔ لاش[1] جہان پناہ کے ساتھہ ہے مگر
ہان[2] جہان پناہ لاش کے ساتھہ

نہین ہین جہان پناہ ایک شئی ہین۔

خواجہ ہاشم۔ ایک شئی۔

جہانگیر۔ لاشئی۔ اچھا خیر اب مجھے آپ انکے
پاس لے چلیے۔

سین سوم

قلعہ کے ایک کمرے مین

بادشاہ مع مصاحبین

بادشاہ۔ مینے اسکو بلایا ہے۔ اور لاش ڈھونڈھنے
کو بھی بھیجا ہے۔ اسکی مطلق العنانی
کسدرجہ خطرناک ہے۔ اور مشکل تو یہ
ہے کہ کچھہ سزا ابھی نہین دے سکتے۔
جمہور اسپر جان دیتے ہین اسکے ظاہری
حسن و خصلت پر کچھہ ایسے مفتون ہوگئے
ہین کہ قبائح باطنی پر نظر نہین ڈالتے
اور ایسی حالت مین قاعدہ ہے کہ
مجرم کے جرم سے تو چشم پوشی کرتے ہین
اور محض اسکی سزا پر لحاظ کرتے ہین
میری راے مین اسکو یہان سے دور
پھینکنا ہی قرین مصلحت ہے۔

خواجہ ہاشم آئے

فرمائیے کیا معاملہ ہے۔

خواجہ ہاشم۔ کچھہ تبلاتے ہی نہین کہ لاش
کہان ہے۔ کہان نہین۔

بادشاہ۔ وہ خود کہان ہین؟

خواجہ ہاشم۔ حضور باہر آپ کی اجازت کے
منتظر ہین۔

[1] سین اول مین بادشاہ نے کہا تھا کہ کیا تعجب تھا میر ابھی یہی حشر ہوتا۔ مطلب یہ ہے کہ مرزا کے قتل کی کیفیت بادشاہ کی نظرون کے تلے پھر رہی ہے۔

[2] مرزا صاحب کے ہم قسمت نہین ہین (مقتول)

بادشاہ۔ اچھا جاییئے لے آیئے۔
خواجہ ہاشم۔ میر صاحب لے آیئے نا ا
(جہانگیر اور میر صفدر حسین آئے)
بادشاہ۔ جہانگیر۔ ارے مرزا صاحب کہان
ہین!
جہانگیر۔ دسترخوان پر۔
بادشاہ۔ دسترخوان پر کہان!
جہانگیر۔ ایسی جگہہ نہین جہان نوش فرما رہے
ہین بلکہ جہان نوش کیے جا رہے ہین۔
کیڑون کی ایک جماعت موجود ہے
اور جانور کھا کھا کے ہم فربہ ہوتے ہین
مگر فربہ کسلیے واسطے ہوتے ہین کیڑون
کے واسطے۔ بادشاہ اور مفلس دو قسم
کی کھانے کی قابین ہین مگر ایک ہی
دسترخوان پر۔ بس انجام یہ ہے
حضرت سلامت۔
بادشاہ۔ افسوس صد افسوس!
جہانگیر۔ اُس کیڑے سے جو بادشاہ کے گوشت
سے پلا ہے مچھلی کا شکار کیجیے۔ اور
پھر جس مچھلی نے وہ چارا کھایا ہے
اُسکو نوش فرمائیے۔
بادشاہ۔ آخر اِسکا مطلب؟
جہانگیر۔ کچھہ نہین۔ صرف آپ کو جتانا ہے
کہ شاہ ترقی معکوس کرتے کرتے فقیر
کی آنتون مین پھونچ جاتا ہے۔
بادشاہ۔ میرزا صاحب کہان ہین۔؟
جہانگیر۔ بہشت مین۔ کسی کو بھیجیے دیکھہ آئے۔
اگر وہ وہان نہ ملین تو پھر آپ
خود جاکر دوسری[1] جگہہ ڈھونڈھیے
اور اگر ایک مہینہ کے اندر پتہ نہ لگا
تو پھر زینہ سے پارہ دری جاتے وقت
اُنکی بو ضرور پایئے گا۔
بادشاہ۔ جاؤ وہان تلاش کرو۔ (نوکرون
سے)
جہانگیر۔ بہت عجلت نکرو۔ آہستہ آہستہ
جاؤ۔ مرزا صاحب کہین بھاگ
تھوڑی جائینگے۔
(نوکر گئے)
بادشاہ۔ ہم ضروری اور مناسب سمجھتے ہین
کہ بغرض تحفظ جسکی ہمکو کیسی کچھہ
فکر ہے تمکو یہان سے بعجلت تمام
اور کہین ٹال دین۔ بس جھٹ
پٹ طیار ہو جاؤ۔ جہاز جزیرۂ
ہوشنگ کے واسطے طیار ہے ہوا
موافق اور تمھارے ہمراہی حاضر۔
جہانگیر۔ جزیرۂ ہوشنگ؟
بادشاہ۔ ہان۔
جہانگیر۔ بہت بہتر!
بادشاہ۔ ہان میرے ارادون مین تو یہ
ہی ہے۔
جہانگیر۔ مین ایک فرشتے کو دیکھتا ہون جو
اُن سے واقف ہے۔ جزیرۂ ہوشنگ
کو۔ بہتر۔ اچھا اماجان تسلیم عرض
ہے۔

[1] یعنے جہنم مین۔

بادشاہ- جائیے اُسکے ہمراہ جائیے جلد-
توقف نہ کیجیے جھٹ پٹ سوار
ہو جیے -میرا مدعا یہ ہے کہ آج رات
کو وہ یہان سے ضرور ضرور روانہ
ہو جاے -بسم اللہ- لوازمات
معاملہ بھی سب درست ہین اب
عجلت کیجیے-
(خواجہ ہاشم اور میر صفدر حسین گئے)
اے شاہ ہوشنگ اگر تجھکو مجھ سے
کچھ بھی محبت ہے اگر تجھے میرا
کچھ بھی پاس ہے -اگر تیرے دل
مین میری کچھ بھی جگہ ہے -اگر تجھکو
مجھ سے کچھ بھی تعلق ہے اگر تو مجھے کچھ
بھی سمجھتا ہے (کیونکہ اسکا مجھے
یقین ہے کہ تیغ اصفہانی کے زخم
ابھی بھرے نہین اور برق شکست
کے اثر سے ہنوز کشت امن و امان
سبز نہین ہوئی) اگر تو رشتہ مواخات
قطع کرنا نہین چاہتا تو میری آرزوے
دلی کو پورا کرے گا -جہانگیر کو ٹھنڈے
ٹھنڈے شمشیر اجل کے گھاٹ اتاریگا
یہ کمبخت میرے حق مین تپ کہنہ ہے
للہ مجھے شفا دے -جبتک اسکا
رشتہ حیات قطع نہین ہوتا -جامہ
زندگی تنگ ہے -جبتک اسکا سر
اسکی گردن سے جدا نہین ہوتا میرے
دل کو چین نہین -ہجوم ہراس مین
آسودگی دل دب کے مری جاتی ہے
چلدیا

سین چہارم- شہر سبز

شہزادہ ہمایون اختر- کپتان- سپاہی-

ہمایون اختر- کپتان- تم بادشاہ شہر سبز کی
خدمت مین حاضر ہو کے عرض کرو کہ
شہزادہ حسب اجازت آپ کے ملک
مین ہو کے فوج لیجانے کی استدعا
کرتا ہے اور یہ بھی عرض کرنا کہ وہ
بلا عذر وبخوشی تمام آپکے ارشاد کی
تعمیل کرنے کو طیار ہے-
کپتان- بہت مبارک حضور-
ہمایون اختر- اچھا کوچ-
(شاہزادہ اور سپاہی چلے گئے)
جہانگیر- خواجہ ہاشم- میر صفدر حسین و دیگر اشخاص
آئے
جہانگیر- کیون صاحب یہ کسکی فوج ہے؟
کپتان- شاہ اکبر آباد کی-
جہانگیر- کس مہم پر عازم ہے!
کپتان- ترکستان کے ایک صوبہ پر-
جہانگیر- سپہ سالار کون ہے -!
کپتان- شاہزادہ ہمایون اختر برادرزادہ شاہ
اکبر آباد-
جہانگیر- تو یہ اب خاص دار السلطنت کو جاتی
ہے -یا صرف کسی سرحد پر-
کپتان- بندہ نواز کچا کچا حال مین آپ سے

گزارش کردون - ایک تھوڑی سی
زمین کے واسطے یہ سب طومار ہے -
وہ بھی کچھہ ایسی زمین سی زمین
نہین - اگر ایک روپیہ لگان پر سیر
سرمنڈہ دین تو بھی واللہ مجھے
تکلف ہو - اور اگر بیع کی نوبت آئے
تو واجبی ہی واجبی قیمت اُٹھے -

جہانگیر - تو پھر شاہ ترکستان اسکے تحفظ مین
کچھہ سر مغزن بھی نکرینگے -

کپتان - جی نہین - ایک فوج بھیج بھی چکے -

جہانگیر - بیس ہزار فوج اور آٹھہ لاکھہ روپیہ
ایک ذراسی زمین کے واسطے -
دمڑی کی بڑھیا - ٹکا سرمنڈائی -
ایسا جوش فتح تو امن وامان اور
دولت کی جان کے لیے سرطان ہے
جو اندر ہی اندر پک پھوٹ کے
آدمی کا کام تمام دیتا ہے - مین آپ
کا نہایت ہی ممنون ہوا -

کپتان - تسلیم -

(چلا گیا)

خواجہ ہاشم - تو حضور تشریف لیچلتے ہین نا؟

جہانگیر - آپ چلیے مین ابھی آتا ہون -

(خواجہ و میر صاحب گئے)

بھئی یہ تمام باتین تو میرے دل مین
لعنت ملامت کی غضب سوئیان
چبھوتی ہین اور مجھے سوتا پاکے
قصاص لینے کے واسطے ٹھنڈے
پانی کے چھینٹے دیتی ہین - اگر خواب
و خور ہی منتہاء حیات ہے تو انسان
و بہائم مین فرق ہی کیا ؟ اُسنے
جو ہمکو زیور عقل سے آراستہ ارادہ
عاقبت اندیشی و حافظہ سے پیراستہ
کیا تو کچھہ اسواسطے تھوڑی کہ رکھے
رکھے زنگ لگجاے - خواہ یہ خاموشی
ہو - خواہ حزم سے پیدا ہونے والی
بزدلی - کچھہ میری سمجھہ مین نہین آتا
کہ جب سب سامان موجود ہین - وجہ
بھی ہے - ارادہ بھی - قدرت بھی
ذریعہ بھی - تو پھر مین کیون یہی کہتا
رہجاؤن کہ یہ کام کرنا ہے - صاف
صاف تو یہی نشانین بھی آآکر
مجھے بار بار ہمت دلاتی ہین -
دور کیون جاؤ اس معرکہ نبرد ہی کو
دیکھو جسکا سپہ سالار کیسا نازک تن
و ناز و نعم مین پلا ہوا ہے - آفرین
اس سچے جوش ہمت پر اپنی اولوالعزمی
کے آگے انجام کار کو خاطر ہی مین
نہین لاتا - ایک ادنے سی حقیر
چیز کے واسطے اپنی پیاری جان -
اتنی فوج موت آفت اور مصیبت
کے منہ مین دیے دیتا ہے - فی الواقع
اعلی مرتبت لوگ وہی ہین جو ذرا
ہی سی بات مین بگڑ جاتے ہین
جس وقت عزت پہ آنچ آئی فوراً

تلوار میان سے کھینچ لی - ہای!!
ایک مین کمبخت ہون - باپ
مارا گیا - مان کی یہ گت ہوئی -
عقل اُبھارتی ہے - غضب اشتعال
دیتا ہے - مگر مین سب کو لوریون
سے سُلاتا ہون - کس بیحیائی سے
دیکھتا ہون کہ بیس ہزار بندگان
خدا جنکو خیالی ناموری نے ایسا
محو کر دیا ہے کہ ایک ذرا سی زمین
کے واسطے جسپر بعد قتل پاؤن پھیلا
کے سو تک بھی نہین سکتے ہنسی خوشی
سر کٹانے چلے جاتے ہین - جان کو
لڑکون کا کھیل سمجھتے ہین - بس -
کچھہ نہین - اب سے یا تو میرے
خیالات خونخوار رہین گے اور یا کچھہ
بھی نہین -

ہنگامۂ زبونی ہمت ہے انفعال
حاصل نہ کیجے دہر سے عبرت ہی کیون نہ ہو

(چلا گیا)

سین پنجم

صفدر آباد - قلعہ کے ایک کمرے مین
(ملکہ - اختر مرزا - اور ایک معزز شخص موجود ہین)

ملکہ - مین اُس سے نہ بولونگی -

معزز شخص - وہ از حد مضطر ہے - فی الواقع
مجنون ہو گئی ہے - اُسکی حالت
قابل ترحم ہے -

ملکہ - اچھا تو وہ چاہتی کیا ہے ؟

معزز شخص - اپنے باپ کی نسبت بک رہی ہے
کہتی ہے مین سنتی ہون کہ دُنیا
دغاباز ہے اور اپنا سینہ کوٹتی ہے
کبھی کنکریان اُچھالنے لگتی ہے -
کبھی تنکے چننے لگتی ہے - باتین واہی
تباہی - جنکا سر نہ پاؤن - لوگ اپنے
اپنے طور پر معنے بنا لیتے ہین اور وہ
سنکر کبھی ہنس دیتی ہے - کبھی سر
ہلا دیتی ہے - جس سے اُنکو یقین
ہو جاتا ہے کہ ہمارے ہی معنے ٹھیک
ہین - اُسکا یہی مطلب ہے - مگر
مطلب وطلب کچھہ بھی جو ہو - محض
مہمل - جنون مین بکتی ہے -

اختر مرزا - بہتر ہے - اُس سے باتین کیجا ئین -
کیونکہ مبادا وہ شریر النفس دلون مین
اور توہمات پیدا کر دے -

ملکہ - اچھا آنے دو - (معزز شخص گیا)

(دل مین) میرے صدمہ اُٹھائے دل کو ذرا ہی
سی بات خوف دلاتی ہے جیسے کوئی
آفت پھٹ پڑنے والی ہے - مجرم کو
کچھہ ایسے خیالی شبہات گھیرے رہتے
ہین کہ وہ تدبیر تحفظ ہی مین پکڑ لیا
جاتا ہے - سچ کہا ہے چور کے پاؤن
کتنے -

(معزز شخص اور مہربانو آئے)

مہربانو - شہر سبز کی حسین ملکہ شہنشاہ بیگم

کہان ہین ؟

ملکہ - کیون مہر بانو ؟

مہر بانو - (گانے لگی)

قبر پر بعد فنا آئیے گا | ایک تیور ہی چڑھا جائیے گا
ہاں قسم آپ کو بیرحمی کی | کیا کبھی رحم نہ فرمائیے گا
ہجر مین پاس رہین درد و الم | دل نہین دونون بہلائیے گا
آئیے آئیے دل لیجیے | اس کھلونے سے بہل جائیے گا

اُسکے کوچہ مین چلے چلیے توق
چھاؤنی چل کے وہین چھائیے گا

ملکہ - کیون بی بی اسکا کیا مطلب ہے ؟

مہر بانو - ہم نہین - پھر آپ تو ٹوک دیتے ہین
(گانے لگی)

مجھے چپ لگی مدعا کہتے کہتے | رکے ہین وہ کیا جانے کیا کہتے کہتے
صد افسوس جاتی رہی وصل کی شب | ذرا ٹھہرے بیوفا کہتے کہتے
چلے تم کہان بیٹھے تو دم لیا ہے | فسانہ دل راز کا کہتے کہتے
برا ہو ترا محرم راز تونے | کیا انکو رسوا برا کہتے کہتے
ستمہائے گردون مفصل نہ پوچھو | کہ سر پھر گیا ماجرا کہتے کہتے

ہاے !! ہاے !!

ملکہ - ہاین ! ہاین - یہ کیا بیٹی -

مہر بانو - بس سُنتے جاؤ -
(گانے لگی)

افسوس ز ہجر یار افسوس | وز دوری آن نگار افسوس
پیش نظرم خزان بنا گاہ | گل کرد ز نو بہار افسوس
امروز قضا کند بحسرت | بر حال من نزار افسوس
اکنون چہ کنم چہ چارہ سازم | دل نیست باختیار افسوس

رفتی و مرا خبر نکردی
بربیکسیم نظر نکردی

بادشاہ آیا

ملکہ - افسوس ! دیکھیے تو ذرا

مہر بانو - (گانے لگی)

جان میدہم از غم جدائی | اے والد ماجدم کجائی
خون میکند دیدہ ام فشانم | مژگان شدہ پنجہ حنائی
جان از تن من برون نیاید | تا یابم ازین قفس رہائی
تنہا تو مرا گذاشتی حیف | اینک منم و غم جدائی

رفتی و مرا خبر نکردی
بربیکسیم نظر نکردی

بادشاہ - کیون بیٹی کیسی ہو -

مہر بانو - حضرت یوسف اپنے بھائیون کے ساتھ جنگل گئے تھے - آج کا دن سبکو روشن ہے - کل کا دن سب کو اندھیرا ہے -

بادشاہ - باپ کی نسبت کہہ رہی ہے -

مہر بانو - بھائی تُوکو مت ہمین - (ہنسنے لگی) اگر تُمسے کوئی اِسکے معنے پوچھے تو یہ کہہ دینا -
(گانے لگی)

نالان ز دل حزینم امروز | بستہ است کمر بہ کینم امروز
وحشت کشدم بسوئے صحرا | گہہ خیزم و گہہ نشینم امروز
جان بر لب و لب بنالہ دمساز | از ہجر تو این چنینم امروز
خود گو کہ شکیب و صبر و آرام | بے تو بچہ سان گزینم امروز

رفتی و مرا خبر نکردی
بربیکسیم نظر نکردی

بادشاہ - یہ کب سے یہان آئی ہے -!

مہر بانو - مین جانتی ہون سب کا انجام بخیر ہوگا

صبر کرنا چاہیے - مگر مین کیا کرون
آنسو نگوڑے آغوش چشم سے گرے
ہی پڑتے ہین - ہاے اُنکو اندھیری
گور کے سپرد کر دیا - بھیا سے تو
چھپا رہنے کا نہین - مین آپ کی
بڑی احسانمند ہوئی - پالکی منگواؤ
تسلیم - تسلیم - تسلیم -
(چلی گئی)

بادشاہ - اُسکے پیچھے پیچھے چلی جائیے - ذرا
اچھی طرح دیکھتے رہیے گا -
(اختر مرزا گئے)

ہا! غم کے ہاتھون اسکا یہ حال
ہو گیا ہے - اور یہ سب باپ کی موت
کی وجہ سے - واقعی بیگم مصیبت
جب آتی ہے اکیلی نہین آتی -
فوج کی فوج ساتھ لاتی ہے -
ع - یک زخم نیک ناشدہ زخم دگر رسید
اول اسکا باپ مارا گیا - پھر جہانگیر
جدا ہوا - خیر جہانگیر تو اپنے کرتوتون
گیا - اُسکی بہتری اسی مین تھی -
لوگون کی یہ کیفیت کہ سب کے دل کا
ماتھا بگڑا ہوا ہے - مرزا صاحب
کی موت کے چرچے جا بجا ہو رہے ہین
ہماری عقلمندی دیکھیے کہ ہمنے
چُپ چُپاتے اُنکو دفن کر دیا - مہربانو
بیچاری کے دماغ مین خلل آگیا -
عقل ہی نہین ٹھیک رہی تو پھر کیا

نرے جانور - اور علاوہ برین اور
سب مصیبتون کی مصیبت تو یہ ہے
کہ اُسکا بھائی خفیہ طور سے آیا ہے
اپنے باپ کی موت کی پوچھ گچھ
کر رہا ہے - کسی کو معلوم نہین کہ کیا
کریگا کیا نہین - اب لوگ ہم اُسکو
بھر رہے ہین - ہم اُسکو اُبھار رہے ہین
گو کوئی گواہ شاہد تو ہے نہین لیکن
پھر بھی وہ کب چوکنے والے ہین -
خوب خوب گڑھ رہے ہین - اسکا چرچا
پھیل رہا ہے - یا اللہ انہین سے صرف
ایک مصیبت میری جان کے لیے
کافی تھی اب یہ مرے پر دُرّے کیون پڑ رہے
ہین - (شور ہوا)

ملکہ - ایئن! یہ شور کیا ہے -
بادشاہ - میرے حبشی سوار کہان ہین؟
حکم دو کہ محلات کی حفاظت کرین -
(ایک معزز شخص آیا)
یہ کیا معاملہ ہے -

معزز شخص - حضور بڑا غضب ہو گیا - للہ جلد
اپنے تئین بچاے - جیسے سمندر طوفان
کے وقت ریت کو نگلتا چلا آتا ہے
ویسے ہی منصور ایک فوج لیے ہوے
تلاطم مچاتا لوٹتا لاٹتا چلا آ رہا ہے
باغیون نے اُسکو اپنا بادشاہ
قرار دیدیا ہے - تمام رسوم و قواعد
دیرینہ القصہ سب ایک زبان پکار رہے ہین

"منصور بادشاہ" یہ غلغلہ آسمان
تک پہونچا رہے ہین کہ "منصور بادشاہ"
ملکہ - یہ ناسمجھ کس خوشی سے گمراہی کے رستہ پر
چلے جاتے ہین - یہ الٹو انسی !
ناشادو!
بادشاہ - دروازے توڑ ڈالے -
(شور ہوا)
منصور مسلح - اہل شہر ہمراہ
منصور - بادشاہ کہان ہے ! آپ ذرا باہر توقف
کیجیے -
اہل شہر - نہین ہمکو بھی آنے دیجیے -
منصور - نہین - للہ میرا کہنا مانیے -
اہل شہر - بہت خوب - (باہر چلے گئے)
منصور - مین بہت ممنون ہوا - ہان بس وہین پر
ہان اے کمبخت (بادشاہ) میرے
باپ کو حاضر کر -
ملکہ - منصور [illegible] بھلے ہوے - خاموش -
بادشاہ - [illegible] اس خشمگین تیور اس
[illegible] شدید کا باعث ؟ چھوڑ دو -
[illegible] جان کا خوف نکرو -
[illegible] ہون پر کچھ ایسا رعب وجلال
[illegible] ہے کہ باغی کے قدم
دور ہی سے ڈگنے لگتے ہین - ضرر رسانی
کا کسے یارا - ہان منصور بتاؤ - تم
ایسے کیون بپھرے ہو - چھوڑ دو بیگم -
ہان بولو -
منصور - میرا باپ کہان ہے -

بادشاہ - مرگیا -
ملکہ - مگر انھون نے نہین مارا -
بادشاہ - خیر ان کو جن امور کا استفسار
منظور ہے کرنے دو -
منصور - کیسے مرا - مین کسی کے بھلاوے مین
نہین آنے کا - بادشاہ کی اطاعت
و فرمانبرداری کیسی - کیسا خوف
خدا - وہ مین ملحد ہی کیون نہون
جہنم ہی مین کیون نہ جھونکا جاؤن
مگر اپنے باپ کے خون کا عوض
لون اور پھر لون - ہر چہ بادا باد
دنیا و مافیہا عذاب و ثواب
کسی کی کچھ پروا نہین مجھے -
بادشاہ - اس سے تمکو روکتا کون ہے -
منصور - مین فقط اپنی مرضی کا مطیع ہون -
ایک عالم کا کہنا تو ماننے کا نہین -
مجھے عوض لینے کے لیے کوئی مفلس
اور کمزور نہ سمجھے - ایک چنگاری
سے تو عالم خاک سیاہ کر ڈالون گا -
بادشاہ - بھائی منصور تم اپنے باپ کی موت
کی حقیقت حال دریافت کرنا چاہتے
ہو تو مین پوچھتا ہون کہ قصاص نامہ
پر کیا دوست دشمن سب کے نام
چڑھے ہین - ایک ہی لاٹھی سے
سب کو ہانکنا چاہتے ہو - کیون صاحب
یہ کیا غضب ہے کہ سب دھان
بائیس پنسیری -

لفظ پیوست چھوٹے ذریعہ سے مین بڑے بڑے کام نکال سکون گا

منصور- جی نہین فقط اپنے باپ کے دشمنون کے نام-

بادشاہ- اچھا اب تم اُنکے نام دریافت کرنا چاہتے ہو-؟

منصور- اُنکے (باپ کے) دوستون کا مین غلام و فرمانبردار میری جان اُنکے واسطے حاضر-

بادشاہ- ہان اب تم سمجھ کی باتین کرتے ہو سعادتمند لڑکے اور مہذب شخص کی طرح-مین اس امر کا کامل طور پر ثبوت دیسکتا ہون کہ مین اسبارہ مین محض بے گناہ ہون اور جیسا کچھہ میرے دل کو اُنکی موت کا قلق ہے......

اہل شہر- (اندرسے) آنے دو اس بیچاری کو-

منصور- ایئن ! یہ شور کیسا-

مہربانو پھول وغیرہ پہنے ہوے آئی

ہاے! اُف - اُف ہاے سوزش جگر- پھونک دے اس دماغ کو- اے آنسوو کیا دیکھتے ہو! ہاے کیا ظلم کرتے ہو! ارے کس دن کام آوگے !کیون نہین میری پتلیون کو خاک سیاہ کر دیتے ہو! ہاے مین یہ دیکھون- قسم ہے خدا کی- مہربانو دیکھہ تو تیرے اس جنون کا کیسا مین بدلا لیتا ہون-

میری پیاری چھیتی بہن- میری حسین بنو- یا اللہ یہ کیا ہے! ارے یہ کیا قیامت ہے- ہاے یہ کیا اندھیر ہے- اودھر ایک ضعیف کی جان گئی- ادھر ایک نوجوان لڑکی کے عقل و ہوش- دونون کا کچھہ ثبات نہین- مگر اللہ رے وفور محبت[1]- یہ اثر یہ صداقت-

مہربانو- (گانے لگی)

اوداد الہٰ فخر دین چہ کردی	آخر زمن غمین چہ کردی
چون نقش قدم نخیزم از جا	باجان و دل حزین چہ کردی
رفتی و بدر د دوری تو	جان میدہم آہنین چہ کردی
آزردہ شدی زبانوے زار	بر و خستہ غم نشین چہ کردی

منصور- بنو اگر تو صحیح و سالم ہوتی اور ترغیب قصاص دیتی تو اتنا مجھپر اثر نہوتا جیسا اسوقت تیری دیوانگی کر رہی ہے-

مہربانو- (گانے لگی)

جان دادی و روے تو ندیدم	بامن دم واپسین چہ کردی
یکبار زمن جدا شدی حیف	ای من بفدایت اینچہ کردی

رفتی و مراخبر نکردی
بر بیکسیم نظر چہ کردی

منصور- اف! اف! ہا کتنا اثر ہے-

مہربانو- (گانے لگی)

نزع مین ہون نہ ادھر آئیگا	ابھی کچھہ بس نہین گھبرائیگا
کیسے یاران عدم کیا گذری	کچھہ لب گور سے فرمائیگا
ساتھہ چھوڑینگے نہ سایہ کی طرح	ہم بھی جائینگے جدھر جائیگا

نہ کریں آپ وفا ہم کو کیا | بیوفا آپ ہی کہلائیے گا

نزع میں وصل کی باتیں کیسی[1]

سر مرا کاٹ کے پچھتائیے گا[1]

منصور۔ اللہ اللہ فکر و مصیبت۔ غم و حرمان۔ ظلم و ستم میں محبت اور درد کوٹ کوٹ کے بھرے دیتی ہے۔

مہربانو۔ (گانے لگی)

دل ہمارا ہمیں ملتا ہی نہیں	تھا کبھی سینہ میں یا تھا ہی نہیں
ہم بھی پامال ہیں اس دنیا میں	کچھ فقط نقش کف پا ہی نہیں
بیوفا بھول گیا طرز وفا	یا وفا جیسے کبھی تھا ہی نہیں
بت ظالم کو نہیں حشر کا ڈر	شاید اللہ کا بندا ہی نہیں
روتے ہیں ہم ہمیں جینے سے	ہنستے ہیں وہ انھیں رونا ہی نہیں
میں بھی ہوں گردش قسمت سے تباہ	ایک جنگل میں بگولا ہی نہیں
تنگ دل کون ہے اس تنگی سے	دل میں ظالم کے مری جا ہی نہیں
شوق غم کھایا ہمارا اتنا ہے	اب ہمیں دیس میں ملتا ہی نہیں

منصور۔ کسکو دکھلاؤں آبلے دل کے[1]

زخم تازہ ہوئے ہیں چھل چھل کے[1]

یا اللہ یہ تو کیا دکھا رہا ہے۔ کیا تو دیکھتا نہیں ! !

بادشاہ۔ میں تم سے ہمدردی کرتا ہوں۔ تمہارے رنج والم کا شریک۔ یقین مانو میں محض بیگناہ ہوں۔ تم اپنے دوستوں کو ہمارے اپنے درمیان منصف قرار دو۔ اگر کسی طرح سے وہ میرا لگاؤ قتل سے ثبوت کر دیں تو میرا جان و مال سب تمہارا ورنہ چندے صبر کرو۔ دیر آید درست آید۔

میں عوض لینے میں جان و دل لڑا دینے کو مستعد ہوں۔

منصور۔ بہت بہتر۔ مگر غضب خدا۔ نہ تو قاتل ہی کا پتہ۔ نہ تجہیز و تکفین۔ نہ فرار۔ نہ لوح۔ نہ رسوم موت۔ نہ کچھ نہ کچھ۔ پھر ایسے خون کا بغیر قصاص لیے مجھے کیسے چین پڑے۔ اسکا کھوج مجھپر لازم ہے۔

بادشاہ۔ لاریب۔ اور جبکہ دامن آلودہ بخون ہو اُسکا سر شانوں سے اُتار لیا جائے اچھا میرے ساتھ آؤ۔

(گئے)

پردہ ششم

قلعہ کے ایک کمرے میں

اختر مرزا اور ایک ملازم

اختر مرزا۔ کون مجھ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے؟

ملازم۔ چند ملاح۔ کہتے ہیں کہ سرکار کے نام خط ہیں۔

اختر مرزا۔ اچھا بلا لاؤ۔ (ملازم گیا)

جہانگیر ہی نے بھیجا ہوگا اور تو دنیا کے پردے پر کوئی بھیجنے والا معلوم نہیں ہوتا۔

(ملاح آئے)

پہلا ملاح۔ خدا سلامت رکھے۔

اختر مرزا۔ کہو کیا ہے۔

پہلا ملاح۔ آپ کے نام ایک خط ہے۔ وہ سفیر جو جزیرہ ہوشنگ کو جاتا تھا۔ اسنے

[1] انتشار خیالات ۱۲

U669

بھیجا ہے۔ آپ ہی کا نام اختر مرزا
ہے نا!

اختر مرزا۔ (پڑھنے لگا)

پھر اتلاش مین میری کہان کہان صیاد

پیارے اختر

سچ کہنا کتنی جلد خط بھیجتا ہون۔
جب خط پڑھ چکنا تو ان لوگون کو
بادشاہ کی حضوری مین پھونچا دینا
اُنکے نام کبھی خط ہین۔
اچھا اب اپنے جہانگیر کا دُکھڑا
سنیے۔ آج جہاز روانہ ہوا۔ کل دریائی
ڈاکوون نے تعاقب کیا جہاز
کم بخت بطی السیر۔ ناچار لڑائی پر
آمادہ ہونا پڑا۔ تمھین بتاؤ اور
کیا کرتے۔ کمندین ڈال کر اُن کے
جہاز کو اپنے جہاز تک کھینچ ہی تو
لیا۔ اور مین نے غضب کی پھرتی
کی اُنکے جہاز پر موج کی طرح
ایک مرتبہ چڑھ ہی تو گیا۔ مگر گیا
تو پھر یہان آب دریا لوٹنا
نصیب نہوا۔ کیونکہ اتنے ہی دیر
مین وہ اپنا جہاز نکال لے گئے۔
جہانگیر قید ہو گئے۔ واہ ری قسمت
ع گر دام سے چھوٹے تو قفس مین آئے
وحشیون سے سابقہ۔ خوف و ستم
کا سامنا۔ مگر اُسکی شان کے
قربان! اُگو ذرون مین لعل۔
اُنھون نے کچھ سمجھ کر ایسی آؤ بھگت
اور خاطر کی کہ مجھے حیرت ہو گئی۔
اب مجھپر بھی اداے احسان لازم ہے
ع گردنم زیر بار منت اوست ؂
یہ اور خط بادشاہ کو جھٹ پٹ پھونچا دینا
اور تم دیر نہ لگاؤ فوراً میرے پاس
چلے آؤ۔ کھانا وہان کھانا۔ پانی
یہان پینا۔ اختر پیارے اختر۔ مین
تجھسے ایسا ماجرا بیان کرنے والا ہون
کہ جو تجھے سکتے مین ڈال دے گا۔ اور
تصویر حیرت بنا دے گا۔ جب تک
تجھسے نہ کہہ لون گا بےچین رہونگا
میرے محسن تمکو میرے پاس پھونچا دینگے
خواجہ ہاشم اور میر صفدر حسین جزیرہ
ہوتسنگ چلے جاتے ہونگے۔ اُنکی
نسبت بھی کچھ کہنا ہے۔ والسلام

وہی تمھاری محبت کا اسیر
جہانگیر

اچھا آؤ تمھین بادشاہ کی خدمت مین
لیچلون۔ جھٹ پٹ فراغت کر کے
مجھے اُنکے پاس پھونچا دو جنھون نے
تمھین بھیجا ہے۔

(چلے گئے)

پردہ ہفتم

قلعہ کے ایک کمرے مین
بادشاہ اور منصور

بادشاہ۔ تمنے بغور سن لیا تا کہ جسنے تمھارے

باپ کی جان لی - وہ میرے خون کا
بھی پیاسا تھا - ابتو تمھین میری بیگناہی
کا یقین ہوا ؟ مجھکو تم ہمیشہ اپنا
بہی خواہ سمجھو اور دوست دلی -

منصور - ہان وہ تو اب منکشف ہی ہو گیا
مگر یہ فرمائیے کہ آپ نے ابتک ان
جرائم کا کوئی تدارک کیون نہین کیا
اور پھر کیسا جرم خطرہ جان - یہ
تو مقتضائے تحفظ جان - اور مقتضائے
عقل تھا جناب -

بادشاہ - کیا کرتا - دو سبب مانع تھے شاید
تم اُنکو بالفعل ضعیف خیال کرو مگر
میری دانست مین وہ بہت قوی
تھے - ملکہ اُسکی مان اُسپر جان دیتی
ہے - اُسی کو دیکھ کر جیتی ہے - اور
میرا یہ عالم ہے - اب وہ میرے حق
مین زہر ہی کیون نہو - کہ میری زندگی
اُس سے (ملکہ) وابستہ ہے -
دوسری وجہ یہ کہ جمہور اُسپہ اسکے
مفتون و شیدا ہین کہ کچھ کہا ہی
نہین جاتا اُسکی تانبے کی چیز بھی
انکی نگاہون مین سونے کی ہے -
اُسکے افعال ذمیمہ بھی اُنکی نظرون
مین افعال حسنہ ہین - پھر تمھین انصاف
کرو کہ ایسی تیز مخالف ہوا مین ملکے
تیر جو مین لگاؤن تو لوٹ کے میرے
ہی سینہ مین ترازو ہونگے یا نہین -

بھلا نشانہ تک کسی طرح پہونچ سکتے
ہین - ؟

منصور - یہ تو سب ہے مگر مین اپنے دل کو کیسے
سمجھاؤن - میرے باپ کو مجھسے
چھین لیا - میری پیاری لائق فائق
بے نظیر بہن کو عقل و ہوش کا گہنا اُتار کے
جنون کے کنوئین مین جھونک دیا -
کچھ ہو عوض ضرور لون گا -

بادشاہ - اچھا تو پھر اسکے لیے اپنی جان کیون
ہلکان کیے ڈالتے ہو - صبر کرو میان
صبر - ہم کیا نرے وہ ہین کہ کوئی
ہمارے حلق پر خنجر رگڑے اور ہم بیٹھے
تماشا دیکھین - ہر گز نہین - ابھی
بہت کچھ تمسے کہنا ہے - مین تمسے
پوچھتا ہون آخر تمھارے باپ سے
تمھین کچھ محبت تھی کہ نہین ؟ مجھے
تمھاری اور اپنی جان کا تحفظ لازم
ہے کہ نہین ؟ صرف یہی قیاس تمکو
یقین دلانے کے لیے کافی ہے ...
ایک نامہ بر آیا
کوئی خط ہے ؟

نامہ بر - حضور جہانگیر نے یہ خط آپ کو دیا ہے
اور یہ شہنشاہ بیگم کو -

بادشاہ - جہانگیر نے ؟ لایا کون ؟

نامہ بر - حضور ملاح - مینے اُنھین دیکھا ہین
مجھکو تو محمد اشرف نے دے محمد اشرف
کو اُن سے ملے ہونگے -

بادشاہ- منصور سنو — اچھا رخصت (نامہ بر چلا گیا)

جناب والا

آداب بصد تکریم و تعظیم-

مین خوف گستاخی سے کیسے عرض کرون کہ کسکی سلطنت مین لٹ گیا کل حاضر خدمت اقدس ہوکر قدمبوسی حاصل کرونگا- جسوقت مین اپنی تعجب خیز اور حیرت انگیز واپسی کا سبب گزارش کرونگا مجھے امید ہے کہ آپ مجھے معاف فرماینگے-

حقیر- جہانگیر

یہ معاملہ کیا ہے! کیا سب کے سب واپس آگئے- یا کوئی فقرہ ہے-

منصور- کیا سواد خط آپ نہین پہچانتے!

بادشاہ- جہانگیر کا ہے- "لٹ گیا" اور پھر مکرر لکھتا ہے "تنہا" تمھاری سمجھ مین کیا آتا ہے!

منصور- مین خود خبطے مین ہون- مگر اچھا ہوا آنے دیجیے میرے دل کے پھپھولے پھوٹ جاینگے-

بادشاہ- منصور اگر ایسا ہو تو — اور کیونکر نہو گا وہ تو لائبد ہے — تو تم میرا کہنا مانوگے؟

منصور- جی ہان- مگر یہ ملحوظ خاطر رہے کہ صلح کی کوشش سے میرے دل کو صدمہ ہوگا-

بادشاہ- نہین جب تمھارے دل کو ٹھنڈک پڑی تب سہی- مجھے یقین ہے اب وہ جزیرہ ہوشنگ نہ جائیگا- اگر واپس آیا تو دیکھنا مین کیسے سبز باغ دکھاتا ہون کہ بادشاید مین نے ایک تدبیر سوچی ہے کیا معنی کہ پٹ پڑے اور لطف یہ کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے- اُسکی مان کو سان گمان بھی نہو- وہ اُسکو اتفاق سے زیادہ نہ سمجھے-

منصور- مین آپ کی ہر طرح متابعت کرونگا مجھے تو یہانتک منظور ہے کہ وہ میرے ہاتھ سے ہو تب بھی کچھ مضائقہ نہین-

بادشاہ- بس ٹھیک ہے! جب سے تمنے دہلی کا سفر کیا ہے تمھاری ایک صفت کے آوازہ نے جہانگیر کے دل مین اتنا رشک و حسد پیدا کیا ہے کہ اور تمام صفات ملکے نہین پیدا کرسکتے- حالانکہ میری راے مین وہ وقت مین بہت ہلکی ہے-

منصور- وہ کون صفت ہے-؟

بادشاہ- جوانون کے لیے وہ ایک ضروری زیور ہے- دو مہینے ہوے فیروزآباد سے یہان ایک شخص آیا تھا- میرا ذاتی علم ہے کہ فیروزآبادی بڑت سے

شہسوار ہوتے ہین مگر یہ شخص اپنے
فن مین یکتا تھا- مین کیا بیان
کرون تسے- بس ایک سحر پھیلا
رکھا تھا-
جانور غضب کا کڑوا- قیامت کا
شوخ و چلبلا- مگر کیا بیٹھتا تھا-
یہ تھوڑی کوئی کہہ سکتا تھا کہ سوار
اور گھوڑا جدا جدا ہین وہ وہ ہنر
دکھلائے کہ صلّ وعلیٰ- پیک نظر
او جھڑ مین گر پڑتا تھا- فرس تخیلہ
ناخون لیتا تھا-

منصور- فیروزآبادی تھا؟

بادشاہ- ہان فیروزآبادی-

منصور- واللہ اور کوئی نہین- میر رفعت علی

بادشاہ- بس وہی وہی-

منصور- مین خوب واقف ہون اُن سے
وہ ملک مین اپنا نظیر نہین رکھتے-
ناک ہے واللہ ناک-

بادشاہ- اور تمھاری پٹے بازی کی تعریف
کرتا تھا- کہتا تھا کیا ہاتھ تیار ہے-
نور کی صفائی ہے- قسم کھاکے کہتا
تھا کہ ملک مین تمھارے مقابلے کا
کوئی نہین- مقابلہ کیا کوئی خاک
کرے- تمھاری صفائی اور پھرتی
کے سامنے آنکھوننین اندھیرا
آجاتا ہے- ہاتھ کی گردش تک تو
سوجھتی نہین- یہ سُنکر جہانگیر کے
دل مین آتش حسد بھڑکی اور وہ
خدا سے چاہتا تھا کہ کہین تم آؤ تو
دو دو ہاتھ آزما دیکھین- اب
اس سے مینے یہ تدبیر نکالی-....

منصور- اِس سے کیا تدبیر نکل سکتی ہے-

بادشاہ- مین یہ پوچھتا ہون کہ تمھین اپنے
باپ سے کچھ محبت تھی کہ نہین-
یہ سوگ یہ رنج یہ الم سب دیکھنے
ہی کا ہے- یا کچھ سچ بھی ہے!

منصور- یہ آپ کسواسطے دریافت کر رہے
ہین؟-

بادشاہ- مین جانتا ہون کہ تم اپنے باپ سے
بہت محبت کرتے تھے- مگر بات یہ
ہے چونکہ آغاز محبت محدود بالوقت
ہے اسلیے وہ ما نورِ وقت ہے-
مُرور وقت باعث انطفاے
شعلہ محبت ہے- اور افراط قوت
خود باعث تفریط ہے- دیکھ لو کہ
امراض دموی نتیجہ افراط خون ہوتے
ہین- بس جس فعل کا ہمین ارادہ
ہے اُسکا انجام اُسی وقت مین
ہونا چاہیے جبوقت اُسکی قوت کا
غلبہ ہے اور اگر اسمین تاخیر کی تو
پھر گیا- اُسکا پورا ہونا معلوم؟
حرارتِ شوق پھر کہان وقت ہی جب نکل گیا
ابتو یہ ہین ندامتین بسر کیا تھا ہائے کیون
جہانگیر آتا ہے اب دیکھین تم

اپنے پیارے باپ کی روح کو کیسے

خوش کرتے ہو۔

منصور۔ خانۂ خدا مین بھی ہو تو مین جہانگیر

کو چھوڑنے کا نہین۔

بادشاہ۔ فی الواقع قاتل کہین پناہ کا مستحق

نہین۔ مگر سنو منصور ایک بات

ہے اگر تم فی الحقیقت اس فعل کے

آمادہ ہو تو اسکو مخفی ہی رکھو۔

جہانگیر جس وقت واپس آئے گا

اُسکو تمھارا آنا معلوم ہی ہو جائیگا

پھر اُسوقت ہم اُسکو اُبھارینگے

اور تمھاری تعریف کرکے تو ہم چھ

لگا دینگے۔ شرط تمھین بدنا اور

چونکہ وہ سُست اور سہل انکار

اور حد درجہ کا سیدھا ہے۔ پٹے کی

نوک کو دیکھے بھالے گا تو ہی نہین

پھر کیا تم وہ پٹہ لے لینا جو کُند نہین

ہے۔ اب آگے ذرا سا اور کام رہگیا

بس ایک وار اور قصہ پاک۔

منصور۔ بہت بہتر اور اسکے لیے مین اپنے پٹے کو

زہر مین بجھا لونگا۔ مینے ایک

زہر مول لیا ہے غضب کا قاتل کہ

چھُری مین ذرا چھو جائے پھر اُسکا

زخم پیام اجل ہے۔ دنیا کے پردے

پر کوئی ایسا تریاق نہین کہ

کسی طرح جان بچا لے۔ مین اپنے

پٹے کو ایک قطرہ پلا دونگا کہ

اگر اُسکے (جہانگیر کے) ہلکا سا چرکا

بھی پہونچ جائے تو بھی جانبر نہو۔

بادشاہ۔ اچھا اب اس امر کے ہر پہلو کو دیکھ

لینا چاہیے۔ پہلے سے وزن کرلینا

چاہیے کہ وقت اور ذریعہ ہم سے

کہان تک یاری کرسکتا ہے۔ فرض

کرو کہ ہماری تقصیر عمل سے کھُل گیا

تو اُس سے تو یہی بہتر تھا کہ کوشش

ہی نہ کیجاتی۔ اسلیے مناسب یہ ہے کہ

اسکی مدد کے لیے ایک اور تدبیر لگی رہے

اگر یہ نہ بن پڑے تو وہ اپنا کام کرجائے

چُپ چپ! مجھے سوچنے دو! ہم ہر ٹھینگے

کہ تمھاری مہارت پر شرط لگا دینگے

بس بس میرے ذہن مین ایک بات

آگئی۔

جب تم کھیلتے کھیلتے تھک جاؤگے اور

پیاسے ہوگے اور وہ [illegible] مانگیگا

تو مین یہ پیالہ [illegible] دونگا۔ اگر [illegible]

پٹے سے بچا تو یہ پیتے ہی ٹھنڈا ہوجائیگا

غرض یہ کہ مطلب [illegible] ت ہو۔

اَئین! ٹھہرو! یہ شور کیسا۔

ملکہ آئی

کیون بیگم خیر باشد۔

ملکہ۔ ایک رنج دوسرے کے قدم بہ قدم آتا ہے۔

منصور۔ تمھاری بہن ڈوب گئی۔

منصور۔ ڈوب! اسے کہان!

ملکہ۔ وہ نہر کے پاس ایک سرو کا درخت نہین

جسکی خوشنما شاخون کا مصفّا نہر مین عکس
پڑتا ہے - وہان قسم قسم کے پھولون کے
ہار اور گلدستے بنا رہی تھی - چمیلی - گلاب
بیلا - جوہی - اور ایک پھول بھلا سا
نام ہے نگوڑا - موئے گنوار تو ایسا
بھونڈا نام لیتے ہین لیکن لڑکیان اُسے
چمپا کہتی ہین - جیسے ہی اُس
نگوڑے پھول کے توڑنے کے لیے ہاتھ
بڑھایا شاخ تھی نازک - بس اُسکے
لچکتے ہی قیامت ٹوٹ پڑی - کچھ
نہ سنبھل سکی - نہر مین جا رہی - کپڑے
ہوا بھرنے کے سبب پانی پر کنول کے
پھول کی طرح اُسے تھوڑی دیر تک
سنبھالے رہے اور وہ بڑے مزے مین
اپنے گیت گاتی رہی جیسے پانی اُسکا
گھر ہو مگر بس وہی تھوڑی دیر تک
جب پانی سے کپڑے بھاری ہوے اکدفعہ
لیکر اُسے بیٹھ گئے اور اُسکا گیت پورا
نہونے دیا -

منصور - ہائے ! تو ڈوب گئی !

ملکہ - ہان ڈوب گئی -

منصور - پیاری بانو - بہت پانی مل گیا تجھے
اسلیے مین آنسوون کو اجازت
نہین دیتا - مگر یہ ہمارا دستور ہے
اور فطرت نہین مانتی - اب شرم جاتی ہے
جو کہے - جب یہ نکل چلین گے کمزوری[1]
بھی نکلجائیگی - آداب عرض ہے حضور
مین ایک پُرسوز تقریر کرتا جو آگ
لگا دیتی مگر اس نے اُسپر پانی ڈالدیا

(گیا)

بادشاہ بیگم - اسلیے پیچھے ہو لو - نہین معلوم
کس کس طرح سے مینے اسکا
غصہ فرو کیا تھا - مجھے خوف ہے
کہ کہین پھر کوئی اور فساد برپا نہ کرے
اسلیے اسکے پیچھے پیچھے چلنا
چاہیے -

(چلے گئے)

[1] یعنی نسائیت - کیونکہ رو دینا عورتون کا خاصہ ہے ۔

باب پنجم

پردہ اول

قبرستان

(دو مزدور پھاوڑے لیے پہونچے)

پہلا مزدور۔ ارے اسکا گوشت گرہا کیا سیرے سے ہوگا؟ حرام موت مری ہے۔

دوسرا مزدور۔ ارمان ہوگا کیوں نہین۔ جب سن پہچان جاتی رہی گئی ہے۔ یہی بات مالوم پڑتی ہے حرام موت نہین مری ہے۔ ہان۔

پہلا مزدور۔ ابے بیٹھ جاکے وان۔ تو نے کہی ہمنے مانی۔ ہان ایک بات ہے جو اگرچہ وہ اپنے بچاؤ مین گرک ہو گئی ہے تو لا کلام۔

دوسرا مزدور۔ واہ وا۔ اسکا بھائی اچھی طرح ثابوت ہو گیا ہے۔

پہلا مزدور۔ یہ ہونے کی نہین۔ اب جیسے ہم ہین۔ کہو ہان۔ اب ہم جان بوجھ کے ڈوب مرین۔ یہ ایک بات ہوئی . . . .

دوسرا مزدور۔ نہین جی۔ سنو میان یہ بات نہین۔

پہلا مزدور۔ اونہہ۔ بات تو کہنے دو۔ لگے پہلے سے پہلے کاٹنے۔ اب جیسے مانو ہیان پر دریا ؤ ہے۔ مانا۔ ہیان کہ ایک شخص کھڑا ہے مانا۔ اب اگر جو دریاؤ مین جائے اور ڈوب مر تو وہ خواہ مخواہ کو ڈوبی جائیگا۔ اس طنون سمجھے اب اسمین ایک بات اور ہے اگرچہ پانی کھود اسکے پاس چلا آئے اور اسکو ڈبو دے تو آپ سے نہین ڈوبا۔ بس وہ ملیم کار نہین۔ کیونکہ اسنے اپنی جان کو جایان نہین کیا

دوسرا مزدور۔ واہ بے کیا سیرے چھانٹتا ہے۔

پہلا مزدور۔ بیٹھو میان تم کیا جانو کیا یہ کیر کھودنا نو۔ یہ سیرے کی باتین ہین بڑے بڑے مولیی بجرک ہمنے دیکھے ہین

دوسرا مزدور۔ میان ہم سو بات کی بات کہین جو برا نمانو۔ اگر یہ آج امیر جادی نہوتی تو اسکی نجاج لاکھ برس کرکے نہوتی۔

پہلا مزدور۔ اب آئے راہ پر ہارکے۔ پھر کیونے نا برا جلم تو یہ ہے کہ بڑے کو ہیان اسی طنہ سے گریب گربا سے جیادہ جان دینے کی جرت ہوتی ہے۔ مرے پھروے۔ سب سے اسراف گور کن ہین۔ مالی یا مجدور جو اپنے باوا آدم کا پیسہ کرتے ہوے چلے آے ہین نا۔

دوسرا مزدور۔ ہان ہاکیا سچ۔ باوا آدم ہی نے پہلے پھرڑا اٹھایا تھا۔

پہلا مزدور۔ کیسے دیندار ہو میان۔ یہ کتابونکی بات ہے۔ اسمین جھوٹ کا کیا دکھل۔ جمین جب کھودی تو پھرڑا بھی اوٹھایا ہوگا۔ اچھا ایک اور بات تم سے پوچھتے ہین۔ اگر اسکا ٹھیک ٹھیک جواب نہ دے سکے تو ہم سمجھین گے کہ تم نرے وہی ہو۔۔

دوسرا مزدور - بسم اللہ -

پہلا مزدور - بتاؤ وہ کون ہے جو ہوشیار
جہاز ساج اور بڑھئی سے جیادہ
پائدار بناتا ہے -

دوسرا مزدور - پھانسی ساج - کاہے سے پھانسی
ہاجاروں کی گردن مروڑ ڈالتی ہے
اور پھر ویسی کی ویسی بنی رہتی ہے -

پہلا مزدور - واللہ بڑی بوجھ کے آدمی ہو -
پھانسی درست ہی پھانسی کیونکر
کے درست کیونکہ وہ برے کام
کرنے والوں کو درست کر دیتی ہے
مگر یار یہ ٹھیک نہیں - پھانسی
مسیت سے جیادہ پائدار نہیں ہو سکتی
تمھیں پھانسی راس آئے - اچھا
ایک دپھے اور اکل لڑاؤ -

دوسرا مزدور - وہ کون ہے جو ہوشیار - جہاج ساج
اور بڑھئی سے جیادہ پائدار بنا سکتا ہو

پہلا مزدور - بس یہ ایک بات بتا دو -

دوسرا مزدور - اہا ہا واللہ - اب کہو تو بتا ہی
دوں -

پہلا مزدور - مگر ٹھیک ہو تو سند ہے -

دوسرا مزدور - واللہ نہیں بتا سکتا -

جہانگیر - اختر مرزا دور سے پہونچے

پہلا مزدور - لے رہنے دیجیے - حجت - جیادہ
سر کھپی رہنے دیجیے - گدو گدہا
کہیں مارے سے گھوڑا ہو سکتا ہے -
دیکھو بتائے دیتے ہیں - لاکھ روپیہ
کی بات ہے - کبھی کوئی جو تم سے پوچھے
تو کہنا "گورکن" اسکی بنائی ہوئی
تاسیرات تا حشر تک رہینگی - تھوڑے
دن کرسی میں جا کے رد آؤ تو پھر اور
بھی اکل پر سیکل ہو جائے - ہاں
یار چپکے لاؤ کہیں سے اڈھا -
(دھکّو کے اشارے سے)

(دوسرا مزدور گیا)

(کھودتا جاتا ہے اور گاتا جاتا ہے)

دھپن کرنا مجھکو کوئے یار میں
کبر بلبل کی بنے گلجار میں
رات سی لاسہ پڑا ہے بے کپھن
کیا کپھن ملتا نہیں باجار میں
دپھن کرنا مجھکو ہے یار میں - (دم لیکر)
ہاں - بجاکت سے دوہری کمر ہو گئی ہے -

جہانگیر - اس کمبخت کو کچھ بھی خیال ہے - کیا کام
کر رہا ہے اور کیا گا رہا ہے -

اختر مرزا - جی ہاں گورکنی کرتے کرتے اسکا دل سخت
ہو گیا -

جہانگیر - یہی بات ہے - کم کام کرنے سے ہاتھ
ملائم رہتے ہیں -

پہلا مزدور (گانے لگا)

بجاکت سے دوہری کمر ہو گئی ہے
سبب درد و گم یوں بسر ہو گئی ہے - تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی ہے
سبب درد و گم یوں بسر ہو گئی ہے - گجر بج رہا ہے سحر ہو گئی ہے
(ایک کھوپری پھینکی)

جہانگیر - اس کاسہ سر کی بھی زبان تھی اور وہ

بھی ایسی ہی نغمہ سرا ہو سکتی ہوگی۔
کیسی بیرحمی سے ظالم پھینکتا ہے
گویا کہ قابیل کا کاسہ سر ہے کہ جسنے
پہلا قتل کیا۔ ممکن ہے کہ کسی مُدبر ملکی
کا یہ سر ہو مگر اسوقت تو مُردہ بدست
زندہ کا معاملہ ہے۔ یہ کمبخت جو چاہتا
ہے اُس سے سلوک کرتا ہے۔ یہ وہ
حضرات ہین جو اللہ میان کو بھی
بغیر دھوکا دیے باز نہین رہتے ہین۔
کیون ہے کہ نہین۔؟

اختر مرزا۔ بجا ہے حضور۔

جہانگیر۔ یا کسی نوابصاحب کے مصاحب کا ہو۔
یہ حضرات ایسے ہونگے کہ جسوقت
طلاقت پر آتے ہونگے قلقلے باندھ
دیتے ہونگے۔ نوابصاحب کو عرش
برین پر چڑھا دیا۔ اے حضور رشک
حاتم ہین واللہ۔ ہر کہ شک آرد
کافر گردد۔ یہ گھوڑا اینٹھنے کی ترکیب

اختر مرزا۔ جی ہان حضور۔

جہانگیر۔ مگر بالفعل کسکا ہے۔ کیڑے خانصاحب
کا جبڑا ہی ندارد۔ پھاوڑون پہ
پھاوڑے پڑ رہے ہین اور زبان حال
سے کہہ رہے ہین۔ ع

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

پرخچے اوڑے جاتے ہین۔ یا اللہ کیا
اس کاسہ سر کی اغذیہ لطیف سے
پرورش ہوئی ہوگی اور سرکوبی کے
لیے ہوئی تھی۔ میرے تو رونگٹے
کھڑے ہوتے ہین۔

پہلا فردور۔ (گانے لگا)

کنجوسی سے کاٹ دے دلدار گردن . . . .
مرے معشوق کی پہچان ہے یہ کہ مرتپلی صراحی دار گردن ؎

(دوسرا کاسہ سر پھینکا)

جہانگیر۔ ایک اور نکلا۔ شاید یہ کسی وکیل کا ہو۔
کیون حضور وہ فطرت۔ وہ باریک بینی
وہ ذکاوت۔ وہ نکتہ چینی۔ وہ
مقدمات کا ہجوم۔ وہ وکالت کی
دھوم۔ وہ منہ مانگا محنتانہ۔ وہ
آپ کا حلوے مانڈے کا وصول
کر لینا کہان گیا۔ ہاے۔ این سرکار!
چونچ تک نہین۔ یہ کیا ستم ہو رہا ہے کہ
یہ کافر مارے پھاوڑون کے پلیتھن
نکالے ڈالتا ہے۔ اور آپ کے کانون
پر جون تک نہین رینگتی۔ اللہ۔ اللہ
یہ انقلاب طبیعت۔ یہ ضبط! اور
کچھ نہین تو ذرا آپ کے ایک دھمکی ہی
دیجیے کہ "یہ گستاخی نامعقول۔
نہین جانتا ہم کون۔ اچھا اس
شورہ پشتی کا مزا نہ چکھایا ہو تو ہماری
وکالت پر تُف ہے۔ ازالہ حیثیت
عرفی مین جو جہنم نہ بھجوا دیا ہو تو نام
نہین۔ ابے نامعقول تو نے آخر
سمجھا کیا ہے۔"
ان حضرت نے جعلی دستاویزین تیار

تملیک نامے - تمسک - ہبہ نامے -
بیع نامے - لکھا لکھا کر علاقے کے
علاقے خورد برد کیسے ہو نگے - مگر واہ ری
دستاویز و کیا خوب کام آئین -
گاڑھے وقت مین سر دست وہین
باہین کوئی جھوٹون پوچھنے والا
نظر نہین آتا - فقط دو دانت
تبر گارہ گئے ہین انپر بھی بھاوڑے
کا دانت ہے - واہ رے تملیک نامو
انتقال کرتے ہی اپنے قابض
سے بدل گئے - ہائے! جس سرزمین
مادہ قانون وبحث بھرا ہوا تھا
اُسمین اب مٹی اٹی ہوئی ہے ؏
ببین تفاوت رہ از کجاست تابکجا
صرف اس تبدل کہنہ تابوت کا
جسمین شاید آپ کے کاغذات علاقہ
بشکل سماتے داخل خارج آپکے
نام ہوا -

اختر مرزا - جی ہان بس یہی کائنات ہے -

جہانگیر - اچھا مین اس سے پوچھتا ہون کیون
یہ کس آدمی کے لیے کھودتے ہو -

پہلا مزدور - جی نہین کسی آدمی کے لیے نہین -

جہانگیر - عورت کے لیے سہی -

پہلا مزدور - نہ کسی عورت ہی کے واسطے -

جہانگیر - اچھا اسمین کون دفن کیا جائیگا -

پہلا مزدور - اُسکی لاس جو ایک زمانے مین
عورت تھی مگر اب مر گئی کھدا بخشے

اُسے -

جہانگیر - دیکھتے ہو جانگلو کو کیسی ہندی
کی چندی نکالتا ہے - ذرا سوچ
سمجھ کے بولنا چاہیے - اختر واللہ
باللہ - تین برس سے مین کچھ عجیب
بات دیکھتا ہون - یہ دیہاتی
بطور مصاحبین امرا کی تراش
خراش اور حاضر جوابی کا چربا
اتار رہے ہین - کیون میان
تم کب سے گورکنی کرتے ہو -

پہلا مزدور - بس اُس دن سے جس دن ہمارے
پہر بیچ کے بادساہ نے سیاہ
اکبر آباد کو سکست دی -

جہانگیر - اسکو کتنا زمانہ ہوا -؟

پہلا مزدور - ماذاللہ - یہ تک نہین مالم -
حجئت - یہ تو بیکوپ سے بیکوف
بھی جانتا ہوگا - ارے مین جس روج
جہانگیر سہجادہ پیدا ہوا تھا -
وہی جو کھپگان ہو گئے ہین اور
ہوسنگ ٹاپو کو بھیجدیے گئے
ہین -

جہانگیر - ہان - ہان - مگر کیون ہوشنگ
ٹاپو کیون بھیجے گئے -

پہلا مزدور - ارے مین کھپگان ہو گئے تھے نا -
ہوان (وہان) وہ اچھے ہو جاینگے
اور اگر نہون تو بھی ہوان (وہان)
کوئی کباحت کی بات نہین ہے

[Interlinear corrections printed beneath words: خدا بخشے، معاذاللہ، معلوم، حضرت، بیوقوف، بیوقوف، روز، شہزادہ، خفقان، ہوشنگ، خفقان، قباحت، پادشاہ، شاہ، شکست، ٹیہر]

جہانگیر۔ یہ کیون ؟

پہلامزدور۔ کیونکرکے ہوان۔ اُنکا کھفگان بن
وہان خفقان

ڈھنک جاے گا۔ ہوان آپ
ڈہک وہان

سمجھے کھفگان ہی کھفگان بھرے
خفقان خفقان

ہین۔

جہانگیر۔ یہ خفگان کیسے ہوگئے۔

پہلامزدور۔ کہتے ہین کچھ عجب طلنہ سے۔
طرح

جہانگیر۔ عجب طلنہ سے کسطرح۔
طرح

پہلامزدور۔ اُنکی اکل مین پہتور پڑگیا تھا۔
عقل فتور

جہانگیر۔ کہان۔

پہلامزدور۔ یہین سہر سنج مین۔ تیس برس
سنگر یہین

سے مین ہیان یہ پیسہ کرتاہون۔
یہان

جہانگیر۔ کتنی مدت تک آدمی قبر مین

سڑتا نہین۔

پہلامزدور۔ اگرچہ مرنے سے پہلے سڑا نہو تو ٹھیک

نو برس تک بچا رہے گا۔ چمڑا

بنانے والا نو برس سے کم نہین۔

جہانگیر۔ یہ چمڑے والا سب سے زیادہ کیون۔

پہلامزدور۔ دجین یہ ہے کہ چمڑا بنانیوالے
وجہ

کی کھال موم جامان ہوجاتی ہے
جامہ

پانی اُسپر اثر ہی نہین کرتا اور

سب سے جادہ یہ پانی ہی لاس
زیادہ لاش

سڑا گلا دیتا ہے۔ اس کھوپڑی

کو دیکھیے یہ جمین مین تین اور
زمین

بیس تیئیس برس رہی۔
۲۳

جہانگیر۔ کسکی ہے ؟

پہلامزدور۔ یہ بے نصیب اک پگلا تھا۔

آپ نہین جانتے ہین گے۔

جہانگیر۔ ہان مین نہین جانتاہون۔

پہلامزدور۔ کمبخت کے مجاز مین پلے سرے کا
مزاج

ٹھٹھول پنا تھا۔ ایک دپھے
دفعہ

کیا آیا میرے سر پہ گرم گرم پانی کا

گھڑا اونڈیل دیا۔ یہ کھوپڑی

سہراب کی ہے۔ بادساہی سنگھرون
بادشاہی مسخرون

مین تھے۔

جہانگیر۔ یہ یہ اُکا سہ سر اُٹھاکر۔

پہلامزدور۔ جی ہان یہی۔

جہانگیر۔ ذرا مین تو دیکھون۔ اکاسہ سر لیکر

افسوس صد افسوس میان سہراب

اختر مین انکو خوب جانتاہون۔

اول درجے کے ہنسوڑ اور غضب کے

حاضر جواب تھے انھون نے کم سے

کم ہزارون ہی مرتبہ مجھے گود مین

لیا ہوگا۔ مگر اب دیکھیے کیسی نفرت

معلوم ہوتی ہے۔ استغفراللہ ہوتا

یہان پہ ہونٹ تھے جنکو مین نے

واللہ اعلم کتنی مرتبہ چوما ہوگا۔

ہاے تمھاری اب وہ ظرافت

وہ برجستہ جواب وہ چربرے

فقرے۔ وہ چہلین۔ وہ دلگی باز

وہ اوکھیان جو سامعین کو لوٹ

کبوتر بنا دیتی تھین کہان گئین

کتنی خوشنما شکل ہے اسے آپ ذ

تکلیف کیجیے اور کسی بیگم صاحبہ

پاس چلکر اتنا سمجھا دیجیے کہ جا ہر
جتنا ہی آپ غازہ لگائیے چاہیے
کتنی ہی افشان چُنیے مگر ایک دن
وہ اچھی صورت یہی صورت ہونی
بری ہے —
ہان اختر یہی ایک بات تو بتاؤ —
اختر — فرمائیے — !
جہانگیر — تم کیا خیال کرتے ہو ـ سکندر اعظم
کی بھی تہ زمین یہی نوبت ہوئی
ہو گی —
اختر — اسمین کیا شک ـ وہان سب
برابر ہین —
جہانگیر — اور ایسا ہی تعفن ـ اوہنہ !
(ناک سکوڑ کے)
(کاسہ سر پھینکدیا)
اختر — جی ہان بندہ نواز —
جہانگیر — دیکھین اپنی کیا کیا گتین ہوتی ہین ! لہ
ذرا قوت متخیلہ کو تکلیف دیجیے اور
سوچیے تو کہ سکندر کی خاک کی
قبل اسکے کہ اُسنے پیالہ بنکے کسی خراباتی
کے ہونٹ چوسے ہونگے کیا کیا
کایا پلٹ ہوئی ہو گی —
اختر مرزا — حضور طول امل ہے —
جہانگیر — بھائی طول امل کیا ـ یون شروع
کرو ـ سکندر نے اس دار ناپائدار کو
چھوڑا ـ سکندر تہ خاک مدفون
ہوا ـ سکندر خاک سے ملا خاک ہو گیا

وہ گل انقلاب دیدہ کمھار کی
اُنگلیون مین ایک اور گردش سے
دوچار ہوئی ـ پیالہ بنی ـ کسی کلال
کی بھٹی مین پہونچی ـ اور کسی خراباتی
کے ہونٹون تک آئی ـ افسوس !!
ے بیک گردش چرخ نیلوفری
نہ نادر بجا ماند و نے نادری
مگر خاموش خاموش ـ الگ ـ الگ
بادشاہ آتا ہے —
مہربانو کا جنازہ ـ منصور ـ مولوی ـ بادشاہ
ملکہ ـ و دیگر اشخاص بلباس ماتمی لیے ہوئے آئے
یہ سب کے سب کسیکے پیچھے
آرہے ہین ! خاموشی کی گھٹا چھائی
ہوئی ہے ـ معلوم ہوتا ہے کہ اس
مُردے نے گویا ان جان پر دست درازی
کی ہے مگر امارت کی بو آتی ہے —
ادھر چلیے آور ذرا آڑ مین کھڑے ہو کے
دیکھین —
(اختر اور جہانگیر آڑ مین ہو گئے)
منصور — اور کیا رسم ہونی چاہیے ؟
جہانگیر — یہ تو منصور ہے ـ اُمرائے عالی تبار
مین سے ایک نوجوان —
منصور — اور کیا رسم ہونی چاہیے ؟
مولوی — رسوم ضروری ہو چکے ـ اسکی موت مشتبہ
تھی ـ مگر حکم حاکم مرگ مفاجات ورنہ
یہ نعش بول و براز مین پھینکدیجاتی
جہان نفخ صور تک پڑی رہتی اور بعوض

دعائے مغفرت کے سنگساری ہوتی۔
مگر اب تو تمام کنواریون کے رسوم
ادا کیے گئے۔ قبر پر پھول بھی چڑھائے
گئے۔

منصور۔ اب تو کچھ نہین باقی ہے۔!

مولوی۔ نہین اب کچھ نہین۔ ایسے مردے
کے لیے دعائے مغفرت اور فاتحہ پڑھنا
داخل عذاب ہوتا ہے۔

منصور۔ خیر اب قبر مین اُتاریے۔ انشاءاللہ
میری پیاری بہن کے پاک اور معصوم
مرقد سے خوشبودار پھول اُگینگے۔
ای بیرحم۔ شقی القلب مولوی
دیکھ لینا میری بہن حور ہو گی اور تو
جہنم مین پڑا جلا کرے گا۔

جہانگیر۔ این! پیاری مہربانو!

ملکہ۔ جو دل مین تمنا تھی مرے وہ نہ بر آئی۔ ہے ہے مری بچی
مین اپنی ہو بنتے تجھے دیکھ نہ پائی۔ ہے ہے مری بچی
قسمت مین تو تھا قبر پہ یون پھول چڑھانا۔ اے وائے زمانا
پھولون سے تری سیج بنانے نہین پائی۔ ہے ہے مری بچی
ہائے میری آرزو نہ پوری ہونے پائی
مینے تجھے جہانگیر کی دولھن بنتے
نہ دیکھا۔ تیری سیج پھولون سے سجانا
نصیب نہوئی۔ قبر پر پھول چڑھانا
بدا تھا۔

منصور۔ اے قہر و غضب کی بجلی۔ اُس کمبخت کے
سر پر گر جسنے میری پیاری بہن کے
ہوش و حواس کو چھین لیا۔ ذرا ٹھہر
ابھی مٹی نہ ڈالو۔ ایک مرتبہ اور مجھے
اپنی بہن کو پیار کر لینے دو۔
(قبر مین اوتر گیا)
اچھا اب جتنی چاہو مٹی ڈالو۔ مجھے
بھی اسی کے ساتھ توپ دو!

جہانگیر۔ (بڑھ کر)
وہ کون ہے جسکی سینہ کوبی پر بجلی
تلملا کے رہجاتی ہے۔ جسکی اشکباری
پر ستارے آنسو ہوے جاتے ہین۔ وہ
کون ہے جسکی آہ وزاری دیکھ کر
سیارے ثوابت ہوے جاتے ہین۔
ہاے وہ بدنصیب دلگیر جہانگیر ہے۔
(قبر مین اُتر گیا)

منصور۔ خدا تجھے جہنم داخل کرے۔
(جہانگیر کو جھپٹ گیا)

جہانگیر۔ للہ ایسے کلمات سے اپنی زبان
آلودہ نکرو۔ میرے گلے سے انگلیان
ہٹاؤ۔ کیونکہ گو مین زود رنج اور
بیہودہ نہین ہون۔ مگر تاہم مجھ مین
کوئی چیز نہایت ہی خوفناک ہے
جس سے تمکو پرہیز لازم ہے۔ بس
ہاتھ الگ رکھو۔

بادشاہ۔ چھڑا دو انکو۔

ملکہ۔ جہانگیر۔ جہانگیر!

حضار۔ حضرات!

اختر۔ حضور جانے دیجیے۔ چپ رہیے۔
(دونون چھڑا دیے گئے اور قبر سے نکل آئے)

جہانگیر۔ بس اسی بات پر مین ان سے
لڑون گا۔
جبتک میری آنکھون مین حرکت
ہے اور جسم مین حرارت غریزی
باقی ہے لڑون گا۔

ملکہ۔ بیٹا کس بات پر!

جہانگیر۔ مین مہربانو کو چاہتا تھا۔ چالیس ہزار
بھائیون کی محبت میری چاہت
کے برابر نہین ہو سکتی۔ اچھا تجھے نہین
تم اپنی محبت کا ثبوت دو۔

بادشاہ۔ منصور۔ ارے وہ تو دیوانہ ہے۔

ملکہ۔ خدا اور خدا کے رسول کے لیے اوسکی
بات کا برا نہ مانو۔

جہانگیر۔ اوسکے غم مین تم کیا کرسکتے ہو۔ رورو
کے مر جاؤگے؟ لڑ مروگے!
اپنے ہاتھ سے اپنی بوٹیان کرڈالوگے؟
زہر کا گھونٹ پی جاؤگے!
خنجر سینے کے وار پار کرلوگے؟
مین تو کر گذرون گا۔
تو یہان شوے بہانے آیا ہے اور
اوسکی قبر مین کود کر مجھپر فوقیت
لیجانا چاہتا ہے۔ اچھا یہی سہی۔
زندہ اوسکے ساتھ دفن ہوجا۔
دیکھین کون ہو جاتا ہے مجھسے
ناحق دون کی لیتا ہے۔

ملکہ۔ ہائے نزے دیوانہ پن کی باتین کرتا ہے

جہانگیر۔ سنیے تو حضرت یہ آج مجھسے آپ کے تیور
کیون بگڑے ہوے ہین۔ مین توتمسے
ہمیشہ سے محبت رکھتا ہون۔ مگر
خیر کچھ پروا نہین۔ کسی کی وفاشعاری
اورکسی کی دشمنی و بغض ایکدن
ظاہر ہی ہو جاے گا۔ یہ ہزار پردون
مین چھپائے چھپنے کی نہین۔

(چلدیا)

بادشاہ۔ اختر مرزا۔ آپ ذرا انھین کے
ہمراہ رہیے۔

(اختر مرزا گئے)

(منصور سے)
ہماری شب کی گفتگو کیا غصے کو ٹھنڈا
کرنے اور تمھین ڈھارس دینے کے
لیے کافی نہین۔ ہم آج ہی تو فکر
کیے دیتے ہین۔ بیگم دیکھو ذرا اپنے
جہانگیر کی حفاظت رکھنا۔ اس قبر
کا نام بہت مدت تک زندہ رہے گا
انشاءاللہ عنقریب اس جھنجھٹ اور
خدشے سے نجات ملی جاتی ہے اوسوقت تک
ہمکو احتیاط اور صبر سے چلنا چاہیے۔

پردۂ دوم۔ قلعہ کے ایک کمرے مین

(جہانگیر اور اختر)

جہانگیر۔ خیر یہ تو ختم ہوا۔ اب دوسری کیفیت
سنیے۔ تمھین سب واقعات یاد
ہین نا؟

اختر۔ بھلا بھولنے کے ہین!

جہانگیر۔ اختر میرے دل مین ایک تلاطم

سلہ یہ تو صرف اوسکا بھائی تھا مین تو عاشق

مچا ہوا تھا - آنکھیں رات بھر نیند کی
راہ تکتی رہیں - میری یہ کیفیت
تھی جیسے کوئی باغی زنجیر اور بیڑیوں
مین جکڑا پڑا ہو - بلکہ اُس سے بھی
بدتر - اللہ رے عجلت ! مگر واہ
عجلت بھی وہ عجلت تھی جسکا تعریف
مُنہ چومتی تھی - بعض اوقات
تعجیل و عدم احتیاط وہ کام کرجاتی
ہے کہ تدبیر پختہ مُنہ دیکھ کر رہجاتی
ہے اسلیے ہمکو اُس مُدبّرِ حقیقی و مصوّر
ازلی کے وجود کا پتہ لگتا ہے جو نقشِ
تدابیر انسان پر خواہ وہ کیسا ہی
بھدّا اور بھونڈا کیون نہو - کچھ ایسا
رنگ وروغن دیدیتا ہے کہ جان
پڑ جاتی ہے -

اختر - لاریب -

جہانگیر - جھپ سے اپنے کمرے سے اُٹھا - دبائی
یادہ اورھ تاریکی مین اُنکو ادہر
اودہر ٹٹولنے لگا - غرضکہ وہ لفافے
اوڑا کر اپنے کمرے مین رنیگ آیا
اُسوقت وجدان نے کچھ ایسی سیٹی
ماری کہ سطاق پاس اخلاق نہ کیا
شُقّے کو چشمِ منتظر کی طرح کھولا -
کھولا تو کیا دیکھتا ہون اختر !
اُف رے قساوت قلبی ! قطعِ حکم !
ہائے - میری زندگی کسی کے لیئے جو ہو !
میرا جینا کسی کے واسطے ہوا ہو گیا !!

نادری حکم کہ یہ شُقہ دیکھتے ہی بلا تامل
حتیٰ کہ تلوار پر باڑھ بھی نہ رکھی جائے
جہانگیر کا سر تن سے جدا کر دیا جائے -

اختر - ایئن ! ابھی نہیں -

جہانگیر - ہاتھ کنگن کو آرسی کیا - اسے بھیجے
شُقہ ہی موجود ہے - بوقت فرصت
پڑھیے گا - مگر مین کیا پیچ چلا سنوگے ؟

اختر - ہان - ہان -

جہانگیر - آفات و مصائب کی چہار جانب سے
یورش - خوف و دہشت دست و گریبان
پھر اس ہنگامہ مین مہلتِ اندیشہ
کہان - مگر تائید خدا - معًا ایک بات
ذہن مین آگئی - مینے ایک نیا شُقہ
ہوشیاری تمام سبنھال کے لکھا -
پیشتر خط نستعلیق سے مجھے چڑھ تھی
اور ہمیشہ اس عادت کے ترک کرنیکی
کوشش دامنگیر رہا کرتی تھی مگر
کیسے گاڑھے وقت کام آئی - جانتے
ہو مینے کیا لکھ مارا ؟

اختر - کیا ؟

جہانگیر - بعد القاب و آداب یہ لکھا - خدا کرے
ہماری محبت و وفاق کا درخت
ہمیشہ بار آور رہے اور باہمی صلح
کا چمن دستِ خزان سے محفوظ -
وغیرہ وغیرہ - خلاصۂ مدعا یہ ہے
کہ اسکے پڑھتے ہی بغیر تامل جا ملان
شُقہ کے خطِ حیات کو لفظ غلط کیطرح

پہلے شاہ وجیہ پھر خاصہ نوش
فرمائیے ۔!

اختر مرزا ۔ اور مُہر کیسی لگائی ۔؟

جہانگیر ۔ سچ تو یہ ہے کہ خدا برسر امداد تھا ۔

ای خدا قربان احسانت شوم
اینچہ احسان ست قربانت شوم

اتفاق سے میری جیب مین ابا جان
کی مُہر پڑی ہوئی تھی ۔ بادشاہی
مُہرین سب ایک سانچے کی ہوتی
ہین نا ۔ لفافہ بند کرکے مُہر لگائی اور
چپکے سے وہین رکھدیا ۔ کسی کو شبہہ
تک بھی نہوا ۔ دوسرے دن تو جنگ
ٹھہری تھی ۔ اُسکا جو کچھہ انجام ہوا
وہ تو تمھین معلوم ہی ہے ۔

اختر ۔ غرضکہ خواجہ صاحب وجناب میر صاحب قبلہ
ٹھنڈے ٹھنڈے چلدیے ہونگے ۔

جہانگیر ۔ پھر اُنھون نے بھی تو یہ کام دوڑکے
اپنے سر لیا تھا ۔ اچھا ہوا اسکدوش
ہوگئے ۔ واللہ جو کس مردود کو ذرا
بھی اون پر تاسف ہوتا ہو ۔ اور
مُدرکہ خلقی کے کان پر جون تک
جو رینگتی ہو ۔ اُنھون نے اپنے
ہاتھون اپنے پاؤن مین کلھاڑی
ماری ۔ از ماست کہ برماست ۔
چکّی کے پاٹون مین دانہ بیچارہ پسے
نہ تو کیا ہو ۔!

اختر مرزا ۔ واہ رے بادشاہ! صد رحمت ۔

جہانگیر ۔ اب اسکے حق مین جو کچھہ مین نہ کر گذرون
وہ تعجب ہے ۔ مجھپر تو فرض عین ہے
کمبخت نے میرے باپ کی جان
لی ۔ مان کی یہ گت کی ۔ میرے
حقوق غصب کیے ۔ اور قیامت
تو یہ ہے کہ حقوق ہی نہین بلکہ میری
جان کا گاہک ہوگیا تھا ۔ اور باقی
ہی کیا رہا گیا تھا ۔ شکر ہے تیری
درگاہ مین یا اللہ ع

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔

اب ایسے فریب و دغا کے صلہ مین اس
اجل رسیدہ کے مُنہ مین آب خنجر
نہ ٹپکاؤن تو خلاف محبت وخلاف
انصاف ہے ۔ ایسے حرامزادے کی
رسّی کاٹ ہی ڈالنا مناسب ہے تاکہ
سارے فساد اور مفسدہ پردازی کا ڈر ہا
ہی پھنک جاے ۔

اختر ۔ اور تھوڑے دنون مین تو اُس شرقہ کا نتیجہ
اُسکو معلوم ہی ہو جائیگا ۔ ہمین
کسی طرح کا شک ہی نہین ۔

جہانگیر ۔ یہان بھی کچھہ دیر نہین ۔ اتنا وقفہ
کافی ہے ۔ بس ایک وار اور تسمہ تک
نہ باقی چشم زدن مین زمین و آسمان
کا فاصلہ ہوجاے ۔ لیکن اختر مجھے سخت
تاسف ہے کہ اُسوقت سنسورت گفتگو
کرنے مین مین اپنے اوپر ضبط نکر سکا ۔
اُسکے دل پر بھی ویسا ہی زخم ہے جیسا

[1] جہانگیر اور بادشاہ ۔

میرے دل پر۔ اُسکی آنکھین بھی میری
طرح کسی کا سرتن سے جُدا دیکھنے
کی تمنّی ہین۔ اسکے واسطے مین
اُس سے عذر خواہی کرون گا مگر
اس سرکی قسم اسکی اُسوقت کی
باتون نے میری یہ کیفیت کردی تھی
کہ ؎ لگی اک آگ تلوون سے کہ
بس سرسے دھوان نکلا۔

اختر۔ چُپ۔ چُپ۔ چُپ۔ کوئی آتا ہے!
(میر مشتاق علی صاحب پھونچے)

مشتاق علی۔ حضور کی واپسی پر خیر مقدم
کہتا ہون۔

جہانگیر۔ تسلیم۔ آپ ان سے واقف ہین۔

اختر مرزا۔ جی نہین۔

جہانگیر۔ بڑے خوش قسمت اور نیک نہاد ہو۔
ایسے شخص کی شناسائی باعثِ
ذلت و بدبختی ہے۔ گو یہ شخص مجسّم
بدی ہے۔ لیکن دولت کے سبب
بادشاہ کے ہان بہت بڑا دقار
ہے۔ روپیہ سب عیبون کو ڈھانکے
ہوے ہے۔ ؎
ای زر تو خدا نہ ولیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

مشتاق علی۔ حضور اگر فرصت ہو تو "خود بدولت"
کا پیغام کہون۔

جہانگیر۔ مین ہمہ تن گوش ہون۔ وہان کیون
تکلیف سے نیچے بیٹھے گا کرسی پر بیٹھیے
آخر یہ کسکے واسطے ہے۔

مشتاق علی۔ (اُٹھکر فرشی سلام کیا) حضور
کی بندہ نوازی ہے۔ مین بہت اچھی طرح
بیٹھا ہون۔ یہان پر ذرا ہوا آتی ہے
اُفّوہ۔ کتنی بلا کی گرمی ہے اسوقت

جہانگیر۔ گرمی! مین تو کہہ سکتا ہون گلابی
جاڑا ہے۔ پچھوا چل رہی ہے۔

مشتاق علی۔ جی ہان بجا فرمایا حضور نے۔

جہانگیر۔ مگر تاہم ایک طرح کی اُمس ضرور ہے۔

مشتاق علی۔ جی ہان۔ بندہ پرور۔ سخت
اُمس ہے۔ زبان قاصر ہے۔ حضور
"خود بدولت" نے آپکی طرف سے
ایک بڑی بھاری شرط لگائی ہے

جہانگیر۔ آپ بہت تکلف سے بیٹھے ہین۔ اس
کرسی پہ آئیے۔

مشتاق علی۔ حضور مجھے یہین بہت آرام ہے۔
تو بندہ نواز آج کل آپنے سُنا ہی
ہوگا منصور تشریف لائے ہین۔
بڑے ہی لائق و فائق۔ نیک۔ صحبت یافتہ
بلکہ یون کہنا چاہیے کہ صفات حمیدہ
کا اعلےٰ نمونہ ہین۔ آپ اُنکی ملاقات
سے نہایت درجہ محظوظ ہونگے۔

جہانگیر۔ اے صل وجل۔ کیا قوت توصیف
وتحسین پائی ہے۔ کتنی بسیط تعریف
کی۔ مجھے اسکا کما حقہ علم ہے کہ بہترین
قوت مدرکہ اُنکے شمار اوصاف مین
انگشت بدندان ہے۔ ایسے دشوار

اور اہم امر کی کوشش ہی کے خیال
سے وہم ششدر و حیران ہے۔ فی الواقع
وہ مجموعۂ اوصاف حسنہ و زبدۂ نوع
بنی انسان ہین۔ حق تو یون ہے
کہ وہ خود اپنی مثال ہین۔

مشتاق علی۔ واللہ باللہ حضور انکے حق مین
بہت صحیح فرما رہے ہین۔

جہانگیر۔ مگر غایت تمہید۔ ہان تو آپ نے ایسے شخص
کا مذکور جسکا محض خیال بیان اوصاف
ہی سُکّن پر فشانی عنقاے فکر ہے۔
کیون کیا۔

اختر مرزا۔ اگر آپ دونون صاحب سادے سادے
لفظون مین ایک دوسرے کا مفہوم
سمجھ لیجیے تو کیا خلاف شان ہے۔

جہانگیر۔ مین کہتا ہون۔ آخر ان حضرت کا تذکرہ
کیون کیا گیا۔

مشتاق علی۔ منصور کا !

اختر مرزا۔ وہ سنہرے روپہلے الفاظ سب چک گئے
جیب کھک ہو گئی۔ !

جہانگیر۔ جی ہان انھین کا۔

مشتاق علی۔ مین نہین کہہ سکتا کہ آپ کو
علم نہین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جہانگیر۔ مین یہ سنکر آپ کا نہایت ممنون ہوا
مگر آپ کی تحسین بقول صائب ہے۔
ع صائب دو چیز مے شکند قدر شعر را
. . . .

مشتاق علی۔ علم نہین کہ منصور کیسے کچھہ کامل ہین

جہانگیر۔ جی نہین اسکے اقرار مین مجھے تکلف ہے
کیونکہ مجھے خوف ہے کہ یہ مستلزم مقابلہ
ما بین ذات منصور و بندہ ہے۔ علم
ذاتِ غیر بغیر علم ذات خاص (خود)
غیر ممکن ہے۔ حاشا بندہ ولی[1] بننے
کی جرات نہین کر سکتا۔

مشتاق علی۔ بندہ نواز میرا یہ مفہوم تھا کہ وہ
فن شمشیر مین کامل ہین اور اسمین
کوئی شک نہین کہ وہ ایک عالم
کی نظرون مین بے نظیر ہین۔
جہان پناہ نے چھہ عربی گھوڑونکی
شرط لگائی ہے اور انھون نے چھہ
شمشیر اصفہانی مع میان وغیرہ کی۔
تین میان جڑاو تو حضور غضب
ہین۔ آنکھہ نہین ٹھہرتی واللہ۔
کافر ہو جو جھوٹھہ کہتا ہو یہ معلوم
ہوتا ہے کہ ستارے جڑے ہوے ہین۔

جہانگیر۔ سلمے ستارے کا تو فی الواقع ایسا
ہی کام ہوتا ہے۔ چھہ عربی بمقابلہ
چھہ شمشیر اصفہانی! کیون یہ شرط
لگائی گئی ہے نا ؟

مشتاق علی۔ جہان پناہ اس بات پر قائم
ہین کہ فریقین کے بارہ ہاتھون مین
یہ ممکن ہی نہین کہ وہ تین ہاتھہ آپ
سے زیادہ ہو جائین اور وہ کہتے ہین
کہ نو میرے اور بارہ انکے۔ اب یہ
آپ ہی کی رضامندی پر منحصر ہے۔

---

[1] ولی را ولی می شناسد

جہانگیر- اور اگر مین نا کر دون تو ؟

مشتاق علی- انکار مقابلہ - !

جہانگیر- مین یہان بارہ دری مین ٹہل رہا ہون یہ میرا تفریح کا وقت ہے اگر جہان پناہ کو تکلیف نہو تو بہتر ہے اسیوقت یہی پتے منگوا لیے جاوین - اگر دوسرے صاحب بھی راضی ہون - حتی الامکان مین آنحضرت کی شرط جیتنے کی کوشش کرونگا اگر ناکامیاب ہوا تو شرمندگی میرے حصہ ہی مین ہے -

مشتاق علی- غلام بھی عرض کردے جاکے !

جہانگیر- جی ہان ہے - بلکہ اور جو کچھ آپکی جودت طبع اجازت دے -

مشتاق علی- تسلیمات بجا لاتا ہون (فرشی سلام کرکے چلدیا)

جہانگیر- تسلیمات تسلیمات - دیکھا آپنے مزاج مین کس قدر تملق ہے - چاپلوسیا -

اختر مرزا- ترا رہے -

جہانگیر- تکلف تو گھٹی مین پڑا ہے - انھون نے جبتلک تکلف آمیز کلمات شیریں نہ کہہ لیے ہونگے اپنی آماجان کا دودھ منہ مین نہ لیا ہوگا اس قماش کے حضرات پر تبدّل ابن الوقت لوٹ ہین انکے ظاہری تکلفانہ برتاؤ ظاہری تو جو پوپو پر مٹے جاتے ہین - گو ہین یہ بالکل حباب کی طرح مگر انکی بات آیت حدیث سمجھی جاتی ہے اور اگر امتحانا ذرا بھی پھونک دیجیے تو بلبلے کی صورت فنا - اصل مین کچھ بھی نہین -

(ایک نوابصاحب آئے)

نواب- حضور پیر و مرشد نے آپ کو مشتاق علی کی زبانی دعا کہلا بھیجی تھی - آپنے فرمایا تھا کہ آپ بارہ دری مین منتظر ملازمت رہیے گا - اب اعلیٰ حضرت نے دریافت فرمایا ہے کہ آپکی طبیعت کو ایک منصور کے ساتھ کھیلنے کا میل ہے یا نہین -

جہانگیر- عرض کر دیجیے کہ مین اپنے قول پر قائم ہون اور جناب اقدس کی تعمیل حکم مین بسر و چشم حاضر - اگر وہ راضی ہے تو مین بھی باہر نہین - اسوقت ہو یا جسوقت ہو -

نواب- حضور پیر و مرشد شہنشاہ بیگم - و دیگر صاحبان تشریف لاتے ہی ہونگے -

جہانگیر- خوشا وقت -

نواب- شہنشاہ بیگم چاہتی ہین کہ آپ تیل کھیلنے کے منصور سے دوستانہ و مشفقانہ برتاؤ کیجیے گا -

جہانگیر- بہت بہتر -

(نوابصاحب چلے گئے)

اختر مرزا- آپ بازی ہار جائینگے -

جہانگیر- جی نہین - مین تو نہین خیال کرسکتا جب سے وہ فیروز آباد گئے میری مشق برابر جاری ہے - ہاتھ طیار ہے - جیتونگا انشاء اللہ لیکن پیارے اختر مین بیان نہین کرسکتا کہ میرے دل کی اسوقت کیا کیفیت ہے - تذبذب

پروا نہین - ع - دل افگندیم بسم اللہ
مجریہا و مرسٰہا -

اختر- واہ! پروا کیسے نہین جناب -

جہانگیر- حماقت ہے - ایسے بیچین کرنے والے
وسوسے عورتون کو زیبا ہین مردون
کو نہین -

اختر- مین جو کہتا ہون اگر آپ کا دل نہ چاہتا ہو
تو ہرگز نہ اڑیے - مین ابھی بیت بندی
کیے دیتا ہون راستہ ہی مین جا کے
کہے دیتا ہون کہ دشمنون کی طبیعت
نادرست ہے چلیے چھٹی ہوئی -

جہانگیر- اجی لاحول ولا - ایسی ایسی بدشگونیون
کو ہم بھلا خاطر مین لاتے ہین؟
خدا اپنی چیونٹی کی بھی حفاظت کرتا ہے
اگر اسی گھڑی تک کی ہے تو ٹھہر کے
آنے سے رہی - اگر ٹھہر کے آنے سے
رہی تو بس اسی گھڑی تک کی ہے
اگر اس گھڑی بھی ٹل گئی تو آئندہ
رُک نہین سکتی - بہرحال طیاری
ضروری ہے - یہان کا کچھ ساتھ لیجانا
ہے ہی نہین پھر جلدی سے ناگواری
و خوف چہ معنی دارد - ٹل تو سکتی ہی
نہین - اس وقت نہین تو اُس وقت -
پھر عبث ہے کہ اقرار کرکے انکار کیجیے -

بادشاہ - ملکہ - منصور - مشتاق علی و دیگر
مصاحبین و معززین کئی ایک جوڑیان ٹپکی
ہوئی - میز اُسپر شربت اور پانی بھرے ہوئے گلاس

بادشاہ - بیٹا جہانگیر یہان آؤ - اور یہ ہاتھ
اپنے ہاتھ مین لو -
(بادشاہ نے منصور کا ہاتھ جہانگیر کے ہاتھ مین دیا)

جہانگیر- مین قصوروار ہون اور آپ سے معافی
چاہتا ہون - آپ کی شرافت اور
نیک نفسی مجھے امید دلاتی ہے کہ آپ
میری تقصیر معاف کیجیے گا - یہ تو
آپ نے سنا ہی ہوگا کہ خلل دماغ نے
مجھے کیسا حزین و زار کر رکھا ہے - جو
حرکت ناشائستہ مجھسے سرزد ہوئی اور
جسپر آپ کی طبیعت آپ کے دل -
آپ کے خیال عزت نے آپ کو منقبض
ہونے پر مجبور کر دیا - محض مقتضائے
جنون سے تھی - جہانگیر منصور کو رنج
پہونچائے - ! جہانگیر سے یہ ممکن ہی
نہین - مگر جب کمبخت جہانگیر آپے مین
نہو اور منصور کو رنج پہونچائے تو
وہ جہانگیر کا فعل نہین - جہانگیر
اُس سے قطعی مُنکر ہے - پھر وہ فعل
کسکا تھا! اُسکے جنون کا اور جب یہ
امر ہے تو پھر بیچارہ جہانگیر تو خود ظلم رسیدہ
ہے - اُسکا جنون اُسکا دشمن قلبی ہے -
کیا آپ کی ملائم اور نیک طبیعت مجھکو
اس انکار و ندامت پر جو مین حاضرین
کے سامنے ظاہر کر رہا ہون معاف
نہین کر سکتی ! میری تو یہ کیفیت ہے
کہ مین نے مکان کی طرف تیر چلایا

اور اپنے ہی بھائی کی طرف چوٹ
پھونچائی۔
منصور۔ میرا دل جو سب سے زیادہ انتقام کی غیرت
دلاتا تھا صاف ہوگیا۔ مگر نقصان
عزت آشتی کے ہاتھ کو جھٹکے دیتا ہے
جبتک چند معززین اپنی زبان سے
اس صلح و آشتی کے قبول کرنے کی
اجازت نہ دین۔ ہمین البتہ مین
مجبور ہون مگر اسوقت تک مین
تمھاری محبت کو محبت کی طرح
برتتا ہون اور اسکی رسمون کے
خلاف نکرونگا۔
جہانگیر۔ جزاک اللہ۔ ہان اب مجھے اس
برادرانہ محبت کی بھری ہوئی بازی
سے انکار نہین۔ لاؤ۔ ایک پٹا
لاؤ۔ بسم اللہ۔
منصور۔ ایک مجھے دو۔
جہانگیر۔ تمھارے بانکپن کے ہنر میری سادگی
سے ایسے چمکینگے جیسے شب تار
مین ستارے۔
منصور۔ للہ بہت بناتے ہو۔
جہانگیر۔ واللہ جو بناتا ہون۔
بادشاہ۔ مشتاق علی بیٹے دونون کو دیدو۔
جہانگیر بیٹا شرط جانتے ہو۔
جہانگیر۔ جی ہان۔ آپ نے کمزوری کے کانٹے پر
زیادہ بار شرط رکھدیا۔
بادشاہ۔ مین مطمئن ہون۔ دونون کو دیکھ چکا ہون

لیکن انکو زیادہ مشق ہے اسلیے یہ
اپنے لیے رعایت کی گئی۔
منصور۔ ہمین کیا سیسہ ملا ہوا ہے۔ معاذاللہ
اتنا بھاری۔ دوسرا لائیے۔
جہانگیر۔ بس یہ ٹھیک ہین میرے لیے۔ یہ پٹے
طول مین برابر ہین نا!
(دونون لڑنے کو تیار ہوتے)
مشتاق علی۔ جی ہان حضور۔
بادشاہ۔ میز پر ایک جام بھر کے میرے لیے
رکھدو۔ جسوقت جہانگیر اول مرتبہ یا
دوسری مرتبہ ضرب لگائے یا تیسرے
وار مین برابر ہو جائے کُل توپون کی
سلامی سر ہو بادشاہ جہانگیر کے زور بازو
کی ترقی کا جام پیے گا۔ اور ایک دُر
شاہوار نچھاور کرے گا۔ جسکی قیمت
چار بادشاہان شہر سنبر کے دُرۃ التاج
سے زیادہ ہوگی۔ لاؤ۔ جام لاؤ۔
نقارچی۔ بگلچی کو۔ بگلچی توپچیون
کو۔ توپچی آسمان کو اور آسمان
زمین کو ندا دے کہ بادشاہ جہانگیر
کے زور بازو کا جام پیتا ہے۔۔۔۔
اچھا شروع کیجیے۔ حکم بغور دیکھتے رہیے
جہانگیر۔ بسم اللہ۔ (منصور سے مخاطب ہو کر)
منصور۔ بسم اللہ۔
(دو وار ہونے لگے)
جہانگیر۔ ایک!
منصور۔ اونہو نہہ!

جہانگیر۔ انصاف!
مشتاق علی۔ ضرور ایک! اور بخوبی محسوس!
منصور۔ اچھا مانا۔ اور آئیے۔
بادشاہ۔ ذرا ٹھہریے۔ جام لاؤ۔ (جہانگیر دیکھو
یہ موتی تمھارے نام پر اور یہ جام
تمھاری سلامتی کا۔
(نقارے بجے اور تو پین چلین)
جام دو آنکو۔
جہانگیر۔ یہ وار ختم ہو لینے دیجیے۔ بسم اللہ۔
(لڑنے لگے)
یہ دوسری ضرب! کیسے ہان۔
منصور۔ بیشک۔ انکار کسکو!
بادشاہ۔ ہمارا شہزادہ لیجائے گا۔
ملکہ۔ زور اور دم توہے ہی نہین — بیٹا
وہان لے کر پیشانی کا پسینہ تو پونچھ ڈالو
تری مان تری کامیابی کا جام
پیتی ہے۔
(جام اٹھا لیا اور پینے لگی)
بادشاہ۔ بیگم نہ پیو۔
ملکہ۔ مجھے شدت کی پیاس ہے۔
(پی گئی)
بادشاہ۔ (آہستہ سے) ہائے زہر کا پیالہ
مگراب کیا ہوتا ہے۔
جہانگیر۔ امان جان مین ابھی نہ پیونگا۔
ذرا دم لے لون۔
ملکہ۔ توبہ کتنا پسینہ ہے۔ ادھر آ
پونچھیے تو دون۔

منصور۔ حضور اب اسوقت میرا وار ہوتا ہے
بادشاہ۔ شاید۔
منصور۔ (آہستہ سے) مگر ایمان کے خلاف
ہے۔
جہانگیر۔ یہ تیسرا وار ہے آؤ منصور۔ مین
دیکھتا ہون تم کھیل کر رہے ہو برائے خدا
پوری قوت بازو کیون صرف نہین
کرتے۔ تجھے خوف ہے کہین مجھے ایسا
ویسا تو نہین سمجھتے۔
منصور۔ ہان۔ یہی بات ہے پھر آئیے
بسم اللہ (لڑنے لگے)
مشتاق علی۔ دونون طرف خالی۔
منصور۔ اب تو نہین خالی۔
منصور نے جہانگیر کو زخمی کیا۔ گتھم گتھا مین
پٹے بدل گئے۔ اور جہانگیر نے منصور کو زخمی کیا
بادشاہ۔ چھڑا دو! غصہ آگیا۔
جہانگیر۔ نہین۔ نہین۔ آؤ پھر آؤ۔
ملکہ گر پڑی
مشتاق علی۔ ایَن شہنشاہ بیگم کو یہ کیا ہوا۔
اختر مرزا۔ ایَن! ایَن! حضور دیکھیے تو
یہ دونون کے خون کیسا نکل رہا ہے۔
مشتاق علی۔ منصور یہ کیا۔!
منصور۔ از ماست کہ بر ماست۔ مین خود اپنی
دغابازی سے مارا پڑا۔!
جہانگیر۔ یہ ملکہ کو کیا ہوا۔!
بادشاہ۔ خون دیکھ کر غش آگیا۔
ملکہ۔ اونہو نہو۔ دامنے۔ جام نے۔ آہ میرے

لہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گو وہ کیسی ہی خراب ہے مگر کتنا چاہتی ہے۔ عہ لینی قصاص لیتا ہون ۱۲

پیارے جہانگیر جام نے!
زہر تھا (مرگئی)

جہانگیر۔ دغابازی۔ مقفل کردو دروازہ۔
دغابازی کی مگر کسنے؟

منصور۔ جہانگیر او جہانگیر! تم زندہ نہین
بچ سکتے۔ دنیا کے پردہ پر کوئی دوا
نہین بچا سکتی۔ اب آدہ گھنٹے
کے بھی مہمان نہین ہو۔ وہ دغاباز
قاتل تمھارے ہاتھہ مین ہے۔ برہنہ[1]
اور زہر مین بجھا ہوا۔ میری دغا
مجھہ ہی پر لوٹ پڑی۔ لو مین لیٹتا
ہون۔ اور ہمیشہ کے لیے۔ زہر نے
تمھاری مان کی جان لی۔ زیادہ
مین نہین کہتا۔ یہ اس بادشاہ
کا بس بویا ہوا ہے ۔

جہانگیر۔ یہ زہر مین بجھا ہے۔ بہتر ہے
تو زہر بیکار کیون جائے۔
(بادشاہ کے پٹا بھونک دیا)

حضار۔ دغابازی! دغابازی!

بادشاہ۔ آہ۔ اب بھی بچا لو۔ مجھے میرے
دوستو۔ صرف زخم لگا ہے۔

جہانگیر۔ رہ کمبخت۔ زانی۔ بدکار۔ قاتل
یہین تک نہین۔ یہ جام بھی پی
تیری بیوی یہین ہے نا۔ جا انکے

پیچھے پیچھے چلا جا!

منصور۔ اچھا کیا۔ اسی نے زہر بھی گھولا
تھا۔
شہزادہ جہانگیر! بھائی وقت
تنگ ہے۔ ہم بھی ایک دوسرے
سے معافی مانگ لین۔ نہ میرے
نہ میرے باپ کے خون کا عذاب
تمھارے سر۔ نہ تمھارے خون کا
میرے سر!
(مرگیا)

جہانگیر۔ اللہ بھی معاف کردے! چلو مین بھی
آتا ہون۔ اختر اب مجھہ مین کچھہ
ہے نہین۔ اے کم نصیب ملکہ الوداع!
یہ واقعہ دیکھہ کر جن صاحبون کے
رنگ اوڑے ہوے ہین اور بدن
مین لرزہ ہے اُن سے مین اگر فرصت
ملتی تو کل اسرار بیان کر دیتا مگر
ملک الموت ماننے کے نہین۔ اختر
اب دم نکلتا ہے۔ تم زندہ ہو شبہہ
کرنے والون سے میری بیگناہی
بیان کرکے مطمئن کر دینا۔

اختر مرزا۔ کبھی یقین نفرمائیے[2]۔ ع
صد خندہ مرگ بر چنین زیست۔ اب
زندگی کس مصرف کی۔ ابھی چند
قطرے اور باقی ہین۔

جہانگیر۔ تجھے اپنی جوانمردی کی قسم وہ پیالہ

---

[1] برہنہ۔ جب صرف تفریحًا پٹا کھیلتے ہین تو اُسکی دہار کُند کرنیکے لیے ایک مصالحہ لگا دیتے ہین تاکہ زخم نہ لگے اور ضرب کا نشان لباس پر پہنچ جائے جس سے اُسکی شہادت ہو۔

[2] کہ مین تمھارے بعد زندہ ہونگا۔

مجھے اُٹھادے ۔ قسم خدا کی مین بے
پیے نہ چھوڑون گا ۔ میرے اچھے اختر
خیال تو کرو اگر یہ راز ایسی ہی سربستہ
رہ گیا تو کیسا خراب نام چھوڑ کے مین
مرا ۔ میرے اختر ۔ اگر تم مجھکو چاہتے ہو
تو چند سے اور راحت[1] کی جدائی برداشت
کرو اور میری کہانی کہنے کے لیے
اس مصیبت اندوز دنیا مین چند
پُردرد والم سانسین بھرنے کو ٹھہر جاؤ ۔
(دور سے آواز سلامی آئی)
یہ شور جنگ نما کیسا ۔

مشتاق علی ۔ شہزادہ ہمایون اختر ترکستان
سے فتحیاب ہو کر واپس آئے ہین ۔
جزیرہ ہوشنگ کے سفیر کی سلامی سَر
ہوئی ۔

جہانگیر ۔ اختر اب مین مرتا ہون ۔ زہر ہلاہل نے
کام تمام کر ڈالا ۔ جبتک جزیرہ
ہوشنگ کا پیغام آئے آئے مجھمین کچھ نہ
رہیگا لیکن مین پیشین گوئی کرتا ہون
کہ تجویز تاج شہزادہ ہمایون اختر
کے لیے ہے ۔
مین بھی اسکی تائید دم آخر کرتا ہون
جس واقعہ نے اُنکے سر پر تاج رکھا
اُسکی کیفیت بیان کر دینا ۔ بس اب
رخصت ۔
(مرگیا)

اختر مرزا ۔ ہاے وہ ایک شریف اور عالی دل
ٹوٹ گیا ۔ میرے پیارے شہزادے !
اپنے اختر کا آخری سلام قبول کرو ۔
تری روح کو فرشتے اپنے خوش الحان
بازوون پر بہشت مین لیجائین !
یہ نقارے ادہر کیون آرہے ہین ۔
شہزادہ ہمایون اختر مع سفیر جزیرہ ہوشنگ
وہمراہیان وطبل وغیرہ آئے

ہمایون اختر ۔ این ! یہ کیا ۔

اختر مرزا ۔ آپ دیکھنا کیا چاہتے ہین ۔ اگر
کسی غم یا مصیبت کو تو جستجو نہ کیجیے

ہمایون اختر ۔ ان لاشون پر مظلومی برستی
ہے ۔ اے موت تیرے ہان کون
ایسی دہوم دہام کی دعوت ہونیوالی
تھی کہ تونے اتنے شہزادون کو اس
بیرحمی سے ذبح کیا ۔

اول سفیر ۔ کیا غمناک سمان ہے ۔ شاہ ہوشنگ
کے مراسلے مین بہت دیر ہوئی ۔ وہ
کان بہرے ہوگئے ۔ جسسے یہ فردہ سنیے
کہ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگئی ۔ صفدر حسین
اور خواجہ ہاشم فی النار والسقر ہوے
اب اسکا شکریہ کون ادا کرے گا ۔

اختر ۔ وہ تھوڑے ہی ادا کرتا ۔ اگر زندہ بھی ہوتا
اُنکے قتل کے لیے اُسکا حکم نہین تھا
لیکن چونکہ ایسی غمناک حالت مین
آپ ترکستان سے اور آپ ہوشنگ سے
یہان آپہونچے ہین ۔ میری غرض ہے کہ
آپ حکم دین کہ یہ لاشے ایک بلند مقام پر

[1] راحتِ ابدی

رکھے جائیں تاکہ مین ناواقف نہ رہون
کو اُن واقعات سے واقف کردون
آپ کے کانون مین گناہ - خونریزی
خلاف فطرت افعال - اتفاقیہ قتل
قتل بذریعہ فریب اور آخر کار
اغراض مین غلطی واقع ہونیسے بانی شرر
کے سرپر آفت کے ٹوٹنے کی آواز
مہیب آئیگی -

ہمایون اختر - ضرور ابھی سُنا چاہیے - چند امراے
نامدار کو بھی بلالو اور میری نسبت یہ کہ
مین غمگین دل سے اپنے نصیب کے
عطیہ کو قبول کرتا ہون - اس سلطنت مین
مجھے وراثتاً حق پہونچتا ہے جو مجھے
دعوے کرنے پر مائل کرتا ہے -

اختر - اسکی نسبت بھی کہنے کا موقع ملیگا اور اُسکے
منہ زبانی جسکے منہ سے اب آواز نہ نکلیگی
اُسکی تکمیل ابھی ہوجاے تو بہتر ہے تاکہ
نہو کہ آئندہ کچھ فتور اور دقت واقع ہو -

ہمایون اختر - اچھا چار کپتان جہانگیر کے لاشہ
کو سپاہیانہ کر و فر سے اُس بلندی
پر لیجائیں کیونکہ اگر موقع پر کسا جاتا
ہے تو وہ اس اعزاز کے قابل پایا جاتا ہے
اور اس آخری سفر مین جنگی باجا اور
سامان ہونا چاہیے - نہایت احترام
سے لاشون کو اُٹھائیں - یہ بھی زندگانی
ہی کے قابل تھے مگر ان سے خطا و
قصور وابستہ ہے - فوج سے کہو
کہ سلامی داغے -

(... جاتے ہین)

UNIVERSITY ... ہمایون اختر کی تصنیف

لہ جہانگیر کی وصیت جو ہمایون اختر کے لیے تھی ۔

صحیح نامہ اغلاط ناٹک

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
-	۲	۲۲	نان	نا	۴۰	۱	۲	منزا	منزد
۱۰	۱	۲۷	بادشاہ	بادشاہ	۴۶	۱	۲۶	گرداورنگا	گرد و دونگا
۱۲	۱	۳	تعجب انگیز	تعجب خیز	۴۷	۱	۷	ستہ	ستہ مہربانو
۱۳	۱	۴	جی نہین	جی ہان	۵۵	۱	۲۰	بے طرح	بیطرح
۱۴	۱	۱۲	چھان	چھاؤن	۶۰	۲	۱۰	تہور سا پہرے	تجرسی بیڑی
۲۰	۲	۲۵	کانٹ	کاٹھ	۶۹	۱	۲۱	ٹہلتے ہین	لیے چلتے ہین
۲۶	۱	۱۲	ستا	سا	۷۱	۱	۴	بتور	تیوری
۳۰	۲	۲۲	جاے	جانیئے	۷۱	۱	۱۵	راز	زار
۳۲	۱	۹	مراکب انتظار	مراب انتظار	۷۴	۲	۲۵	گھبرائیگا	ڈر جائیگا
۴۰	۱	۲۲	نشتر سا	نشتر سی					

ادویہ تیر بہدف

یہ دوائین سالہا سال کے تجربے محنت اور ریاض سے بمشکل تمام بہم پہونچی ہین - صحت یافتہ اشخاص کے صدہا خطوط بطور سند کے موجود ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ فیصدی نوے آدمیون کو کلی طور پر ان سے فائدہ ہوا -

(۱) ڈاینا پلس یعنی حبوب شباب - نہایت مقوی - امراض اور اعصاب کی کمزوری کو دافع -
قیمت فی درجن - ۳ محصول ڈاک ۴

(۲) افروڈسیک پلس - حبوب فسان - جو نہایت زود اثر اور دیرپا ہین اور آجتک جتنے ممسک ادویات ولایت اور نیز ہندوستان مین تیار ہوے اُن سب سے بہتر ہین - بڑی بات یہ ہی کہ انمین کوئی منشی یا دہات کی چیز نہین شامل ہے کہ جس سے کسی قسم کا نقصان پہونچے - قیمت فی بکس ۱۲ محصول ڈاک - ۴

(۳) نروائن ٹانک پلس - حبوب نشاط - جس سے جوانی از سر نو عود کر آتی ہے اور قوے مین وہی جوش - سرعت اور مضبوطی پیدا ہو جاتی ہے جو شباب مین تھی - قیمت مع محصول فی بکس

(۴) اینٹی اسپر مٹوریا پلس - حبوب جریان - انکے استعمال سے خواہ کسی قسم کی شکایت - ضعف - احتلام - یا رقت کی ہو فوراً زائل ہو جاتی ہے - قیمت فی بکس محصول - ۴

(۵) حبوب و عرق دافع احتباس طمس - اُن کل امراض کو مفید ہین جو خصوصاً مستورات کو اکثر ہو جاتے ہین - قیمت مع محصول ڈاک -

(۶) - حبوب و عرق دافع استحاضہ وغیرہ - قیمت مع محصول

یہ مجربات ذیل کے پتہ سے مل سکتے ہین - اور جن اصحاب کو جس قسم کے مشورہ اور علاج کی ضرورت ہو اُسکی تعمیل بھی بذریعہ تحریر ہو سکتی ہے -

ہر قسم کی مجرّب اور پٹینٹ مشہور دوائین بھی یہان سے مل سکتی ہین ؎

المشتہر

محمد عبد الغفور خان خلف ڈاکٹر محمد عبد الرحمن خان - کوئنس جبلی میڈیکل ہال ڈاکخانہ امین آباد لکھنؤ ؎

دلگداز

اردو لٹریچر کی جان - زباندانی اور محاورات کی روح روان - تہذیب کا رفارمر - ترقی اور اولوالعزمی کا رہبر مصیبت اور ادبار مین دل دُکھے ہوون کا شفیق - دنیا کی سختیون مین زخم رسیدون کا رفیق - مایوسون مین امیدون کے سبز باغون کا دکھانے والا - افسردہ دلون مین اپنے پُر جوش کلام سے امنگون کا بڑھانیوالا - قوم اور ملتون کی غفلت کے لیے مجون سستی اور کاہلی کے لیے خون

ہم دارو ے بہشتی مستان ؎ ہم ہوش دہِ خرد پرستان

جسکی بول چال کی خوبی محاورات اور بندش کی خوش اسلوبی دیکھنے سے متعلق ہے ع مشک آنست کہ خود ببوید -

قیمت عوام سے ایک روپیہ مع محصول - رؤسا اور والیان ملک سے صرف ۵ - ایک پرچہ کی قیمت ۲ مع محصول - درخواست محمد عبد الحلیم شرر مہتمم دلگداز کے نام محلہ جھنوائی ٹولہ لکھنؤ کے پتہ سے آنا چاہیے

توبۃ المخمورین

یہ رسالہ انگریزی سے اردو مین ترجمہ ہوا ہی اسمین شرابیون کی ۵۵ سوانح عمریان ہین - ان صحیح اور عبرت انگیز قصون کے پیرایے مین شرابخوری سے نفرت اور پرہیزگاری کی ترغیب دلائی گئی ہی قیمت مع محصول ڈاک - ۴ درخواستین میرے نام آنی چاہییں ؎

المشتہر - جالیا پرشاد - سکرٹری اودہ اخبار لکھنؤ

نغمۂ بہار

۱۳۰۳

شعر و شاعری کا نامی گلدستہ۔ دل مین رنگ بھرنے کا نسخہ۔ افسردہ دلون کے لیے معجون۔ تیز طبیعتون کے لیے صیقل۔ پیرایۂ بات کا معدن۔ قدرتی خیالات کا مخزن۔ مصرع مصرع مین جسکے سنان یار کا لطف۔ شعر شعر مین جنبش مژگان کا مزہ۔ مختصر یہ کہ ہر نکتہ پر شعلہ الیست ہم دوش ہے۔ ہر نقطہ بجون دل ہم آغوش ہے۔ اسکے انتخاب کی خوبی اور اشعار کی وسعت ان ریویو کے دیکھنے سے ظاہر ہے جو اخبارات۔ آزاد۔ اودھ پنچ۔ آرہ گزٹ۔ نصرت الاخبار۔ طوطی ہند وغیرہ مین وقتاً فوقتاً شایع ہوے۔ قیمت عوام سے صرف ۸؎ ماہوار مع محصول۔ نمونے کے پرچہ کی قیمت ۲؎

المشتہر سید مہدی حسن عقیل مالک نغمۂ بہار۔ بازار راجہ لکھنؤ

آزاد

ملکی معاملات اور عام رائے کا آئینہ۔ پولٹیکل اور سوشیل خیالات کا ریفارمر۔ اردو لٹریچر اور زباندانی کا اعلیٰ نمونہ۔ ناظرین پرچے کے نمونہ سے خود تصفیہ کر سکتے ہین۔ سالانہ قیمت عوام سے ۱۲؎ خواص سے ۱۴؎ درخواست منشی احمد علی صاحب شوق مالک اخبار آزاد لکھنؤ ڈاکخانہ امین آباد کے نام آنا چاہیے۔

اودھ پنچ

ہنسنے ہنسانے کا پرچہ۔ تفریح و دلبستگی کا آلہ۔ ظرافت مین طاق۔ مذاق مین شہرۂ آفاق۔ غضب کا شوخ اور چنچل۔ سوشیل لایف کا دلکش مرقع۔ پولٹیکل خیالات کا دلآویز کیمرا۔ اور فوٹو بسکی سیت زبانی سلاست بیانی اور کارٹونس کی عالی خیالاتی دیکھنے سے متعلق ہے۔

قیمت عام بہ حد سال بد پیشگی۔ فی پرچہ ۴؎ ماہوار رسالہ ۸؎

سالانہ جلد ۶؎ مع محصول۔ اجرت اشتہار فی سطر ۲؎

المشتہر۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

بہار ہند

اردو زبان کی ضرورتین اس بات کی مقتضی ہین کہ نئے انگریزی خوانون کے حملون اور نئے انشاپردازون کے خانہ ساز محاورون سے بچانے کے لیے کوئی بہت بڑا اہتمام کیا جاے۔ اسی غرض سے مین نے سترہ برس کی محنت مین ایک نایاب لغت تیار کی ہے۔ ایک ضخیم کتاب کا چھپوانا یون دشوار تھا۔ اسلیے ارادہ کیا کہ اسکے دو جز ماہوار بطور رسالے کے شایع کر دیے جایا کرین۔ قیمت عام طور پر ۳؎ سالانہ مقرر کی ہے۔ اور کارخانہ اصغر علی و محمد علی تاجر عطر لکھنؤ۔ چوک کو ذمہ دار قرار دیا ہے۔ انھین کے نام درخواست بھی آنا چاہیے۔

المشتہر۔ محمد مرتضیٰ عرف محمد بیگ عاشق

درگیش نندنی

یہ ناول ہندوستان کی تعلیم کا سب سے بڑا نمونہ اور اس ملک کے علم و فضل کی بیش قیمت کمائی ہے۔ ایک بنگالی جنٹلمین نے تصنیف کیا اور کل مہذب دنیا نے پسند کیا۔ انگلش۔ فرنچ۔ اور جرمن۔ ان مین مہذب اور معزز زبانون مین ترجمہ ہو گیا۔ اردو کی بڑی بدنصیبی تھی۔ اگر اس مین اسکا ترجمہ نہوتا۔ اسی خیال سے مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر نے اردو مین ترجمہ کیا۔ قیمت فی جلد مع محصول ایک روپیہ ۱

المشتہر۔ شیخ احمد علی کامل۔ لکھنؤ۔ رستم نگر